ابوظہبی کے شیخ الخزرجی سے حضور ﷺ کے تبرکات
وآثار کے حوالے سے علامہ کوکب نورانی کا انٹرویو

حضور ﷺ کے موئے مبارک پر ایک نادر تحریر

شعائر اللہ فی اثبات فضائل شعر رسول اللہ

سراج الدین ابوالذکاء شاہ سلامت اللہ
رامپوری نقشبندی مجددی متوفی 1338ء

تحقیق وتخریج
مولانا ابوالنور محمد راشد علی قادری

ابوظہبی کے شیخ الخزرجی سے حضور ﷺ کے تبرکات
وآثار کے حوالے سے علامہ کوکب نورانی کا انٹرویو

حضور ﷺ کے موئے مبارک پر ایک نادر تحریر

شعائر اللہ فی اثبات
فضائل شعر رسول اللہ ﷺ

سراج الدین ابوالذکاء شاہ سلامت اللہ
رامپوری نقشبندی مجددیؒ متوفی 1338ء

تحقیق وتخریج
مولانا ابوالنور محمد راشد علی قادری

کتاب: شعائر اللہ فی اثبات فضائل شعر رسول اللہ

مصنف: سراج الدین ابوالذکاء شاہ سلامت اللہ رامپوری مجددی نقشبندیؒ متوفی:1338ء

تحقیق و تخریج: مولانا ابوالنُّور محمد راشد علی قادری

ذیلیہ: ابو ظہبی میں محفوظ آثار النبویہ ﷺ

تحریر: شیخ عتیق الرحمن، ابو ظہبی

(ابو ظہبی کے شیخ الخزرجی سے تبرکات و آثار کے حوالے سے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کا انٹرویو)

اشاعت: 2016ء

قیمت: -/260 روپے

ناشر: محمد فہد (رابطہ نمبر: 0321-8836932)

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ نزد فیضان مدینہ مین یونیورسٹی روڈ کراچی: 03132178404

مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی: 03213531922

حافظ محمد فیصل رضا بغدادی قادری عطاری کراچی: 03123886593

مولانا حافظ محمد جاوید قادری عطاری کراچی: 03074332101

مولانا حافظ محمد نبیل رضا قادری عطاری فیصل آباد: 03218394138

عرض حال

ایک وقت تھا کہ فقط یہی کہنا کافی ہوتا تھا "بخاری میں ہے"، "ابن ماجہ فرماتے ہیں"، "مسلم میں روایت ہے"، "حدیث پاک میں ہے"، وغیرہ وغیرہ۔

لیکن رفتہ رفتہ جب نام نہاد خواندگی بڑھتی گئی، وارثان تعلیم و تعلم قرآن و حدیث سے ناخواندہ ہوتے گئے۔ بالآخر یہ وقت آن پہنچا کہ بخاری شریف میں ہے کہنا ناگوار و نامقبول ہوگیا۔ اور جدید خواندگی نے اہل قلم کو مجبور کر دیا کہ دورِ حاضر کے پڑھے لکھے معاشرے کو بیان کی گئی بات کی دلیل پیش کرنے کے لیے کتاب کا نام، باب، فصل، جلد، صفحہ، مطبوعہ سب ذکر کیا جائے۔

یہ ضرورت فقط آئندہ ہی نہیں بلکہ اسلاف و بزرگان دین کی گذشتہ کتب میں بھی پیش آئی۔ کیونکہ ہمارے ہاں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کے لیے اسلاف کی تکذیب کرنا کوئی شکل کام نہیں ہے۔ علماو محققین زمانہ نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اسلاف کی بیش قیمت تصنیفات اور مآخذ و مراجع دین کی حفاظت کے لیے جدید تخریج و تحقیق و تسہیل و تلخیص کو متعارف کروایا اور کتب اسلاف کو اس رنگ میں ڈھالا۔

راقم الحروف دور طالب علمی ہی سے اس بات کا خواہاں رہا ہے کہ ہمارے طلباو علما کو جدید انداز تخریج و تحقیق اپناتے ہوئے کتب اسلاف کی حفاظت و اشاعت نو کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اسی مقدس جذبے کے تحت ۲ سال قبل صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی کتاب مستطاب **"الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفے"** کی تخریج و تحقیق کا بیڑہ اٹھایا جو کہ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ گذشتہ

سال 30 مئی 2015 کو، قبلہ صدرالافاضل کے اپنے ہی مبارک شہر مرادآباد ہندوستان سے جامعہ نعیمیہ سے زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔

اسی دوران ایک موقع پر حضور فخر العلماء، زینت الفقہاء جناب قبلہ **مفتی محمد جمیل احمد نعیمی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی زیارت کا موقع ملا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فقیر کا شوق و شغف ملاحظہ فرماتے ہوئے زیر نظر کتاب "شعائر اللہ فی اثبات فضائل شعر رسول اللہ" کا ذاتی نسخہ عطا فرماتے ہوئے تخریج و تحقیق کا حکم صادر فرمایا۔ راقم نے بخوشی قبول کرتے ہوئے کام شروع کر دیا۔ قبلہ مفتی صاحب کی دیگر بے مثال خوبیوں کے ساتھ ساتھ ایک عادت حسنہ جو فقیر کو بہت بھاتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

لجپال پریت نوں توڑتے نئیں   جے بانہہ پھڑلین تے چھوڑدے نئیں

کا مصداق ہیں۔ پہلی ملاقات سے آج تک آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مسلسل کرم نوازی فرمائے ہوئے ہیں اور وقفے وقفے سے بذریعہ فون ملفوظات عطا فرماتے رہتے ہیں۔ آپ کی مسلسل رہنمائی و مخلص دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج مؤرخہ 16.01.2016، ۵ ربیع الثانی ۱۴۳۷ کو یہ مقدس تحریر تخریج و تحقیق و تسہیل کے زیور سے آراستہ ہوئی اور اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

راقم نے اس کی تحقیق و تخریج میں درج ذیل اقدامات کیے ہیں:

۞... تمام قرآنی آیات و احادیث اور عربی عبارات کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

۞... آیات قرآنیہ کو قرآنی رسم الخط ہی میں نقل کیا گیا ہے۔

۞... احادیث، عربی و فارسی عبارات، عربی حاشیہ، عربی و اردو تخریج کو باہم مختلف رسم الخط میں رکھنے کی کوشش کی ہے۔

۞... مشکل و دقیق جملوں اور پیراگراف کی تسہیل حاشیہ میں کر دی گئی ہے، اردو، عربی مشکل الفاظ و اصطلاحات کے معانی، نیز مبتدی سے بعید الفہم اضافات و عبارات کی تسہیل کی بھی مقدور بھر کوشش کی ہے۔

۞... تقریباً تمام احادیث و اقوال اسلاف کی تخریج کتب محولہ سے کر دی گئی ہے۔

۞... جن کتب تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے چند تخاریج مکمل کرنے سے محروم رہا، ان عبارات کی تخریج دیگر کتب معتبرہ سے کر دی گئی ہے۔

۞... فارسی عبارات کا ترجمہ بھی زیب قرطاس کیا گیا ہے۔

۞... مصنف علام نے کئی عبارات حسب ضرورت بیان ملتقط ذکر فرمائی ہیں، راقم نے ان عبارات کو مؤید عقیدہ جانتے ہوئے مکمل نقل کر دیا ہے۔

۞... تخاریج و حواشی کو ہر صفحہ پر متن کے نیچے ذکر کیا ہے، نیز نمبر شمار کو مسلسل رکھا گیا ہے لہذا اگر کسی نمبر شمار کا حاشیہ اس صفحہ کے نیچے شرف زیارت نہ بخشے تو اگلے صفحہ کی زیارت فرمائیے۔

۞... طویل الاضافت اور مشکل عبارات کو سمجھ سے قریب کرنے کے لیے کوماز "" وغیرہ کا استعمال کیا ہے۔

راقم اپنی بے بضاعتی و کم علمی کا معترف ہے لہذا خیر خواہی و اصلاح کے جذبات سے دی گئی رائے و رہنمائی کو دل و جان سے تسلیم کرے گا، چنانچہ کسی بھی بھائی کو میری اس ادنی کوشش میں اعلی رائے و رہنمائی دینی ہو یا غلطی پر مطلع کرنا ہو تو بلا جھجک کرم فرمائیں۔

اس میں جو خوبیاں ہیں وہ رب کریم کی عطا، رسول کریم کا صدقہ، علمائے کرام و مفتیان دین کی رہنمائیوں اور

میرے پیر و مرشد قبلہ امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا

ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه

کی خاص نظر عنایت اور میرے والدین کریمین کی خالص دعاؤں کا نتیجہ ہے۔
اور جو کوئی خامی نظر آئے وہ فقیر کی کمزوری تصور کی جائے۔

آخر میں تمام احباب ذی وقار سے گزارش ہے کہ میرے والدین و اہل خانہ کی صحت و درازئ عمر بالخیر کی دعا کو اپنی خصوصی دعاؤں میں جگہ عطا فرمائیں۔

فقط: ابوالنور محمد راشد علی قادری عطاری غفر لہ

تعارفِ مصنف

سراج العلماء، سند الفضلاء، محدث و مفسر، محقق و مدقق، حضرت علامہ ابوالذکاء سراج الدین شاہ محمد سلامت اللہ رام پوری علیہ الرحمۃ اعظم گڑھ کے ساکن تھے، حفظ قرآن مجید اپنے آبائی علاقہ میں ہی کیا۔

حصول علم دین وبیعت وخلافت

اس کے بعد تحصیل علم کے لیے رام پور کا سفر کیا، اور استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد ارشاد حسین رام پوری علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۱۱ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم دینیہ کی تکمیل کی، ظاہری علوم حاصل کرنے کے بعد باطنی علوم بھی اپنے استاد مکرم حضرت مولانا شاہ محمد ارشاد حسین رام پوری علیہ الرحمۃ سے حاصل کیے اور انہیں کے دست مبارک پر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

ایک زمانہ تک اپنے شیخ و مرشد کی صحبت میں رہے، بعد وفات شیخ ان کے قائم مقام ہو گئے۔

تقوی و پرہیزگاری

تقوی کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ بے تکیہ و بستر سوتے، گھریلو سامان خریدنے خود تشریف لے جاتے، نیز رؤسا و امراء سے ہمیشہ دور رہتے، داڑھی منڈانے والوں سے مصافحہ و سلام نہیں کرتے تھے۔

تدریس و تلامذہ

حضرت مولانا خواجہ احمد قادری علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں مدرس رہے۔ مشہور تلامذہ میں حضرت علامہ مولانا عماد الدین سنبھلی علیہ الرحمۃ اور حضرت علامہ مولانا علیم الدین اسلام آبادی علیہ الرحمۃ شامل ہیں۔

اعلیٰ حضرت سے تعلق

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا اپنے جن معاصر علماء سے گہرا تعلق تھا، ان میں تاج الفحول محب رسول حضرت شاہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے نام کے ساتھ ساتھ حضرت علامہ شاہ سلامت اللہ رام پوری علیہ الرحمۃ کا نام بھی اہم ہے اور مذاہب باطلہ کی سرکوبی کے لیے تدریس و تصنیف و وعظ کے ذریعے انہوں نے بے انتہاء کوششیں کیں اور عوام الناس کو متزلزل ہونے سے بچایا، ان شخصیات کی بریلی آمد پر سیدی اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے:

اذاحلوا تمصرت الایاوي   اذا راحوا فصار المصر بيد

یعنی جب وہ تشریف فرما ہوتے تو ویرانہ شہر بن جاتا اور جب وہ کوچ کرتے ہیں تو شہر ویران ہو جاتا ہے۔

ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین قادری بہاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میرے زمانہ قیام بریلی شریف یعنی ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۲۹ھ تک علمائے اہلسنت و

مشائخ کرام و داعیان دین و ملت و دیگر حضرات اہلسنت و جماعت برابر تشریف لایا کرتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ ایک دو مہمان تشریف نہ لاتے ہوں، ان سب کی خاطر مدارت حسب مرتبہ کی جاتی اور علمائے کرام کی تشریف آوری کے وقت اعلیٰ حضرت کی مسرت کی جو حالت ہوتی احاطہ تحریر سے باہر ہے، خصوصاً حضرت محدث سورتی مولانا شاہ وصی احمد صاحب پیلی بھیتی، حضرت ابو الوقت شیر بیشہ سنت مولانا ہدایت الرسول صاحب لکھنوی، حضرت مولانا سراج الدین ابو الذکاء مولانا سلامت اللہ صاحب اعظمی رام پوری۔

سیدی اعلیٰ حضرت اور حضرت شاہ سلامت اللہ رام پوری علیہما الرحمۃ نے باہم ایک دوسرے کی کتب پر تقاریظ و فتاوی پر تصدیقات بھی ثبت فرمائیں اور ان میں ایک دوسرے کو حسب مراتب القابات و آداب سے یاد فرمایا ہے۔

قصیدہ امال الابرار والام الاشرار میں حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری علیہ الرحمۃ کا ذکر خیر کچھ یوں ہے:

سراج ابو الذکاء سلامۃ اللہ   حباہ سلامہ المبدی المعید

یعنی سراج الدین ابو الذکاء شاہ سلامت اللہ رام پوری انہیں ان کی سلامتی دے وہ اول و آخر بنانے والا۔

تصنیفات و تالیفات:

معرکۃ الآراء کتب و تصانیف میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱)اوضح البراهین علی عدم جواز الصلوة خلف غیر المقلدین، (۲)التحفة المنصفیة والهدیة الاحمدیة فی ادلة سماع الموتی وحیاتهم السرمدیة، (۳)احکام الحجی فی احکام اللحی، (۴)تحقیق المرام، (۵)تلخیص الافادات، (۶)تبشیر الوری بحضور المصطفی، (۷)عمدة الفائحة، (۸)براهین لائحة ضمیمه عمدة الفائحة، (۹)احکام الملة الحقیة فی تفسیق قاطع اللحیة، (۱۰)حقوق الوالدی والولد، (۱۱)شعائر الله فی اثبات فضائل شعر رسول الله، (۱۲)اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء

وفات:

علم و عمل کا یہ عظیم پیکر دنیائے سنیت میں علم و آگہی کی ہزاروں شمعیں روشن کرنے کے بعد ۸ جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ کو سفر آخرت پر روانہ ہو گیا۔

آپ علیہ الرحمۃ کو آپ کے استاذ گرامی و پیر و مرشد حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین رام پوری علیہ الرحمۃ کی درگاہ میں دفن کیا گیا۔

اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

انتساب

اپنی مادر مشفقہ کے نام

جنہوں نے کبھی ہمیں کسی دکھ درد اور پریشانی کا احساس نہ ہونے دیا اور ہمیشہ اپنے دکھ درد اور بیماریوں کو چھپاتی رہیں اور ہماری ہلکی سی آہ پر بھی دل جلاتی رہیں اور

اپنے پدر عظیم کے نام

جنہوں نے انتہائی کسمپرسی کے حالات میں کہ جب ان کے سگے بھائی بھی انہیں پریشانیوں میں مبتلاء تنہاء چھوڑ گئے، ہماری تعلیم و تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور دن رات محنت شاقہ کر کے ہمیں پڑھایا۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں ان دونوں عظیم ہستیوں کی درازئ عمر بالخیر اور داخلۂ جنت بلا حساب کی دعا ہے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بِسمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريكا في الملك ولم يكن له ولي من الذل و اكبره تكبيرا و اصلي و اسلم علي من ارسل رحمة للعلمين خاتم النبيين شاهدا لما كان في الازل و مشاهدا لما يكون الي الابد ومبشرا و نذيرا وداعيا الي الله باذنه و سراجا منيرا جعله مباركا اينما كان و نورا بل جملة اجزائه وفضلاته طاهرة و مباركة وطهورا وبسمعه سميعا وببصره بصيرا فليس كمثله شئ ولن يكون و كان بعلم الله عليما وبقدرته علي كل شيئ قديرا فمن استخف بشانه العلي العظيم بتنقيص جزء من اجزائه ولو شعرا من اشعاره شعيرا او نقص ماينسب اليه و يعرف به و صغره تصغيرا كما هو ديدن الفرقة المارقة من الدين نقيرا و قطميرا فقد اتى بابا من اعظم الكبائر واشد المنكرات نكيرا بل استحق ان يكفر تكفيرا لانه قد بدت العداوة و البغضاء من افواههم وما تخفى صدورهم اكبر توفيرا و صاروا مصاديق ان يقال لهم لاتعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم وارتكبتم كبيرا و صلى الله تعالى على حبيبه الجميل الاجمل الاجل الاكمل الاعظم الاكرم الانور المنور تنويرا وعلى اله الذين طهرهم الله تطهيرا واصحابه الذين آووه ونصروه معاونا وظهيرا وبارك وسلم تسليما كثيرا مادام يتبرك باثاره الكريمة ويشتاق المحب اليها ويكون لها نصيرا اما بعد فيقول الفقير الى حبيب الحبيب فقير ازهيرا محمد المدعو بسلامت الله كان الله له ولوالديه في الدنيا والآخرة ولا يكله الي نفسه طرفة عين فتدمره تدميرا ان هذه دلائل بل وسائل قلائل الى ذكر الحبيب صلى الله عليه وسلم اذكر بها اخواننا تذكيرا وانكل الاعداء واكهرهم تكهيرا[1]

---

(1)...۔سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور میں اس کی خوب بڑائی بیان کرنے کے لیے تکبیر کہتا ہوں۔اور میں درودو

سلام پیش کرتا ہوں اس ذات بابرکات پر جن کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اور آخری رسول بنا کر بھیجا گیا، وہ ازل سے ابد تک کے تمام امور معاملات کو ملاحظہ فرمانے والے ہیں، ایمان والوں کو اللہ کی نعمتوں کی خوشخبری سنانے والے، اور گناہگاروں کو عذاب الہی سے ڈرانے والے اور باذن الہی اللہ کی طرف بلانے والے چمکا دینے والے سورج ہیں، وہ کہیں بھی ہوں اللہ تعالی نے انہیں برکت والا اور نور بنایا، بلکہ آپ ﷺ کے تمام اعضائے مقدسہ اور فضلات پاک، برکت والے اور خوب پاک ہیں، آپ ﷺ اللہ کی دی ہوئی طاقت سے سننے والے اور دیکھنے والے ہیں، پس آپ جیسا نہ تو کوئی تھا اور نہ ہی کوئی ہوگا، اور آپ ﷺ اللہ کے دیے ہوئے علم سے جاننے والے اور اس کی دی ہوئی طاقت وقدرت سے اختیارات کاملہ وقدرت رکھنے والے ہیں، پس پس جو کوئی آپ ﷺ کی اعلی واعظم شان مکرم کی تنقیص کرے، خواہ آپ ﷺ کے اجزائے مقدسہ میں سے کسی ایک جزء کی، یا آپ کے مبارک بالوں میں سے کسی ایک مو مبارک کی تنقیص کرے یا کسی بھی آپ ﷺ کی طرف منسوب مبارک چیز کی تنقیص کرے یا آپ کے نام اقدس سے معروف مشہور اور آپ ﷺ کی نسبت سے جانی پہچانی جانے والے چیز کی شان گھٹائے، جیسا کہ دین سے تیر کی طرح حقیر طور پر نکل جانے والے فرقہ کی عادت ہے کہ وہ بہت ہی بڑے کبیرہ گناہ میں جا پڑے اور اشد ممنوعات میں جا پڑے، بلکہ ان کی شامت اعمال تو اس بات کی حق دار ہے کہ ان کی شد ومد سے تکفیر کی جائے کیونکہ ان کے مونہوں سے اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی ظاہر ہوگئی اور جو دشمنی وعداوت وبغض ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہے وہ ظاہری کینے سے بھی بڑھ کر ہے اور وہ اس آیت کریمہ کا بعینہ مصداق ہوگئے کہ "لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ترجمہ کنزالایمان: بہانے نہ بناؤ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے" (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت: ٦٦) اور بہت کبیرہ کے مرتکب ہوئے،

اور اللہ کی رحمتیں اور درود ہوں اس کے صاحب جمال جمیل وکمال عظیم اور عزت وعظمت والے، نور سے خوب روشن محبوب پر اور ان کی آل پاک پر جن کو اللہ کریم نے پاک فرمایا اور ان کے اصحاب کرام پر جنہوں نے ان کا خوب ساتھ نبھایا اور اللہ کی برکتیں اور خوب خوب سلامتیاں ہوں اس وقت تک کہ جب تک ان کے تبرکات وآثار سے برکت لی جاتی رہے، اور عشاق ان کے مشتاق اور مددگار رہیں، اما بعد

محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ کا فقیر محمد سلامت اللہ، کہ دنیا و آخرت میں اسے اور اس کے والدین کو اللہ کریم ہی کا سہارا ہے اور پلک جھپکنے کی مقدار بھی اپنی ذات پر بھروسہ وتوکل نہیں، کہتا ہے کہ یہ دلائل ہیں بلکہ حبیب معظم ﷺ کا ذکر کرنے کے قلیل سے وسائل ہیں میں ان کے ذریعہ اپنے مسلمان باادب بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں اور تبرکات وآثار مقدسہ کی توہین وتنقیص کرنے والوں کو لگام ڈالتا اور سخت سزا دیتا ہوں۔

جاننا چاہئے کہ موئے مبارک نبوی ﷺ کی بزرگی اور اس کا تبرک اور موجب فیوض وبرکات وانوار ہونا ایسی چیز نہیں ہے جس کا انکار کوئی ادنی عقل والا بھی کر سکے اگرچہ اسکے دلائل ہزاروں ہیں مگر بنظر چند دلائل یہاں ذکر کرتا ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔[2]

پہلی دلیل

قال اللہ سبحانہ: وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾[3]

شعائر جمع ہے شعیرہ کی اور شعیرہ کے معنی علامت ہیں یعنی اللہ تعالی کی جو نشانیاں ہیں ان کی تعظیم وہی کرے گا جس کے دل میں تقوی اور اللہ تعالی کا ڈر ہوا گرچہ یہ آیت خاص بدنہ[4] کے باب میں ہے مگر موافق قاعدہ اصول العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب[5] جملہ نشانیوں اور اعلام دین[6] اور علامات الٰہیہ کو شامل ہے[7] اور اسی واسطے ان آیات سے اکابر نے اولیاء اللہ کی تعظیم کا قول کیا ہے[8] کہ

---

(2)... اور میری توفیق اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے اور مجھے وہ کافی کیا ہی اچھا کارساز۔

(3)... ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت: ۳۲)

(4)... گائے یا اونٹ، مراد وہ جانور جو حاجی حرم الہی میں ذبح کرنے کے لیے بھیجتا ہے

(5)... تقويم الأدلة في أصول الفقه، باب القول في الأسماء الظاهرة۔۔ الخ، ج۱، ص۱۱٦

(6)... دین کی علامات ونشانیاں،

(7)... یعنی اگرچہ یہ آیت مبارکہ خاص بدنہ کے بیان میں نازل ہوئی مگر قاعدہ "اصول العبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص السبب یعنی اعتبار خاص سبب کا نہیں بلکہ لفظ کی عمومیت کا ہوتا ہے" کے تحت یہ تعظیم تمام علامات دینیہ وشعائر اسلام کو شامل ہے اور سرکار دوجہاں ﷺ کے موئے مبارک، نہیں نہیں بلکہ سرکار دوجہاں

وجود ان کا اعظم آیات الٰہیہ سے امت میں ہے اور جب یہ لفظ ''شعائراللہ'' بعمومہ شامل ہوا جمیع نشانیوں کو، تو حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک کو بدرجہ اولیٰ شامل ہوگا پس اسکی تعظیم جملہ تعظیم شعائر اللہ سے اور وہ (یعنی شعائر اللہ کی تعظیم کرنا) بحکم آیت وشہادت الٰہی دلیل ہے تقوی القلوب کی اور اللہ جس کے تقوی کی گواہی دے اس کی قبولیت کا درجہ کیا پوچھنا (اللہ کریم کا فرمان) اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾[9] اور اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾[10] بس

ﷺ سے نسبت وتعلق رکھنے والی ہر ہر شے علامات دینیہ سے ہے توان سب کی تعظیم کرنا شعائراللہ کی تعظیم کرنا ہے اور اصل تقوی وپرہیز گاری ہے

(8)... ۔أعظم شعائر الله التي يجب تعظيمها أولياء الله، الدالين على الله، ثم الفقراء المتوجهون إلى الله، ثم العلماء المعلمون أحكام الله، ثم الصالحون المنتسبون إلى الله، ثم عامة المؤمنين الذين هم من جملة عباد الله. ويجب تعظيم مَنْ نصبه الله لقيام خطة من الخطط لإصلاح العباد كالسلاطين، ولو لم يعدلوا، والقضاة والقواد، والمقدمين لأمور العامة، فتعظيم هؤلاء كله من تقوى القلوب. ويدخل في ذلك: الأماكن المعظمة كالمساجد والزوايا..تفسیر البحر المدید، پارہ۱۷، الحج، تحت الآية: ۳۲

یعنی شعائر اللہ میں سے سب سے بڑی علامت جس کی تعظیم واجب ہے وہ اولیاء اللہ ہیں جو کہ مخلوق کی اللہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اس کے بعد وہ فقراء ہیں جو ہر دم اللہ کی جانب لو لگائے رکھتے ہیں، پھر علما ہیں جو اللہ کے احکام سکھاتے ہیں، پھر وہ صالحین ہیں جو ہمہ وقت اللہ کی جانب متوجہ ہیں، پھر عام مؤمنین ہیں جو کہ اللہ کے بندوں میں سے ہیں، اور جسے اللہ نے کسی خطہ کے قیام کے لیے چنا اور لوگوں کی اصلاح کے لیے مقرر فرمایا ہے اس کی تعظیم کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ سلاطین، اگرچہ وہ عدل نہ کرتے ہوں، اور قاضی صاحبان، سپہ سالار اور عام امور مسلمین کو چلانے والے، پس ان سب کی تعظیم کرنا قلبی پرہیز گاری کا ذریعہ ہے، اور شعائر اللہ اور قابل تعظیم میں معظم مقامات بھی داخل ہیں جیسا کہ مساجد، خانقاہیں وغیرہ

(9)... ۔ترجمہ کنزالایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے (پارہ۶، سورۃ المائدۃ، آیت: ۲۷)

(10)... ۔ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے (پارہ۲۶، الحجرات، آیت: ۱۳)

ہے اس سے معلوم ہوا کہ موئے مبارک کی تعظیم نہ کرنے والا متقی نہیں بلکہ فاسق ہے اور خارج طاعۃ اللہ[11] ہے معاذاللہ من ذالک[12]

دوسری دلیل

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾[13]

تابوت عبارت ہے اس صندوق[14] سے جس میں تصویریں انبیاء علیہم السلام کی تھیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک پہنچی تھیں اور اس میں تورات کی بعض الواح

---

(11)... ۔اللہ کی اطاعت سے خارج ہے

(12)... ۔گستاخوں اور بے ادبوں سے اللہ کی پناہ

(13)... ۔ترجمہ کنزالایمان: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی (پارہ۲، البقرۃ، آیت ۲۴۸)

(14)... ۔تفسیر خزائن العرفان میں صدرالافاضل مفتی سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس تابوت کے بارے میں تفسیر جلالین، جمل، خازن ومدارک وغیرہ کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں کہ ------- یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زر اندود صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں ان کے مساکن ومکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء ﷺ کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی، چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کے کپڑے

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ تھا جس کا موجب تسکین ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موئے مبارکِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصائے موسیٰ اور عمامۂ ہارونی بلکہ تصاویرِ انبیاء سے تبرک اور تسکین میں بدرجہا بڑھ کر ہے۔

اور آپ کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کی عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کئے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔

(جلالین و جمل و خازن و مدارک وغیرہ)۔۔۔

تفسیر الخازن، پارہ۲، البقرۃ، ج۱، ص۱۸۱، تحت الآیۃ: ۲۴۸

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز و احترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے فائدہ: تابوت میں انبیاء کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں اللہ کی طرف سے آئی تھیں۔

تیسری دلیل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود موئے مبارک حلق فرما کر تقسیم کئے ہیں اگر تبرک نہ ہوتا تو تقسیم کے کوئی معنی نہیں؟

هذا الحديث مسطور في الصحاح و جميع كتب السير و سيأتي انشاء الله تعالى فانتظره (15)

چوتھی دلیل

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شب معراج کی صبح کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریش مبارک کے موئے مبارک عطا فرمائے۔

وقد رأينا سنده مختوما لاكابر دمشق عند السيد الجيلي محمد حبيب الله الدمشقي قد نزل في هذا البلدة رامفور سنة الثلث و العشرين بعد الالف و الثلث مائة من الهجرة على صاحبها افضل الصلوة و السلام (16)

پانچویں دلیل

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند موئے مبارک عطا فرمائے تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی ٹوپی میں سی رکھا تھا جس لڑائی میں وہ ٹوپی پکڑ گئے اللہ تعالیٰ نے ببرکتِ موئے مبارک ان کو فتح دی۔

---

(15)...۔اس مضمون کی کئی احادیث صحاح اور تمام کتب سیر میں موجود ہیں اور اس مختصر میں بھی نقل کی جائیں گی، پس انتظار کریں۔

(16)...۔ہم نے اس کی اکابر دمشق کی بمہر سند سید الجیلی محمد حبیب اللہ دمشقی کے پاس دیکھی ہے جو کہ ہمارے شہر رامپور میں ۱۳۲۳ھ میں تشریف لائے تھے۔

قال الشیخ فی المدارج: وبود چند موئے از آنحضرت ﷺ در کلاہ خالد بن الولید و حاضر نشد بآنہا ہیچ قتالے را مگر آنکہ دادہ شد نصرت انتہی[17]

چھٹی دلیل

مدارج النبوۃ میں ہے: وصل در کرامات و برکاتِ آنحضرت در چیزے کہ لمس کرد و مباشرت کرد آنرا در صحیح آمدہ کہ بیرون آورد اسماء بنت ابی بکر جبہ طیالسہ را و گفت کہ ایں جبہ را پیغمبر خدا ﷺ پوشیدہ است و مامی شوئیم آنرا برائے بیماراں و شفامی جوئیم بآن انتہی[18]

اقول: بدنِ مبارک سے مس ہونا لباس یا کسی چیز کا جب باعثِ برکت و شفائے بیمار ہے حالانکہ مس و لمس ایک وصف ہے جسمِ مبارک و دست مبارک کا اور وہ عرض وصفت ہے تو موئے مبارک کہ جوہر اور جز و بدن مبارک ہے[19] کیونکر متبرک اور موجب شفائے قلب و جسم، بیمارانِ ظاہر و باطن نہ ہوگا؟

---

(17)... مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۰۳
یعنی حضرت سیدنا خالد بن ولید کی ٹوپی مبارک میں حضور سید عالم ﷺ کے چند موئے مبارک تھے، آپ اسے پہن کر جس جنگ میں شریک ہوتے، فتح و نصرت قدم چومتی۔ ابوالنور

(18)... مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۰۲
یعنی حضور شاہ موجودات، سرور دوجہاں ﷺ نے جن چیزوں کو چھوا یا شرف قرب بخشا ان اشیاء سے جو کرامات و برکات کا ظہور ہوا اس سلسلے میں صحیح حدیث میں مروی ہے کہ سیّدہ اسماء بنت ابو بکر نے ایک طیالسی جبہ نکالا اور فرمایا کہ اس جبہ شریف کو نبی کریم ﷺ نے زیب تن فرمایا ہے اور ہم بیماروں کے لیے اس کا دامن مبارک دھو کر پلاتے ہیں تو انہیں فی الفور شفا حاصل ہوتی ہے۔ ابوالنور

(19)... عرض کی تعریف کرتے ہوئے علامہ شریف جرجانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:........

(مدارج النبوت کی مذکورہ روایت بحوالہ مسلم شریف حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور)[20]

ساتویں دلیل

نیز مدارج النبوہ میں ہے: و بود کاسۂ آنحضرت ﷺ کہ آب می انداختند در آن و شفا می جستند بآن انتہی[21] ------ و تقریر الدلیل مامر[22]

عرض ایک ایسی چیز ہے جو اپنے وجود کے لیے کسی جگہ یا محل کی محتاج ہوتی ہے، اگر وہ جگہ یا محل نہ ہو تو اس کا بھی وجود نہیں ہوتا، جیسا کہ رنگ اپنے وجود کے لیے جسم کا محتاج ہے جس میں یہ حل ہوگا اور اس کے ذریعے قائم ہوگا --- جبکہ جوھر وہ جسم ہے جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ جیسے جسم انسانی، وغیرہ
التعریفات، باب العین، ص۱۵۱، رقم: ۱۱۹۴
اب مذکورہ پیراگراف کو یوں سمجھیے کہ .... چھونا، ہاتھ لگانا، جسم سے لگانا یہ عرض ہیں، اور جسم، ہاتھ، بال، وغیرہ جوہر ہیں، اگر حضور اکرم ﷺ کے چھونے اور جسم مبارک سے لگانے کی وجہ سے آپ ﷺ کا جبہ مبارک، پیالہ مبارک، باعث برکت و شفا ہو سکتا ہے تو خود جسم انور اور بال مبارک جو کہ ذات مصطفٰے کا عین ہیں اصل وجود رکھتے ہیں ان میں برکت کیوں نہ ہوگی۔ ابوالنور

(20)... عَنْ عَبْدِ اللهِ، مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ --- الی ان قال ---، فَقَالَتْ: هَذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ، وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالدِّيبَاجِ، فَقَالَتْ: هَذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتَّى قُبِضَتْ، فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا، فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى يُسْتَشْفَى بِهَا -------- ترجمہ کی حاجت نہیں خلاصہ اوپر مذکور ہے۔
صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم إستعمال إناء الذهب، ص۱۱۴۷، الحدیث: ۲۰۶۹

(21)... مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۰۳
اور شہنشاہ رسالت ﷺ کا ایک پیالہ تھا اس میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو انہیں شفا حاصل ہوتی۔ ابوالنور

(22)... اس عبارت سے موئے مبارک کی برکات پر جو دلیل ملتی ہے اس کی دلیل اوپر گزر چکی ہے یعنی اگر ایک پیالہ سرکار دوجہاں ﷺ کے لبہائے مبارکہ کو چھونے سے موجب برکت ہو سکتا ہے تو ہر وقت جسم اقدس سے برکات حاصل کرنے والے موئے مبارک تو اس پیالہ سے ہزاروں گنا زیادہ باعث برکت و رحمت و قابل تعظیم ہوں گے: ابوالنور

(اس مقدس پیالے کے متعلق بہت ہی ایمان افروز روایت حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں) (23)

آٹھویں دلیل

فیہ ایضا۔۔۔و آوردہ نمی شد نزدوے ﷺ ہیچ یکے کہ دیوانگی و مس جن داشت مگر دست می زد در سینۂ وے و میرفت آن مس و جنون (24)

وتقریر المدعی مامضی (حاشیہ (۲۲) ملاحظہ فرمائیں نیز یہی روایت مسند امام احمد اور سنن دارمی کے حوالے سے مع ترجمہ و تخریج حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور) (25)

---

(23)... ۔حَدَّثَنَا الْقَاضِي أَبو عَلِيٍّ عَنْ شَيْخِهِ أَبِي الْقَاسِمِ بن الْمَأْمُونِ قَالَ كانت عندنا قصة من قِصَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيهَا الْمَاءَ لِلْمَرْضَى فَيَسْتَشْفُونَ بِهَا

الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الرابع، فصل فی کرامتہ و برکاتہ۔۔۔الخ، ج۱، ص۳۳۱

حضرت سیدنا خداش ابن ابی خداش رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کو ایک پیالہ میں پانی نوش فرماتے دیکھا تو عرض کیا کہ حضور یہ مجھے عطا فرمادیں، دوجہاں کے داتا ﷺ نے غلام کو وہ پیالہ عطا فرمادیا، آپ کے بھتیجے حضرت بحریہ فرماتی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کبھی کبھی تشریف لاتے اور فرماتے: رسول اکرم ﷺ کا وہ مبارک پیالہ ہمارے پاس لاؤ، ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب ہم وہ مقدس پیالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ اس میں آب زمزم بھر کر نوش فرماتے اور اپنے منہ پر چھڑکتے۔

عربی عبارت مع تخریج یہ ہے:

أَخبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخبَرَنَا أَيوبُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: أَخبَرَتْنِي بَحرِيَةُ قَالَتْ: اسْتَوْهَبَ عَمِّي خِدَاشٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَصْعَةً رَآهُ يَأْكُلُ فِيهَا فَكَانَتْ عِنْدَنَا فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: أَخرِجُوهَا إِلَيَّ فَنَمْلَأُهَا مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ. فَنَأْتِيهِ بِهَا فَيَشْرَبُ مِنْهَا وَيَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ.

الطبقات الکبری، الطبقة التاسعة، خداش، ج۷، ص۸۱

(24)... ۔مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۰۴

یعنی کوئی دیوانگی یا آسیب کا شکار بچہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں لایا جاتا تو سرکار ﷺ اس کے سینے پر دست مبارک مارتے تو اس کی دیوانگی اور آسیب جاتا رہتا: ابوالنور

نویں دلیل

ایضافی المدارج: وپیدا شدن جودت و جلادت در اسپ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ ببرکت سواریٔ آنحضرت ﷺ بعد ازانکہ بغایت تنگ گام بود و چنان شد کہ ہیچ اسپے مماشاۃ و محازاۃ نمی توانست کرد بوے (26)

(یہی روایت بحوالہ بخاری شریف مع ترجمہ و تخریج حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور) (27)

---

(25)... ۔عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنِي هَذَا بِهِ جُنُونٌ، يَأْخُذُهُ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا، فَيَخْبُثُ عَلَيْنَا، "فَمَسَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ وَدَعَا"، فَثَعَّ ثَعَّةً -يَعْنِي سَعَلَ- فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ مِثْلُ الْجَرْوِ الْأَسْوَدِ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون اپنے بیٹے کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کو جنون لاحق ہو جاتا ہے اس پر یہ دورہ صبح و شام کے وقت پڑتا ہے تو یہ ہمیں بہت تنگ کرتا ہے، پس نبی رحمت ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے سینے پر پھیرا اور اس کے لئے دعا کی تو اس نے قے کر دی اور اس کے پیٹ میں سے سیاہ بلی جیسی کوئی چیز نکل کر بھاگ گئی۔ (اور سرکار دوعالم ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے وہ بچہ ہمیشہ کے لیے تندرست ہو گیا)

مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، ج۴، ص۲۴۱، حدیث: ۲۴۱۸

سنن الدارمی، المقدمۃ، باب ما اکرمہ اللہ تعالی بہ نبیہ ﷺ ۔۔الخ، ج۱، ص۱۷۰، حدیث: ۱۹

(26)... ۔مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۰۴

اور حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے میں حضور سید عالم ﷺ کے سواری کرنے کے بعد آپ ﷺ کی برکت سے اس گھوڑے میں تیزی اور سبک رفتاری پیدا ہو گئی باوجودیکہ آپ ﷺ کی سواری سے پہلے وہ گھوڑا انتہائی تنگ گام اور سست رفتار تھا، سرکار ﷺ کے سواری فرمانے کے بعد کوئی گھوڑا چلنے یا مقابلہ کرنے میں اسے کے مماثل نہ تھا۔ ابوالنور

(27)... ۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَزِعُوا مَرَّةً، فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ -أَوْ كَانَ فِيهِ قِطَافٌ- فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: «وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَحْرًا، فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يُجَارَى

دسویں دلیل

ایضا پیدا شدن سرعت و سبکی در شتر جابر رضی اللہ عنہ بعد از سستی و ماندگی نجلانیدن چوبے کہ در دست شریف بود تا آنکہ نہ توانست زمام اورا نگہداشت و ہمچنیں سوار شدن حمار تنگ گام مر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ را و باز گردانیدن وے تندو تیز کہ اسپ ترکی ویچ وابہ نمی توانست بوے مسائرہ کرو(28)

(حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ والا واقعہ بحوالہ بخاری شریف اور حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے دراز گوش کاذکر بحوالہ الشفاء حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور) (29)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ والوں کو حریفوں کا کچھ خوف پیدا ہوگیا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے جو بہت سست چلتا تھا یایہ کہ اس میں سستی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوٹے، تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا کی طرح سبک رو پایا، پھر وہ گھوڑا اس کے بعد ایسا ہو گیا، کہ کوئی گھوڑا اس سے سبقت نہ لے جاتا تھا۔

صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الفرس القطوف، ص۷۰۸، حدیث:۲۸۶۷

(28)...۔مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص۲۰۴

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حضرت سیدنا جابر کے اونٹ کو ایک سبز ٹہنی کھلائی تھی، اس کی برکت سے وہ بہت تیز رفتار ہو گیا حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت سستی وماندگی کا شکار تھا، اور اب اس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ روکنے سے بھی روکا نہ جاسکتا تھا۔اسی طرح حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سست رفتار دراز گوش (گدھے) پر سوار ہوئے تو اس میں ترکی گھوڑے کی سی تندی و تیزی وسبک رفتاری آگئی اور کوئی بھی اس کی رفتار کو نہ پہنچتا تھا۔ابوالنور

(29)...۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَتَلاَحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا، قَدْ أَعْيَا فَلاَ يَكَادُ يَسِيرُ، فَقَالَ لِي: «مَا

گیارھویں دلیل

وجریر(30) بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہ بر پشت اسپ نمی توانست نشست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برسینہ وے زد پس گشت فارس ترین عرب و ثابت ترین ایشان انتہی مدارج(31)

(یہی روایت بحوالہ بخاری مع ترجمہ وتخریج حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور)(32)

لِبَعِيرِكَ؟»، قَالَ: قُلْتُ: عَيِيَ، قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَجَرَهُ، وَدَعَا لَهُ، فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ، فَقَالَ لِي: «كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ؟»، قَالَ: قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میدان جنگ میں تھا اسی میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ملے اور میں اپنے پانی بھرنے والے اونٹ پر سوار تھا جو تھک گیا تھا اور چل نہیں رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے میں نے عرض کیا وہ تھک گیا ہے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبی رخ سے آکر اس کو ڈانٹا اور اس کے لئے دعا کی اور پھر آپ میرے اونٹ کے سامنے چلتے رہے اور فرمایا اب تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یہ تو بہتر ہو گیا ہے اور دراصل اس کو آپ کی برکت حاصل ہو گئی ہے۔

صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب استئذان الرجل الامام، ص۷۳۱، حدیث:۲۹۶۷

وَرَكِبَ حِمَارًا قَطُوفًا لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَرَدَّهُ هِمْلاجًا لَا يُسَايَرُ

الشفامع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الرابع، فصل فی کرامتہ وبرکاتہ۔۔۔الخ، ج۱، ص۳۳۱

(30)...۔کتاب میں یہاں حرب لکھا ہے جبکہ مدارج النبوۃ میں جریر ہے اور صحیح بھی یہی ہے جیسا کہ اگلے حاشیہ میں بحوالہ بخاری نقل ہے، لہذا ممکن ہے کہ حرب لکھنا کاتب کی لغزش ہو۔

(31)...۔مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص۲۰۴

(32)...۔عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الخَلَصَةِ» فَقُلْتُ: بَلَى، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الخَيْلِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: «اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا» قَالَ: فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ

بارھویں دلیل

الیضا و ازانجملہ دادن اوست مر عکاشہ را بیخ:[33] درخت در وقتیکہ بشکست شمشیر او روز بدر و گشتن آن در دست وے شمشیر براں و قتال کردن بدان ہمیشہ در مواقف و مشاہد تا وقتیکہ شہید شد در قتال اہل ردت و نام ایں سیف عون بود[34] ---- و ہمچنیں دادن وے برائے عبداللہ بن جحش روز احد شاخ خرما و گشتن آن در دست وے

حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا: تو مجھے ذوالخلصہ (کی فکر) سے نجات نہ دے گا؟ میں نے عرض کیا ضرور نجات دوں گا۔ لہذا میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سوار لے کر چل پڑا وہ سب گھوڑوں پر تھے اور میں گھوڑے پر قائم نہ رہ سکتا تھا۔ میں نے اس مشکل کی مشکل کشائی کے لیے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزاری تو آپ ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ مبارک مارا، جس سے میں نے آپ کے ہاتھ کا نشان اپنے سینہ میں دیکھا اور آپ نے فرمایا اے اللہ! اسے گھوڑے پر قائم رکھ اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا، حضرت سیدنا جریر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی بھی گھوڑے سے نہیں گرا۔

صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذی الخلصۃ، ص۱۰۲۶، حدیث: ۴۳۵۷

(33)... ۔کتاب میں یہاں پر ''شاخ درخت خرما'' لکھا ہے جبکہ مدارج النبوۃ میں ''بیخ درخت'' لکھا ہے،:

ابوالنور

(34)... ۔قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَاتَلَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنِ بْنِ حُرْثَانَ الْأَسَدِيُّ، حَلِيفُ بَنِي عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفِهِ حَتَّى انْقَطَعَ فِي يَدِهِ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ جِذْلًا مِنْ حَطَبٍ، فَقَالَ: قَاتِلْ بِهَذَا يَا عُكَّاشَةُ فَلَمَّا أَخَذَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَزَّهُ، فَعَادَ سَيْفًا فِي يَدِهِ طَوِيلَ الْقَامَةِ، شَدِيدَ الْمَتْنِ، أَبْيَضَ الْحَدِيدَةِ، فَقَاتَلَ بِهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ تَعَالَى عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ ذَلِكَ السَّيْفُ يُسَمَّى: الْعَوْنَ. ثُمَّ لَمْ يَزَلْ عِنْدَهُ يَشْهَدُ بِهِ الْمَشَاهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قُتِلَ فِي الرِّدَّةِ، وَهُوَ عِنْدَهُ۔۔۔۔۔۔۔۔

سیرت ابن ھشام، ذکر غزوۃ بدر الکبری، قصۃ سیف عکاشۃ، ج۲، ص۲۹۰

شمشیر[35] ۔۔۔۔۔۔و دادن قتادہ بن نعمان[36] را در شب تاریک شاخ خرما راو روشن شدن آن در راہ[37]

تیرھویں دلیل

مفسرین نے لکھا ہے کہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ① میں محبوب اکرم ﷺ کے مکھڑے کی قسم ہے اور وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ② میں حضرت حبیب ﷺ کی زلف مبارک کی قسم کھائی ہے حضرت حق سبحانہ نے، پس جس طرح دست مبارک

---

(35)... ۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَحْشِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَشْيَاخُنَا، «أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَحْشٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ ذَهَبَ سَيْفُهُ، فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَسِيبًا مِنْ نَخْلٍ، فَرَجَعَ فِي يَدِهِ سَيْفًا»

المصنف لعبد الرزاق صنعانی مع الجامع معمر بن راشد، باب النبوۃ، ج۱۱، ص۲۷۹، حدیث: ۲۰۵۳۹

(36)... ۔فَلَمَّا انْصَرَفَ أَعْطَاهُ الْعُرْجُونَ، فَقَالَ: «خُذْ هَذَا، فَسَيُضِيءُ لَكَ أَمَامَكَ عَشْرًا، وَخَلْفَكَ عَشْرًا، فَإِذَا دَخَلْتَ بَيْتَكَ فَرَأَيْتَ سَوَادًا فِي زَاوِيَةِ الْبَيْتِ فَاضْرِبْهُ قَبْلَ أَنْ تَكَلَّمَ، فَإِنَّهُ الشَّيْطَانُ» قَالَ: فَفَعَلَ، فَنَحْنُ نُحِبُّ هَذِهِ الْعَرَاجِينَ لِذَلِكَ

صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الامامۃ، باب اتیان المساجد فی اللیلۃ الممطرۃ۔۔الخ، ج۳، ص۸۱، حدیث: ۱۶۶۰ملتقطا

الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الرابع، فصل فی کرامتہ و برکاتہ۔۔۔الخ، ج۱، ص۳۳۳

(37)... ۔مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۰۴

دست اقدس و جسم اطہر کو چھو جانے سے ظاہر ہونے والی کرامات و برکات میں سے یہ بھی ہے کہ جنگ بدر میں حضرت سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو سرکار دوجہاں ﷺ نے آپ کو ایک درخت کی ٹہنی عطا فرمادی اور وہ تلوار بن گئی، حضرت سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ ہر موقع جنگ و جہاد پر اسی ٹہنی والی تلوار کو لے کر جاتے یہاں تک کہ آپ مرتدین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے، انہوں نے اس تلوار کا نام عون یعنی مدد رکھا تھا، اسی طرح جنگ احد میں حضور ﷺ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو کھجور کی ایک ٹہنی عنایت فرمائی اور آپ اس ٹہنی سے تلواروں کا مقابلہ کرتے رہے۔ ابوالنور

بوجہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ [38] کے موجب برکاتِ مسطورہ ہوا اسی طرح موئے مبارک بوجہ قسم کھانے حق تعالی کے، اُس کی عظمت اور بزرگی آیت سے ثابت ہے پس اس کے برکات میں شبہ بے عقلی ہے، جو چیز اللہ تعالی کے نزدیک اس قدر معظم ومکرم ہو کہ خود اس کی قسم کھائی تو اس کی مبارکی اور عظمت میں کیا شک ہے۔

تفسیر حسینی سورۃ والضحی میں ہے: اشارت است بروشنی روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وکنایت است از سیاہی موئے وے [39]

بیت

والضحی رمزے ہم از روئے چو ماہ مصطفٰی است
معنی و اللیل گیسوئے سیاہ مصطفٰی است

پس موئے مبارک لحیۂ مبارک [40] کے والضحی میں اور سر مبارک کے واللیل کی قسم میں داخل ہیں۔

---

(38)... ۔ ترجمہ کنزالایمان: ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت: ۱۰)

(39)... ۔ تفسیر حسینی، پارہ ۳۰، سورۃ والضحی تحت الآیۃ: ۲، ۱، مخطوط، لائبریری مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی

تفسیر روح البیان، پارہ ۳۰، سورۃ والضحی تحت الآیۃ: ۲، ۱، ج، ص

یا اشارتست بروشنی وروی حضرت مصطفی علیہ السلام وکنایتست از سیاھی موی وی و الضحی رمزی ز روی ھمچو ماہ مصطفی... معنی و اللیل کیسوی سیاہ مصطفی

یعنی والضحی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارکہ کی نورانیت وروشنی کی طرف اشارہ ہے اور واللیل حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلف عنبریں کی سیاہی سے کنایہ ہے۔ ابوالنور

(40)... ۔ داڑھی مبارک

چودھویں دلیل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ اور تشریف آوری کی جگہ اور عبادت کی جگہ اور جس چیز سے دست مبارک کا مس ثابت ہوا ان سب کی تعظیم واکرام خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واکرام ہے پس موئے مبارک کی تعظیم واکرام، داخلِ تعظیم و اکرامِ حضرتِ سیدِ انام ہے۔ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم۔

مدارج میں ہے:

از جملہ اعظام واکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکبار جمیع انچہ متعلق ست از مشاہدۂ اماکن و معابد و انچہ دست شریف وے بدان رسیدہ...... ودیدہ اند ابن عمر را کہ نہاد دست خود را بر جائے نشتگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان نہاد دست را بر روئے خود و امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سوار نمیشد در مدینۂ مطہرہ بر دابۂ خود وگفت شرم میدارم از خدا کہ پی سپر کنم زمینے را کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دران خفتہ بسم اسپ خود و نہادہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پائے مبارک خود را بران و بخشید اسپان خود را کہ داشت ہمہ را بشافعی پس گفت شافعی نگاہدار برائے خود نیز اسپی پس جواب داد بمانند این جواب انتہی [41]

---

(41)... ۔ مدارج النبوۃ، قسم اول، باب نہم، وصل واز جملہ اعظام واکبار۔۔ الخ، ج ۱، ص ۳۱۵ تا ۳۱۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں یہ بھی ہے کہ ہر وہ چیز جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھے خواہ وہ اماکن متبرکہ ہوں یا مقامات مقدسہ یا وہ چیز جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس سے چھو گئی ہو۔۔۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشستگاہ پر اپنے ہاتھ پھیرتے اور پھر ان کو اپنے چہرے پر ملتے،

اقول: جب نشستگاہ و قدم گاہ[42] کی تعظیم، صحابہ و تابعین و اتباع تابعین و مجتہدین وائمہ دین سے ثابت ہوئی۔

کما فی الشفاء و المواھب و السیرۃ للشامی و الحلبی و غیرھا تفصیل ذالک[43]

تو موئے مبارک کا مرتبہ تو قطعاً زمین و خاکِ مذکور سے بڑھا ہوا ہے۔

کما لا یخفی علی من له ادنی مسکة بالفهم و حلاوة الایمان[44]

پندرھویں دلیل

خود صحابہ کرام سے تنصیص عظمت و برکت کی بھی ثابت ہے۔

بثبوت لامرد له کیف و قد اتفق علیه اصحاب السیر و المغازی۔[45]

عالم مدینہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں اپنی سواری کے جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے کہ میں خدا سے شرم رکھتا ہوں کہ اس زمین کو گھوڑوں کے سموں سے روندوں جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں اور اس زمین مقدسہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک قدم رکھے ہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام گھوڑے امام شافعی کے حوالے کر دیئے اس پر امام شافعی نے کہا اپنے لیے بھی ایک گھوڑا روک لیجئے تو انہیں بھی یہی جواب دیا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کو بوسے دینے والی زمین کو گھوڑوں کے سموں سے کیسے روندوں؟

(42)…۔ بیٹھنے کی جگہ اور قدم مبارک رکھنے کی جگہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(43)…۔إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، ذکر ماجاء فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔الخ، ج ۱۴، ص ۶۱۸،

سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب بعض مایجب علی الانام۔۔الخ، الباب الثانی عشر من اعظامه۔۔الخ، ج ۱۱، ص ۴۵۱،

الشفامع حاشیه الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل وَمِن إعْظَامِهِ وَإكْبَارِهِ۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۷

(44)…۔جب سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے، چلنے پھرنے کی جگہ کا اتنا مقام ہے تو موئے مبارک کا کیا مقام ہوگا جیسا کہ یہ بات کسی ادنی کی عقل اور حلاوت ایمان والے سے مخفی نہیں ہے۔

قال فی المدارج: آوردہ اند کہ ابو محذورہ رارضی اللہ عنہ موئے پیشانی او دراز بود چنانکہ چوں می نشست و فرمود میگذاشت آن موئہارا برزمین می رسیدند گفتند چرا درازمیداری این موئہارا ونمی تراشی گفت نمی تراشم ازان جہت کہ وقتے دست شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن رسیدہ پس نگاہ میدارم آنہارا تبرکا انتہی[46]

جب ایک دفعہ کسی صحابی کے بال پر دست مبارک کا مس کرنا، موجب اس کی مبارکی و تبرک کا ہوگیا صحابہ کے نزدیک، تو خود حضور کے موئے مبارک کا کیا پوچھنا اور پھر اس پر کتنی مرتبہ دست مبارک پڑے ہونگے اور پھر ہمارے واسطے کہ ہم صحابہ کرام سے زیادہ محتاج ہیں برکت اور تبرکِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

سولھویں دلیل

نیز مدارج میں ہے:

---

(45)…۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال و اقوال سے موئے مبارک کی تعظیم و تبریک کی تنصیص ایسے ثبوت سے ثابت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اور انکار کیا بھی کیسے جا سکتا ہے کہ جملہ اصحاب سیر و مغازی اس پر متفق ہیں۔

(46)…۔مدارج النبوۃ، قسم اول، باب نہم، وصل واز جملہ اعظام واکبار۔۔الخ، ج ۱، ص ۳۱۶

مروی ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کے بال اتنے لمبے تھے کہ جب بیٹھتے تو ان کے بال زمین تک پہنچ جاتے تھے لوگوں نے ان سے پوچھا ان بالوں کو اتنا لمبا کیوں کر رکھا ہے انہیں ترشواتے کیوں نہیں؟ جواب میں ارشاد فرمایا: میں انہیں اس لیے نہیں ترشواتا کہ ایک مرتبہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس ان سے مس کر گیا تھا، میں تبرکاً ان کی حفاظت کرتا ہوں۔

ودر کلاہ خالد بن الولید موئے چند بود از موئہائے شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم تبرکاً و افتاد کلاہ وے در بعضے جنگ گاہہا پس محکم بربست کلاہ را تا باز نیفتد و زمانے بران کشید کہ چند کس از مسلمانان کشتہ شدند پس انکار کردند صحابہ ایں فعل را بر خالد گفت نکردم من ایں را بسبب کلاہ بلکہ بجہت موئہائے شریف کہ دران بستہ بود نگاہداشتہ ام تا ضائع نشود و در دستہائے مشرکان نیفتد و برکات آن از من مسلوب نگردد انتہی (47)

(ایک موقع پر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ موئے مبارک والی ٹوپی لے جانا بھول گئے تو کیا ہوا؟ حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور) (48)

---

(47)... مدارج النبوۃ، قسم اول، باب نہم، وصل واز جملہ اعظام واکبار... الخ، ج ۱، ص ۳۱۶
حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک رکھے ہوئے تھے، ایک جنگ میں میدان کارزار میں ان کی یہ ٹوپی سر سے گر گئی تو انہوں نے اس کے حاصل کرنے کا عزم صمیم کر لیا، اور شدت کے ساتھ جنگ کی، اس جنگ میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے، اس پر بہت سے صحابہ کرام نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے یہ جنگ محض ٹوپی حاصل کرنے کے لیے شدت کے ساتھ نہیں لڑی بلکہ ان موئے مبارکہ کے لیے لڑی ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے اور میں نے اس کی حفاظت کے لیے یہ شدت اختیار کی ہے تاکہ وہ مشرکین کے ہوتھوں میں پڑ کر ضائع نہ ہو جائیں اور مجھ سے یہ تبرک جاتا رہے۔

(48)... امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم کے مُبارک زمانہ میں جب مجاہدینِ اسلام رومی بزدلوں کے سامنے برسرِ پیکار تھا تو ایک موقع پر بارہ مجاہدین دس ہزار سے زائد رومی کفار کے نرغے میں آگئے، ان مجاہدین میں سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللہ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تمام مجاہدین جان ہتھیلیوں پر رکھے دشمن کے مقابل ڈٹے ہوئے تھے، جب اِسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ وہ بارہ مجاہدین مشکل میں ہیں تو انہوں نے فوراً لشکر کو تیّار کر کے ان مجاہدین کی طرف پیش قدمی کی، اسلامی لشکر کے تمام سپاہی اندھا دھند گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے مجاہدین کی مدد کے لیے جا رہے تھے۔ سب سے آگے آگے لشکر کے

سپہ سالار امین الامہ رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اچانک ایک سُوار ان سے بھی آگے نکل کر تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے، آپ رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے اور گُمان کیا کہ شاید یہ کوئی فرشتہ ہے جو مجاہدین کی مدد کے لیے آگے آگے جا رہا ہے، آپ نے اس سُوار کا تعاقُب کیا لیکن وہ سُوار تو گویا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ آپ نے اس کے قریب پہنچ کر اسے آہستہ ہونے کو کہا اور یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ وہ کوئی مرد سُوار نہیں بلکہ باپردہ عورت ہے۔ آپ نے اسے پہچان لیا وہ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سیّدتنا اُمّ تمیم رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ نے پوچھا: اے اُمّ تمیم! تمہیں کس بات نے ہم سے آگے بڑھنے پر مجبور کیا؟ انہوں نے عرض کیا: اے سپہ سالار! میں نے جب آپ کو یہ پکارتے ہوئے سنا تھا کہ (میرے سرتاج) خالد بن ولید کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے تو میں نے سوچا کہ وہ کبھی بھی مغلوب نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے پاس رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مُبارکہ ہیں، لیکن بعد میں میں نے دیکھا کہ موئے مُبارکہ والی وہ مُبارک ٹوپی تو یہیں بھول گئے ہیں تو میں نے فوراً وہ ٹوپی اٹھائی اور انہیں دینے کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ حضرت سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تمہارا یہ کام اللہ کے لیے ہے، تم اللہ کی برکت اور اس کی مدد پر ایسے ہی آگے بڑھ جاؤ۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ گئیں۔ جب اسلامی لشکر حضرت سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی مَعیّت میں ان بارہ ۱۲ مجاہدین کے پاس پہنچا تو پورے لشکر نے ایک زوردار نعرۂ تکبیر لگایا تاکہ مجاہدین کو معلوم ہو جائے کہ اسلامی لشکر ان کی مدد کے لیے آچکا ہے۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی جواباً زوردار نعرۂ تکبیر لگایا تاکہ اسلامی لشکر کو بھی معلوم ہو جائے کہ مجاہدین کہاں ہیں۔ اِسلامی لشکر کی آمد سے رومیوں کے دل بیٹھ گئے اور وہاں موجود مجاہدین میں ایک نیا جوش پیدا ہو گیا۔ جنگ کے دوران سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اسلامی لشکر کا ایک مجاہد دشمنوں کی صفوں کو چیرتا ہوا ان کی طرف آ رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے۔ جب وہ شہسُوار ان کے قریب آیا تو اس کے مونہہ پر نقاب ہونے کی وجہ سے آپ پہچان نہ سکے لہٰذا آپ نے اس سے پوچھا: اے بہادر شہسُوار! تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اے ابو سلیمان! میں آپ کی زوجہ اُمّ تمیم ہوں اور آپ کے پاس آپ کی وہ مُبارک ٹوپی لائی ہوں جس کے وسیلے سے آپ اپنے دشمنوں پر مدد حاصل کرتے ہیں، آپ اسے پہن لیجئے کیونکہ اللہ کی قسم! آپ اس جنگ سے قبل کبھی اس کو نہیں بھولے۔ پھر وہ ٹوپی انہیں دے دی، جیسے ہی وہ مُبارک ٹوپی سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لی تو اس میں موجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مُبارکہ سے چمکدار بجلی کی طرح ایک شاندار نور نکلا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ کی قسم! حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ ٹوپی اپنے سر پر رکھ کر رومی لشکر پر حملہ کیا ہی تھا کہ ان کے لشکر کی اگلی پچھلی تمام صفیں الٹ کر رکھ دیں، اسلامی لشکر نے رومی لشکر پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ پورا لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

سترہویں دلیل

شوا ہد النبوت میں ہے: زنے از یمامہ فرزندے پیش رسول ﷺ آورد کہ سروے ریشے بود رسول ﷺ آب دہان مبارک خود بر سروے انداخت آن ریش نیک شد و از نسل آن کودک آن علت ہر گز پیدا نیامد و ہمان زن پسر دیگر را بہمیں علت پیش مسیلمہ کذاب برد آب دہن نامبارک خود رابر سروے انداخت سر او کل شد و در نسل وے بماند انتہی (49)

اور مدارج النبوہ میں ہے:

وریخت آنحضرت از بقیہ آب وضوئے خود در بیر قبا پس خشک نشد و کم نگشت آب اوہرگز وآب دہن شریف انداخت در چاہے کہ وردار انس بود پس نبود در مدینہ شیریں ترازوے آب و گذشت آنحضرت بر آبے و پرسید کہ نام این حسپیت گفتند نام وے بستان ست و آب وے شور ست فرمود نام وے نعمان ست و آب وے خوش پس خوش گشت آب وے وآوردہ شد نزد

فتوح الشام، جبلة یحارب خالداً، ج۱، ص ۱۱۵

(49)...۔شواہد النبوۃ، رکن خامس، ص ۱۹۴

یمامہ سے ایک عورت اپنے ایک بچے کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس بچے کے سر میں زخم تھا، سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا آب دہن اس کے سر پر لگایا تو اس سر ٹھیک ہو گیا اور آئندہ اس کی نسل میں بھی کسی کو ایسی بیماری نہ لگی، اور یہی عورت اپنے دوسرے بچے کو لے کر مسیلمہ کذاب کے پاس گئی اور اس نے اپنا ناپاک تھوک اس بچے کے سر پر لگایا تو اس کا سر گل گیا اور یہی بیماری اس کی نسل میں بھی جا نکلی۔

آنحضرت ﷺ دلوے از آب زمزم و انداخت آب دہن مبارک خود رادر ان پس گشت خوشبو تر از مشک وانداخت آب دہن در دلوے از بیر وریخت در آن وفائح گشت از وے بوئے مشک انتہی (50)

(مصنف علام نے مذکورہ عبارت ملتقطا نقل فرمائی ہے، راقم نے مکمل عبارت نقل کر دی ہے: ابوالنور)

نیز اس (مدارج النبوۃ) میں ہے:

و در روز احد تیر بچشم قتادہ بن النعمان رسید تا آنکہ افتاد بر رخسارۂ وے پس رد کرد آنحضرت ﷺ آنرا بجائے خودش فرمود **اللھم اکسہ جمالا** پس بہترین و تیزتریں در چشم وے شد و شگست شمشیر

---

(50)...۔مدارج النبوۃ، قسم اول، باب ششم، وصل در کرامات و برکات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص ۲۰۳

خلاصہ یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے وضو کا بقیہ پانی بئر قبا میں ڈال دیا پس اس کی برکت سے بئر قبا نہ خشک ہوا اور نہ ہی اس کا پانی کم ہوا، اسی طرح شاہ دو عالم ﷺ نے اپنا جھوٹا پانی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر کے کنویں میں ڈالا تو اس کا پانی مدینہ شریف کے تمام کنوؤں سے زیادہ میٹھا ہو گیا، اسی طرح ایک بار پیارے نبی ﷺ ایک پانی پر تشریف لائے اور دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا: اس کا نام بستان ہے اور اس کا پانی کھاری ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس کا نام نعمان ہے اور اس کا پانی میٹھا ہے پس اس کا پانی میٹھا ہو گیا، اور ایک مرتبہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں آب زمزم کا ڈول لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈال دیا پس وہ مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہو گیا، اسی طرح ایک بار ایک کنویں سے ایک ڈول پانی لایا گیا اور اس میں آپ ﷺ نے آب دہن ڈالا تو مشک کی طرح مہک اٹھا۔

عبداللہ بن جحشپس داد آنحضرت ﷺ اورا شاخ درخت خرما پس گشت در دست وے شمشیر چنانکہ در بدر بعکاشہ دادہ بود[51]

سوائے ان مذکورات کے ہزاروں برکات و معجزات آب دہن مبارک اور دست مبارک کے کتب سیر میں مذکور ہیں اور معلوم ہے کہ آب دہن جملہ فضلات سے اور لمس و مس صفات سے ہے جب ان کے آثارِ کرامت و برکات اس قدر ہیں تو موئے مبارک جو لحیہ یا سر مبارک کے جواہر ہیں، اس کے برکات میں تردد نشانِ محرومی ہے۔

اٹھارہویں دلیل

خود آنحضرت ﷺ کا تقسیم فرمانا موئے سر مبارک کو، حجتہ الوداع میں صحابہ کرام کو اور صحابہ کرام کا دوسروں کو عطا فرمانا، اس سے بڑھ کر اس کی سند اور برکات کی دلیل اور کیا چاہئے۔

مدارج النبوہ میں ہے:

---

(51)...مدارج النبوۃ، قسم سوم، غزوہ احد، کارزارہائے صحابہ در جنگ احد، ج ۲، ص ۱۲۳
جنگ احد کے دن ایک تیر حضرت سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں آلگا اور ان کی آنکھ مبارک نکل کر ان کے رخساروں پر آپڑی، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھ کو اس کے حلقہ میں رکھ کر یہ دعا فرمائی: اللّٰھم اکسُہ جمالا اے خدا ان کو حسن و جمال عطا فرما ان کی یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ تیز روشن اور خوبصورت ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی، حضور اکرم ﷺ نے ان کی کھجور کی ٹہنی عنایت فرمائی، یہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی جس طرح کہ بدر میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی تھی۔

بعد ازان حلاق راطلبید کہ بمعمر بن عبداللہ نام داشت و اشارت کرد و بحلاقت کہ ابتدا بجانب راست کند و قسمت کرد موہا را بر اصحاب ہر یکے را یکتارہ موئے یاد و تارہ موئے نصیب رسید و موہائے جانب چپ راہمہ بابو طلحہ انصاری داد انتہی۔

(مصنف علام نے مدارج النبوۃ کی یہ عبارت ملتقطاً نقل فرمائی ہے، مکمل عبارت مع تخریج حاشیہ میں ذکر کردی گئی ہے[52] نیز شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ الوداع کا یہ مقدس واقعہ دو روایات کا مجموعہ ذکر فرمایا ہے وہ دونوں روایات مع ترجمہ و تخریج حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور)[53]

---

(52)...مدارج النبوۃ، قسم سوم، ذکر حجۃ الوداع، ج ۲، ص ۳۹۸
اس عبارت کا ترجمہ تقریباً عربی عبارات کے ترجمہ میں موجود ہے۔
پس حلاق طلب فرمود و حلق کرد و چوں حلاق کہ معمر بفتح میم و سکون عین بن عبداللہ قرشی عدوی قدیم الاسلام است بر بالائے سر پیغمبر ﷺ بایستاد و استرہ در دست گرفت نظر کرد و روئے معمر و گفت **یا معمر امکنک رسول اللہ** ﷺ **من شحمۃ اذنیہ و فی یدک الموسی** ای معمر قادر گردانید ترا رسول خدا بر نرمہ گوش خود و حال آنکہ در دست تست استرہ یعنی ہشیار باش و قدر نعمت بدان پس گفت معمر واللہ یا رسول اللہ این ایستادن و قدرت یافتن من درین مقام ہر آئینہ نعمت خداست بر من و منت اوست عزوجل بر من قال احل گفت آنحضرت ﷺ آری ہمچنیں ست و از نعمت ہائے عظیم ست اشارت فرمود بحلاق تا ابتدا بجانب راست کند ظاہر مراد جانب راست آنحضرت ﷺ است و در حدیث متفق علیہ کہ در مشکوۃ آوردہ تصریح بدان آمدہ و صحیح ہمین ست و بعضے جانب راست حلاق اعتبار کنند و چوں از حلق جانب راست فارغ شد آن موئے ہا را قسمت کرد بر حاضران و اشارت فرمود تا جانب چپ را نیز حلق کرد آں مجموع را بابو طلحہ انصاری زوج ام سلیم کہ ام انس بن مالک ست داد و از اینجہت در بعضے روایات آمدہ کہ بام سلیم داد و

انیسویں دلیل

شواہد النبوہ مصنفہ مولانا جامی قدس سرہ السامی میں ہے:(54)

ابو طلحہ از مویہائے جانب راست نیز نصیبی یافتہ بود پیش از ہمہ وابن فضل و عنایت آنحضرت ﷺ بوے بود

(53)...۔مسند احمد، مسند القبائل، حدیث معمر بن عبد اللہ، ج ۴۵، ص ۲۲۱، حدیث: ۲۷۲۴۹

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ۔۔۔۔الی ان قال۔۔۔۔: فَلَمَّا نَحَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ بِمِنًى، أَمَرَنِي أَنْ أَحْلِقَهُ، قَالَ: فَأَخَذْتُ الْمُوسَى فَقُمْتُ عَلَى رَأْسِهِ، قَالَ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِي وَقَالَ لِي: «يَا مَعْمَرُ، أَمْكَنَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَحْمَةِ أُذُنِهِ، وَفِي يَدِكَ الْمُوسَى؟» قَالَ: فَقُلْتُ: أَمَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ نِعْمَةِ اللهِ عَلَيَّ وَمَنِّهِ، قَالَ: فَقَالَ: «أَجَلْ إِذًا أُقِرُّ لَكَ»، قَالَ: ثُمَّ حَلَقْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سیدنا معمر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ میدانِ منٰی میں قربانی کے جانور ذبح فرما چکے تو مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کا حلق کروں، میں استرا پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک کے قریب کھڑا ہو گیا، سرکار دو جہاں ﷺ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: معمر! اللہ کے رسول نے اپنے کان کی لو تمہارے ہاتھ میں دی ہے اور وہ تمہارے ہاتھ میں استرا ہے، میں نے عرض کیا واللہ یا رسول اللہ! یہ اللہ کی مجھ پر نعمت اور احسان ہے، پیارے آقا ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، میں تمہیں اس پر برقرار رکھتا ہوں پھر میں نے مکی مدنی آقا ﷺ کے سر اقدس کے بال مبارک اتارنے کا شرف پایا۔

اور دوسری روایت میں ہے:

صحیح مسلم، کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر۔۔الخ، ص ۶۷۸، حدیث: ۱۳۰۵

فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ، لِلْحَلَّاقِ «هَا» وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ هَكَذَا، فَقَسَمَ شَعَرَهُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ، قَالَ: ثُمَّ أَشَارَ إِلَى الْحَلَّاقِ وَإِلَى الْجَانِبِ الْأَيْسَرِ، فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أُمَّ سُلَيْمٍ۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے حلاق کو دائیں جانب سے بال لینے کا اشارہ فرمایا پس ان کو اپنے پاس حاضر عشاق میں تقسیم فرمادیا، پھر بائیں جانب کا حکم فرمایا اور وہ موئے مبارک حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے، اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ان کو عطا فرمائے

(54)...۔شواہد النبوۃ، رکن خامس، ص ۱۸۱

مندیلے کہ بر روئے مبارک وے رسیدہ بود وآتش بر آن کار نہی کرد جماعتے مہمان انس بن مالک رضی اللہ عنہ شدند برائے دیشات طعام آور و چون فارغ شد کنیزک خو در اآوازداد کہ فلاں مندیل را بیار آن کنیزک مندیلے چرکیں آور دانس وے را گفت در تنور آتش برا فروز اتش برافروخت مسیں بغیر مود تا آن مندیل را درمیان آتش انداختند بعد از ان بیرون آوردمذ چون شیر شدہ بود ہیچ نسوختہ پرسید مذاز وے کہ این چیست فرمود کہ این مندیلے است کہ رسول اللہ ﷺ روئے مبارک خود پاک کردے ہر گاہ کہ چرکیں نیشود ور آتش مے اندازیم پاک میشودو نمی سوز انتہی۔

(یہ روایت خصائص الکبری میں بھی ہے: ابو النور)(55)

(55)...۔الخصائص الکبریٰ، ذکر معجزاتہ ﷺ ...الخ، فائدۃ فی عدم احتراق...الخ، ج ۲، ص ۱۳۴

وَأخرج أَبو نعيم عَن عباد بن عبد الصَّمد قَالَ أَتَينَا أنس بن مَالك فَقَالَ يَا جَارِيَة هَلُمِّي الْمَائِدَة نتغدى فَأَتَت بهَا ثمَّ قَالَ هَلُمِّي المنديل فَأَتَت بمنديل وسخ فَقَالَ اسجري التَّنور فأوقدته فَأمر بالمنديل فَطرح فِيهِ فَخرج أَبيض كَأَنَّهُ اللَّبن فَقُلْنَا مَا هَذَا قَالَ هَذَا منديل كَانَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يمسح بِهِ وَجهه فَإِذا اتسخ صنعنَا بِهِ هَكَذَا لِأَن النَّار لَا تَأْكُل شَيْئا مر على وُجُوه الْأَنْبِيَاء عَلَيْهِم الصَّلَاة وَالسَّلَام

حافظ ابو نعیم متوفی (۴۳۰ھ) نے بروایت عباد بن عبد الصمد نقل کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کنیز سے کہا کہ دستر خوان لاؤ تاکہ ہم چاشت کا کھانا کھائیں، وہ لے آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رومال لاؤ وہ ایک میلا رومال لے آئی۔ آپ نے فرمایا کہ تنور گرم کر اس نے تنور گرم کیا پھر آپ کے حکم سے رومال اس میں ڈال دیا گیا۔ وہ ایسا سفید نکلا گویا کہ دودھ ہے۔ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے رسول اللہ ﷺ اپنے روئے مبارک کو مسح فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو اسے ہم یوں صاف کر لیتے ہیں کیونکہ آگ اس شے پر اثر نہیں کرتی جو انبیاء علیہم السلام کے روئے مبارک پر سے گزری ہو۔

جب ممسوس دست مبارک کا یہ مرتبہ اور عزت و کرامت ہے اللہ تعالی کے نزدیک، کہ اس کو دنیا کی آگ میں نہیں جلاتا حرمت و کرامتِ حبیب کی وجہ سے، تو موئے مبارکِ حبیب کی اللہ تعالی کی نزدیک کیا کچھ حرمت و کرامت نہ ہوگی؟ پس اس کے معظمین اور متبرکین جو شوق و محبتِ حبیب سے اس کی زیارت کرنے والے اور اس کے فیوض و برکات و انوار حاصل کرنے والے اور حق تعالی سے فیض و کرامت اور عزت پانے والے ہیں، نار دوزخ سے کیونکر نہ محفوظ رہیں گے۔

فاعتبروا یا اُولی الاَبصار (56)

بیسویں دلیل

نیز حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں ناخن مبارک کو ترشوا کر صحابہ کرام کے درمیان تقسیم فرمایا ہے اور یہ تقسیم فرمانا نہیں ہے مگر بوجہ تبرک کے، اور اشارہ ہے طرف نشانی محبوب کے، جو محب کو محبوب کی طرف سے عطا ہو پس اسی طرح موئے مبارک کی تقسیم سمجھنا چاہے اور اس کے تبرک ہونے میں کوئی شک و تردّد نہ چاہئے و المحروم محروم۔

و بآخر ناخن انگشتان مبارک را تقسیم کردہ آنرا نیز بر مردان قسمت کرد ھذا فی المدارج (57)

ان کے ناخن پر فدا جان کیجئے		اور ہلال عید قربان کیجئے

---

(56)۔ تو اے اہل نظر عبرت حاصل کرو۔

(57)... مدارج النبوۃ، قسم سوم، ذکر حجۃ الوداع، ج ۲، ص ۳۹۸

(سرکار ﷺ کے ناخن مبارک تقسیم کرنے کا ذکر حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور) (58)

اکیسویں دلیل

بولِ مبارک سرورِ عالم ﷺ کا پاک اور موجب شفائے ہر بیماری ہے۔ جب بول کہ اخس ترین فضلات ہے اس میں یہ برکات ہیں تو موئے مبارک کی کیا کچھ برکات نہ ہوں گے اور کیونکر شفاء باطن نہ ہوگی۔

---

(58)... حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ "شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَنْحَرِ هُوَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَايَا فَلَمْ يُصِبْهُ وَلَا صَاحِبَهُ شَيْءٌ، وَحَلَقَ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ فَأَعْطَاهُ، وَقَسَمَ مِنْهُ عَلَى رِجَالٍ، وَقَلَّمَ أَظْفَارَهُ فَأَعْطَاهُ صَاحِبَهُ"، فَإِنَّ شَعَرَهُ عِنْدَنَا لَمَخْضُوبٌ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اور ایک انصاری منٰی کے میدان میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، اس وقت صاحب جود و کرم، شاہ دو عالم ﷺ قربانی کا گوشت تقسیم فرمارہے تھے لیکن وہ انہیں یا ان کے ساتھی کو نہ مل سکا، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حلق کروایا یعنی سر مبارک کے بال مبارک اتروائے اور ایک کپڑے میں رکھ کر انہیں یعنی راوی کو دے دیئے اور اس میں کچھ موئے مبارک چند لوگوں کو بھی دیئے، پھر اپنے ناخن مبارک تراشے تو وہ ان کے ساتھی کو دے دیئے۔ نبی کریم ﷺ کے وہ مقدس بال جن پر مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا گیا تھا، آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔

مسند احمد، مسند المدنیین، حدیث عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ۔۔۔ الخ، ج ۲۶، ص ۳۹۷، حدیث: ۱۶۴۷۵

صحیح ابن خزیمة، کتاب المناسک، بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، ج ۴، ص ۳۰۰، حدیث: ۲۹۳۱

حدیث السراج، الجزء الرابع من حدیث ابی العباس محمد بن اسحاق۔۔۔ الخ، ج ۲، ص ۲۰۰، حدیث: ۸۳۱

مستخرج ابی عوانة، کتاب الحج، باب الترغیب فی حلق الرأس بعد رمی الجمار۔۔۔ الخ، ج ۲، ص ۳۱۲، حدیث: ۳۲۴۸

مستدرک للحاکم، اول کتاب المناسک، ج ۱، ص ۶۴۸، حدیث: ۱۷۴۴

دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب المغازی، باب حجۃ الوداع، ج ۵، ص ۴۴۱

مدارج میں ہے: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ در شفا[59] گفتہ کہ بتحقیق رفتہ اند قومے از اہل علم بطہارت حدثین از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و این است قول بعضے شافعی رحمۃ اللہ علیہ و اما بول را مشاہدہ کردہ اند بسیارے و نوشیدہ است اورا ام ایمن کہ خدمت میکرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را آوردہ اند کہ شبہا در تحت سریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدحی می نہادند کہ در آن بول میکرد شبے در آن قدح بول کرد بود چوں صبح شد فرمود یا ام ایمن بریز انچہ در آن سفال ست پس نیافتند در آن چیزے گفت ام ایمن و اللہ تشنہ شدم و خوردم آنرا پس خندہ کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امر نکرد بغسل فم و نہی نکرد از عود و گفت در نکند شکم تو ہرگز انتہی[60]

---

(59)۔الشفامع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الثانی، فصل واما نظافۃ۔۔الخ، ج۱، ص۶۲

فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِطَهَارَةِ هَذَيْنِ الْحَدَثَيْنِ مِنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ حَكَاهُ الْإِمَامُ أَبُو نَصْرِ بْنُ الصَّبَّاغِ فِي شَامِلِهِ وَقَدْ حَكَى الْقَوْلَيْنِ عَنِ الْعُلَمَاءِ فِي ذَلِكَ أَبُو بَكْرِ بْنُ سَابِقٍ الْمَالِكِيُّ فِي كِتَابِهِ الْبَدِيعِ فِي فُرُوعِ الْمَالِكِيَّةِ۔۔۔الی ان قال۔۔۔۔وَقَدْ رُوِيَ نَحْوٌ مِنْ هَذَا عَنْهُ فِي امْرَأَةٍ شَرِبَتْ بَوْلَهُ فَقَالَ لَهَا لَنْ تَشْتَكِي وَجَعَ بَطْنِكِ أَبَدًا، وَلَمْ يَأْمُرْ وَاحِدًا مِنْهُمْ بِغَسْلِ فَمٍ وَلَا نَهَاهُ عَنْ عَوْدَةٍ. وَحَدِيثُ هَذِهِ الْمَرْأَةِ الَّتِي شَرِبَتْ بَوْلَهُ صَحِيحٌ أَلْزَمَ الدَّارَقُطْنِيُّ مسلما وَالْبُخَارِيَّ إِخْرَاجَهُ فِي الصَّحِيحِ، وَاسْمُ هَذِهِ الْمَرْأَةِ بَرَكَةُ وَاخْتُلِفَ فِي نَسَبِهَا وَقِيلَ هِيَ أُمُّ أَيْمَنَ وَكَانَتْ تَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ وَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِنْ عَيْدَانٍ يُوضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ مِنَ اللَّيْلِ فَبَالَ فِيهِ لَيْلَةً ثُمَّ افْتَقَدَهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا فَسَأَلَ بَرَكَةَ عَنْهُ فَقَالَتْ قُمْتُ وَأَنَا عَطْشَانَةٌ فَشَرِبْتُهُ وَأَنَا لَا أَعْلَمُ، رَوَى حَدِيثَهَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ

(60)۔۔۔مدارج النبوۃ، قسم اول فضائل و کمالات، باب اول دربیان حسن خلقت، بیان، طہارت فضلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص۲۵

(قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح فرمایا: :ابوالنور)[61]

بائیسویں دلیل

ایضاً فیہ و بار دیگر زنے بود کہ نام وے برکہ بود او نیز خدمت میکرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را پس بخورد بول را و فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحت یا ام یوسف بیمار نشوی ہرگز بیمار نمی شد آن زن ہرگز مگر بہمان بیماری کہ در آن روز از عالم رفت[62]

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں فرمایا ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدثین یعنی بول و براز کے پاک ہونے کی قائل ہے اور یہی قول بعض اصحاب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اب رہی بول مبارک کی کیفیت تو اس کا بکثرت صحابہ نے مشاہدہ کیا ہے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتی تھیں انہوں نے اسے پیا بھی ہے چنانچہ منقول ہے کہ رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تخت مبارک کے نیچے پیالہ رکھا جاتا کہ رات میں اس میں بول مبارک فرمالیں، چنانچہ ایک رات جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں بول مبارک فرمایا اور صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام ایمن سے فرمایا کہ اس تخت کے نیچے ایک پیالہ ہے اس زمین کے سپرد کردو، مگر انہوں نے کچھ نہ پایا، ام ایمن نے عرض کیا: خدا کی قسم! رات مجھے پیاس لگی تو میں نے اسے پی لیا تھا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور انہیں اپنا منہ دھونے کا حکم نہ فرمایا اور نہ ہی دوبارہ ایسا کرنے سے منع فرمایا بلکہ فرمایا کہ اب تمہیں کبھی پیٹ کا درد لاحق نہ ہوگا۔

(61)۔۔۔وَحَدِيثُ هَذِهِ الْمَرْأَةِ الَّتِي شَرِبَتْ بَوْلَهُ صَحِيحٌ أَلْزَمَ الدَّارَقُطْنِيُّ مسلما وَالْبُخَارِيَّ إِخْرَاجَهُ فِي الصَّحِيحِ

یعنی یہ بول مبارک پینے والی حدیث صحیح ہے اور امام دار قطنی نے امام مسلم و بخاری کی شرائط پر اس کو صحیح پایا اور فرمایا کہ ان دونوں حضرات کو یہ حدیث اپنی اپنی صحیح میں درج کرنا چاہیے تھی۔

الشفامع حاشیۃ الشمنی، القسم الاول، الباب الثانی، فصل واما نظافۃ جسمہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔الخ، ج۱، ص۶۵

(62)۔۔۔مدارج النبوۃ، قسم اول فضائل و کمالات، باب اول دربیان حسن خلقت، بیان، طہارت فضلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص۲۵۔۔۔۔۔خلاصہ عبارت اگلے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں

(ملا علی قاری نے جمع الوسائل میں اور دیگر علماو محدثین نے اپنی کتب میں اس واقعہ کو نقل فرمایا: ابوالنور) (63)

تیئیسویں دلیل

ودر بعضے روایات آمدہ است کہ مروی بول آنحضرت ﷺ را خوردہ بود پس بوے خوش مید مید از وے واز اولاد وے تاچند پشت انتہی (64)

---

(63)...۔وَأَمَّا الْبَوْلُ فَقَدْ شَاهَدَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ وَشَرِبَتْهُ بَرَكَةُ أُمُّ أَيْمَنَ مَوْلَاتُهُ وَبَرَكَةُ أُمُّ يُوسُفَ خَادِمَةُ أُمِّ حَبِيبَةَ صَحِبَتْهَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَكَانَ لَهُ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ فَشَرِبَتْهُ بَرَكَةُ الثَّانِيَةُ فَقَالَ لَهَا: صَحَّحْتِ يَا أُمَّ يُوسُفَ فَلَمْ تَمْرَضْ سِوَى مَرَضِ مَوْتِهَا.

یعنی نبی کریم ﷺ کا بول مبارک ایک سے زیادہ افراد نے دیکھا ہے اور سرکار دوعالم ﷺ کی کنیز حضرت سیدتنا برکۃ ام ایمن اور ام المؤمنین کی خادمہ برکۃ ام یوسف نے پیا بھی ہے، سرکار دوعالم ﷺ کے لیے ایک برتن تھا جو کہ رات کو آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تاکہ (رات میں باہر دور تک نہ جانا پڑے اور اسی برتن میں) بول فرمالیں، تو برکۃ ثانیہ یعنی حضرت ام یوسف نے اسے پی لیا تو شاہ کونین ﷺ نے اسے فرمایا، اے ام یوسف: تو صحت پاگئی، پس حضرت ام یوسف سوائے مرض موت کے کبھی بیمار نہ ہوئیں۔

جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ ﷺ، ج ۲، ص ۳

مواہب اللدنیۃ، المقصد الثالث، الفصل الاول، فی کمال خلقتہ وجمالھا، طیب ریحہ وعرقہ، ج ۲، ص ۲۱۷

سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب خصائصہ، الباب الثامن فیما اختص بہ ﷺ عن امتہ من الفضائل۔۔الخ، النوع الثانی فیما یتعلق بغیر النکاح۔۔الخ، الثانیۃ عشر، ج ۱۰، ص ۴۵۵

(64)...۔مدارج النبوۃ، قسم اول فضائل وکمالات، باب اول دربیان حسن خلقت، بیان، طہارت فضلات آنحضرت ﷺ، ج ۱، ص ۲۵

خلاصہ یہ کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کا بول شریف پی لیا تھا، تو اس کا جسم خوشبو سے مہک اٹھا اور وہ ہمیشہ معطر ہی رہا یہاں تک کہ یہی خوشبو اس کی اولاد میں کئی نسلوں تک مہکتی رہی۔

چوبیسویں دلیل

ایضا و روایت است کہ مردم تبرک میکردند بول و دم آنحضرت ﷺ امابول مذکور شد احادیث آن (65)

اقول جس ذاتِ مبارک ومطہر کا بول ودم تبرک ہو اس کا موئے مبارک اور شعر اطہر کا موجب برکت نہ ہونا اس کے کوئی معنی نہیں اور جب صحابہ کرام بول ودم سے برکت حاصل کریں اور خون وپیشاب کو تبرک گردانیں تو ہم متبعین (کو) بدرجہ اولی موئے مبارک کو تبرک گردانا چاہئے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (66)

(ضروری عرض: فضلات مبارکہ کی طہارت پر فقہائے کرام کے فتاوی، عقلی دلائل مع کتب مخالفین سے طہارت فضلات مبارکہ پر وقیع مضمون کا مطالعہ کرنے کے لیے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تالیف "البرھان"، صفحہ ۳۷ تا ۵۱ کا بالخصوص اور معجزات وتبرکات رسول کریم ﷺ کا مطالعہ کرنے اور عشق رسول بڑھانے کے لیے مکمل کتاب بالعموم مطالعہ فرمائیں۔ ابوالنور)

---

(65)...۔ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے بول مبارک اور لہو شریف کو تبرک جانتے تھے، بول مبارک کا ذکر تو ان احادیث میں ہو چکا۔

(66)...۔ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے (پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۱)

پچیسویں دلیل

ایضا فیہ واما شرب دم نیز مکرر واقع شدہ است از صحابہ خوردن آن (67)

چھبیسویں دلیل

یکے آنکہ حجامے حجامت کرد آنحضرت ﷺ راپس بیرون برد خون را و فرد برد اورا شکم خود پرسید آنحضرت ﷺ چہ کار کردی خون راگفت بیرون بر دم تا پنہان کنم آنزا نخواستم کہ خون ترا بر زمین ریزم پس پنہاں بردم آنزا در شکم خود فرمود بہ تحقیق عذر کردی و نگاہداشتی نفس خود رایعنی از امراض و بلا انتہی (68)

---

(67)...۔مدارج النبوۃ، قسم اول فضائل و کمالات، باب اول دربیان حسن خلقت، بیان، طہارت فضلات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۶
رہا کرخون مبارک کا تو یاد رہے کہ صحابہ کرام نے متعدد بار آپ ﷺ کا مبارک خون پیا ہے۔

(68)...۔مدارج النبوۃ، قسم اول فضائل و کمالات، باب اول دربیان حسن خلقت، بیان، طہارت فضلات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۶
چنانچہ وہ خوش قسمت حجام جس نے آپ ﷺ کا حجامہ کیا تھا یعنی پچھنے لگائے تھے، وہ آپ ﷺ کا خون مبارک کھینچتا اور اپنے پیٹ میں اتارتا جاتا، حضور نبی رحمت ﷺ نے دریافت فرمایا: خون کا کیا کر رہے ہو؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کے خون مبارک کو اپنے پیٹ میں چھپاتا جارہا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ آپ ﷺ کا مقدس لہو زمین پر بہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم نے اپنی پناہ تلاش کرلی اور اپنے نفس کو محفوظ بنالیا یعنی بلاؤں اور بیماریوں سے بچ گئے۔

اقول: جب خون سرور عالم ﷺ کا صحابہ کے نزدیک اتنا معظم و مکرم اور متبرک ہے کہ زمین میں ڈالنا اس کا روا نہیں رکھتے بلکہ اپنے سینہ کی تہ میں رکھتے ہیں اور تبرک جان کر پی جاتے ہیں اور اس پر حضور ﷺ تقریر (69) فرماتے ہیں اور اس سے منع نہیں کرتے بلکہ اس کی برکات کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں کہ اس خون کی برکت سے جو تو نے پی لیا، اپنی جان کو تمام بلاؤں اور امراض سے محفوظ کرلیا اور تو نے ہوشیاری اور دور اندیشی اور عقلمندی کی کہ میرے خون کی اس قدر عظمت کیا اور اس کو تبرک سمجھا۔ تو ہم دور افتادوں (70) کو موئے مبارک کی کس قدر عظمت اور توقیر چاہئے بے حد شادمانی اور شکر کا محل ہے اس لیے کہ موئے مبارک کی تقسیم گویا ہمارے ہی واسطے فرمائی گئی تھی اور صحابہ کرام کو گویا ہمارے ہی لئے یہ امانت سپرد کی

---

(69)...۔تقریر اصول حدیث کی ایک اصطلاح ہے، اسے سمجھنے کے لیے حدیث کی تعریف ملاحظہ فرمایئے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: اعلم أنّ "الحديث" في إصطلاح جمهور المُحدِثين يطلق على قول النبي صلى الله عليه وسلم وفعله وتقريره. ومعنى التقرير: أنه فعل أحد، أو قال شيئاً في حضرته صلى الله عليه وسلم ولم ينكره ولم ينهه عن ذلك بل سكت وقرر۔
یعنی جمہور محدثین کرام کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق نبی کریم ﷺ کے قول، فعل یا تقریر پر ہوتا ہے اور تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی نے سرکار ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا یا بات کہی اور آپ ﷺ نے اسے منع نہیں فرمایا بلکہ سکوت فرما کر اسے مقرر رکھا۔ (المقدمۃ فی اصول الحدیث، ص۱)
پس ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے بول اور خون کا مبارک باعث شفائے امراض و نجات نار ہونا اور اس کا پینا جائز ہی نہیں بلکہ باعث رحمت ہونا حدیث سے ثابت ہے: ابوالنور

(70)...۔دور افتادہ کے معنی ہیں بہت دور کے، توجہ سے محروم، جو بہت فاصلے پر ہو، یعنی ہم تو زمانہ نبوی سے بہت دور ہیں اور ظاہری طور پر سرکار ﷺ کی توجہ سے محروم ہیں تو ہمیں تو ان تبرکات سے حصول برکت کی اشد حاجت ہے۔

گئی تھی چنانچہ انہوں نے وہ امانت ادا کی۔ اسی طرح تابعین عظام اور اتباع تابعین کرام نے تاایں کہ ہمت تک ہماری امانت پہنچ گئی۔ تو ہم اس پر کیوں نہ قربان ہوں اور اس کی تعظیم و توقیر و تکریم کریں اور اپنے سر دن پر رکھیں اور اپنا فخر سمجھ کر اس پر ہر وقت نثار ہوں اور اس نشانی سے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمیشہ فیضیاب اور بہرہ ور ہوں۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ (71)

ستائیسویں دلیل

و آمدہ است کہ چوں مجروح شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز احد بمکید جراحت اورا مالک بن سنان پدر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما تا آنکہ مفید ساخت آنرا گفتند بیند از خوں را از دہن گفت لا و اللہ ہرگز زیزم خوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بر خاک پس فرو برد آنرا پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ خواہد کہ بنگرد بمردے از اہل بہشت بنگرد بسوئے ایں مرد انتہی ما فی المدارج (72)

---

(71)... ترجمہ کنز الایمان: اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت: ۴۰)

(72)... مدارج النبوۃ، قسم اول فضائل و کمالات، باب اول دربیان حسن خلقت، بیان، طہارت فضلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص ۲۶

غزوہ احد میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہو گئے تو حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں کو اپنے منہ سے چوس کر زبان سے زخموں کو صاف کر دیا، لوگوں نے ان سے کہا کہ اپنے منہ سے خون باہر نکالو، انہوں نے کہا: نہیں! خدا کی قسم میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کو زمین پر نہ گرنے دوں گا، وہ خون کو نگل گئے اس پر حضور سراپا برکت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی جنتی کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو تو انہیں دیکھ لے۔

اقول جب خون مبارک کی عظمت اور اظہار محبت پر وعدۂ بہشت ہے تو موئے مبارک کی عظمت کرنے والے اور اس کی محبت و حرمت کرنے والے ضرور مُبَشَّر بِالْجَنَّۃ (73) ہیں اور منکرین اس سعادت و بشارت سے محروم ہیں۔

اٹھائیسویں دلیل

از عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما آمدہ کہ حجامت کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے پس داد مرا خون را و گفت غائب کن ایں را در جائیکہ کسے نہ بیند و در نیابد پس نوشیدم آنرا کہ پوشیدہ تر ازان مکانے نیافتم پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وائے ترا از مردم و وائے مردم را از تو کنایت کرد از قوت و مردانگی و شجاعت و شہامت کہ اورا ازان حاصل شد باعث حرب و قتال با مردم شد و وے رضی اللہ عنہ بیعت نہ کرد بہ یزید و اقامت کرد بمکہ شریف و مجتمع بودند بروئے حجاز و یمن و عراق و خراسان و یونان و کشت اورا حجاج ابن یوسف در امارت عبد الملک بن مروان و بردار کشید و لہ قصۃ طویلہ

و در روایتے آمدہ کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر عبداللہ بن الزبیر را وقتیکہ فرو برد خون را لا تمسک النار الا قسم الیمین مس نہ

---

(73)... یعنی جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہو۔

کند ترا آتش دوزخ مگر برائے سوگند کہ حق جل و علا خورده وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا

و دریں احادیث دلالت است بر طہارت بول و دم آنحضرت ﷺ و بریں قیاس سائر فضلات و عینی شارح صحیح بخاری کہ حنفی مذہب ست گفتہ کہ ہمیں قائل است امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ دلائل متکاثرہ و متظاہرہ اند بر طہارت فضلات آنحضرت ﷺ و شمار کردہ اند آنرا ائمہ از خصائص وے ﷺ کذا فی المدارج لشیخ المحدث مولانا عبدالحق الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (74)

---

(74)...مدارج النبوۃ، قسم اول فضائل و کمالات، باب اول دربیان حسن خلقت، بیان، طہارت فضلات آنحضرت ﷺ، ج۱، ص۲۶

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون مبارک مجھے دے کر فرمایا: اسے کسی ایسی جگہ غائب کردو جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ میں نے اسے پی لیا کیونکہ اس سے زیادہ پوشیدہ جگہ میرے نزدیک کوئی نہ تھی، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: وائے ہے لوگوں کو تجھ سے اور تمہیں لوگوں سے، یہ آپ رضی اللہ عنہ کی قوت، مردانگی، شجاعت اور بہادری سے کنایہ تھا جو انہیں اس خون مبارک کے پی لینے سے حاصل ہوئی۔ یہی وہ عبداللہ بن زبیر ہیں جنہوں نے یزید پلید کی بیعت نہ کی اور مکہ مکرمہ میں اقامت رکھی اور ان کے حلقہ میں حجاز و یمن اور عراق و خراسان کے لوگ آکر جمع ہوئے لیکن عبدالملک بن مروان کے عہد امارت میں حجاج بن یوسف نے ان کو شہید کر دیا اور دار پر کھینچا یعنی کئی دن تک آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو چوراہے پر لٹکائے رکھا۔ یہ کافی طویل قصہ ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے خون مبارک پی لینے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: لَا تمسک النَّار اِلَّا قسم الْیمین یعنی تمہیں دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی مگر قسم کے لیے، یعنی اللہ تعالی نے جو قرآن کریم میں فرمایا ہے صرف اس فرمان کو پورا کرنے کے لیے پل صراط سے گزرنا ہوگا۔ وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا

اونتیسویں دلیل

احادیث متعددہ بطریق مختلفہ صحاح ستہ میں وارد ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے لئے دعا میں یہ کلمات مبارکہ فرمائے ہیں:

اللھم اجعلنی نوراً وفی سمعی نوراً وفی بصری نوراً وامامی نوراً وخلفی نوراً وفی شعری نوراً وفی بشری نوراً وفی وجھی نوراً وفی ایدی نوراً وفی رجلی نوراً وفی عظمی نوراً ومخفی نوراً وکلی نوراً وجزئی نوراً۔

(یہ روایت کچھ الفاظ کے اختلاف سے کئی طرق سے کتب احادیث میں مروی ہے، بخاری شریف کے حوالہ سے مکمل روایت مع ترجمہ و تخریج حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور)(75)

وَارِدُهَا ۚ ترجمہ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو (پارہ۱۶، سورۃ مریم، آیت: ۷۱)

ان احادیث کریمہ میں حضور نبی رحمت، شفیع امت ﷺ کے بول اور خون کے طیب و طاہر ہونے پر واضح دلیل ہے اور اسی قیاس پر آپ ﷺ کے تمام فضلات کا حکم ہے اور علامہ بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں کہ امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے فضلات مبارکہ کی طہارت پر بہت زیادہ اور کثرت سے روشن دلائل ہیں اور ہمارے ائمہ کرام اسے حضور ﷺ کی خصوصیات میں شمار کرتے ہیں۔

(75)...صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا انتبہ من اللیل، ص۱۵۷۶، حدیث: ۶۳۱۶

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ۔۔۔الی ان قال۔۔۔۔۔وَكَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا» قَالَ كُرَيْبٌ: وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ، فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ العَبَّاسِ، فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ، فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعَرِي وَبَشَرِي، وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ

پس مبارک کی مبارکی اور اسکا نور اور صاحبِ نور ہونا اس سے ثابت و ظاہر ہے اور ادنی چشم بصیرت والے پر روشن اور باہر۔

الامن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور فی الدنیا ولا فی الاخرۃ لان

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ ۔(76)

تیسویں دلیل

قال اللہ سبحانہ:

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ (77)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رات کو سویا۔۔۔تاکہ دیکھ سکوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی عبادت کس طرح کرتے ہیں۔۔۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں یہ کہتے تھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا یعنی اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میرے دائیں نور پیدا کر، میرے بائیں نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔ کریب (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ میرے پاس مزید سات لفظ محفوظ ہیں۔ پھر میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھے وہ الفاظ بیان کیے: عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعَرِي وَبَشَرِي میرے پٹھے، میرا گوشت، میرا خون، میرے بال اور میری ج۔۔۔ان سب میں نور بھر دے۔ اور دو چیزوں کا اور بھی ذکر کیا۔

(76)...۔ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان کا نور ہے وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت و برکات کو جانتا و مانتا ہے۔۔۔۔ مگر سوائے اس کے جس کے لیے اللہ نے روشنی و نور نہ رکھا پس جس کے لیے دنیا میں نور نہیں اس کے لیے آخرت میں بھی نور نہیں، کیونکہ اللہ کریم کا فرمان ہے: ترجمہ کنزالایمان: اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور بھی زیادہ گمراہ۔ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۷۲) ابوالنور

جب جانوروں کے بالوں میں منفعت اور اثاث و متاع یعنی برخورداری و انتفاع دنیوی نص قطعی سے ثابت ہے تو اشرف المخلوقات کے اشرف اشخاص کے موئے مبارک سے انتفاع اخروی نہ ہونا بعید از عقل سلیم ہے

کمالا یخفی علی من لہ قلب سلیم وھو مستقیم ۔(78)

اکتیسویں دلیل

نصاری حضرت عیسی علیہ السلام کے گدھی کے سم کے نشان کی تعظیم کرتے ہیں(79) اور حق یہی ہے کہ اپنے نبی معظم کی تعظیم اور محبت کا مقتضی یہی ہے کہ ان کی ہر چیز کی تعظیم اور اس سے محبت ہو امت کو، مگر منکرین کو باوجود دعوی امتی ہونے کے محبت اور عظمت کی بو نہیں ہے ورنہ محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی عظمت اور محبت میں کلام نہ کرتے۔ وہ اس باب میں نصاری سے بھی گئے گذرے ہیں۔ اس لیے کہ گدھے کے سم کے نشان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کو بال برابر

---

(77)...۔ ترجمہ کنزالایمان: ان کی اون اور ببری اور بالوں سے کچھ گرستی کا سامان اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک۔ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت: ۸۰)

(78)...۔ جیسا کہ راہ راست پر گامزن صاحب قلب سلیم پر مخفی نہیں ہے۔

(79)...۔ جب سرِ مبارک امام مظلوم رضی اللہ عنہ کا، اس ظالم اظلم یزید پلید کے پاس پہنچا، بید سے چھونے لگا، نصرانی بادشاہ روم کا سفیر موجود تھا، حیران ہو کر بولا کہ "ہمارے یہاں ایک جزیرے کے گرجا میں عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے گدھے کا سم ہے، ہم ہر سال دور دور سے اس کی طرف حج کی طرح جاتے اور منتیں مانتے ہیں اور اس کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جیسے تم اپنے کعبہ کی، تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ باطل پر ہو۔

الصواعق المحرقۃ، الجزء الثانی، ص ۵۸۰، سمط النجوم العوالی، مناقب الحسین بن علی... الخ، ج ۳، ص ۱۹۸

بلکہ لاکھوں کروڑواں حصہ اس کا بھی اگر فرض کرو تو کچھ نسبت نہیں۔ پس ان سے تو اس امر میں نصرانی لاکھ درجہ بہتر ہیں کہ اپنے محبوب کی نشانی کے نشان پر گرویدہ ہیں۔ واہ رے! ایمان واسلام فرقہ مارقہ کا اسی کا نام دین واسلام ہے تو ایسے اسلام کو دور سے سو سلام ہے۔

بتیسویں دلیل

قانون نعت ومحبت سے جو واقف اور ماہر ہے اس پر یہ امر آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہے کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوا کرتی ہے۔

کوئی شے ہو کہیں ہو اسکی طرف ہو منسوب
ہے برابر وہی طرفین سے نسبت میری

مجنوں کی حکایت مشہور ہے کہ لیلیٰ کی گلی میں ایک کتے کو اس نے ایک دن دیکھا تھا جب اسکو جنگل میں وہ مل گیا تو پیار کیا اسکو گلے سے لگایا اسکے ہاتھ پاؤں چومے اس کے لئے دامن بچھادیا اسپر اسکو بٹھایا جب اس پر ناواقفین قانونِ الفت نے اس پر طعنہ کیا تو اس کے جواب میں یہی قانون الفت کا دفعہ پڑھ سنایا۔

مواہب لدنیہ[80] میں ہے۔ اشعار

---

(80)... ۔مواهب اللدنية، المقصد التاسع، النوع السادس، المبادرة الى الحج، ج۴، ص۳۹۹
مجنوں نے جنگل میں ایک کتے کو دیکھا تو اس کی طرف بڑھا اور اس کے ساتھ بڑا حسن سلوک کیا، لوگوں نے اس کو ملامت کی اور کہا کہ یہ کیا کتے کے ساتھ احسان کر رہا ہے تو مجنوں نے کہا ملامت چھوڑو بے شک میری آنکھوں نے ایک بار اسے لیلی کی گلی میں دیکھا تھا۔

رأى المجنون فى البيداء كلبا	فجر اليه للاحسان ذيلا
فلاموه على ماكان منه	وقالو ا لم منحت الكلب نيلاً
فقال دعوا الملام فان عيني	رأته مرة فى حى ليلى

تینتیسویں دلیل

قال الله سجانه: مَثَلُ نُوْرِہٖ كَمِشْكٰوةٍ ---الى قوله تعالى---يَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ[81]

درروح الارواح آوردہ کہ این نور محمدی است۔ کذا فی التفسیر الحیسنی[82]

ان آیات سے آنحضرت ﷺ کا سراپا نور ہونا ثابت ہے اور نیز حدیث صحاح سے جو سابقا دلیل (29) میں گزر چکی ہر ہر جزو اور کل کا نور ہونا ظاھراً و باطناً ثابت

---

(81)... ۔اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾ (پارہ۱۸، سورۃ النور، آیت: ۳۵)
اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(82)... ۔یعنی روح الارواح میں وارد ہے کہ اس سے مراد نور محمدی ہے جیسا کہ تفسیر حسینی میں بھی ہے۔

اور نیز ”نور“ آنحضرت ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے: کمافی الشفاء والمواهب والمدارج وسیرۃ الشامی والحلبی وغیرها وهو متفق علیه[83]

اور نیز نص قرآن سے ثابت ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾[84] فالنور هو محمد ﷺ والکتاب القران الکریم[85]

پس موئے مبارک کے مُنَوِّر اور مُنَوَّر ہونے مین شبہ نہ رہا، خواہ سر مبارک کے ہوں یا لحیۂ مبارکہ کے اور جب ان کا مُنَوِّر اور مُنَوَّر ہونا بوجہ نور ذات یا نور

---

(83)... الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الثالث، فصل فی اسمائہ ﷺ وماتضمنته من فضیلته، ج۱، ص ۲۳۳

مواهب اللدنية، المقصد الثانی فی ذکر اسمائہ.. الخ، الفصل الاول، الاسماء مرتبة علی... الخ، ج۲، ص ۲۱

(84)... ترجمہ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب (پارہ۶، سورۃ المائدۃ، آیت: ۱۵)

(85)... تفسیر کبیر، پارہ۶، سورۃ المائدۃ، آیت: ۱۵۔ أَنَّ الْمُرَادَ بِالنُّورِ مُحَمَّدٌ وَبِالْكِتَابِ الْقُرْآنُ

تفسیر ابن جریر، ۔۔۔ قال أبو جعفر: يقول جلّ ثناؤه لهؤلاء الذين خاطبهم من أهل الكتاب: ”قد جاءكم“، يا أهل التوراة والإنجيل "من الله نور"، يعني بالنور، محمدًا صلى الله عليه وسلم الذي أنار الله به الحقَّ، وأظهر به الإسلام، ومحق به الشرك، فهو نور لمن استنار به يبيِّن الحق. ومن إنارته الحق، تبيينه لليهود كثيرًا مما كانوا يخفون من الكتاب.

تفسیر بغوی، ۔۔۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ، يَعْنِي: مُحَمَّدًا ﷺ

تفسیر بیضاوی ۔۔۔ وقيل يريد بالنور محمد ﷺ

تفسیر نسفی ۔۔۔ النور محمد عليه السلام لأنه يهتدى به كما سمي سراجا

تفسیر ابن عباس ۔۔۔ {قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُورٌ} رَسُولٌ يَعْنِي مُحَمَّدًا {وَ كِتَابٌ مُّبِينٌ} بالحلال وَالْحرَام

تفسیر جلالین۔ {قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُور} هُوَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {وَ كِتَاب} قُرْآن {مُبِين} بَيِّن ظَاهِر

تفسیر خازن ۔۔۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ يعني محمدا صلى الله عليه وسلم

صفات کے مبرہن ہوا تو ان کے برکات وانوار میں شک نہ رہا اور یہ امر بدیہی ہے کہ نور کے سامنے جو ہوگا اس کی روشنی بالضرور اس پر پڑے گی خواہ اس کو اس کا ادراک ہو یا نہ ہو۔ پس موئے مبارک کے انوار وفیضان کا ہونا اور اس سے انتفاع محبین ومعظمین کے واسطے متعین اور مبرہن ہوگیا۔ نقلا وعقلا ولیس وراء العبادان قریة[86] ومن کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی۔[87]

---

(86)... ”عبادان“ بصرہ کا ایک جزیرہ ہے جو کہ بحر ملیح کے قریب واقع ہے، دریائے دجلہ جب علاقہ محرزی کے پاس سمندر کے قریب پہنچتا ہے تو دو حصوں میں بٹ جاتا ہے، ایک حصہ بحرین کی طرف نکل جاتا ہے جبکہ دوسرا حصہ جزیرہ عبادان، سیراف اور حنابہ کی طرف نکل جاتا ہے، عبادان تکون شکل کا جزیرہ ہے، اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ عبادان سے پار کوئی علاقہ نہیں تو اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے پار صرف سمندر ہی سمندر ہے، اس علاقے کے عجائبات میں سے ہے کہ وہاں کوئی زراعت نہیں ہوتی، اور وہاں کے رہنے والے بس اللہ کریم پر بھروسہ رکھتے ہیں، ان کا رزق اطراف کے علاقوں سے آتے ہیں کیونکہ وہاں بہت سی زیارت گاہیں ہیں اور وہاں ایسے لوگ ہیں جو امور دنیا سے بے نیاز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

آثار البلاد وأخبار العباد، الاقلیم الرابع، عبادان، ج۱، ص ۴۱۹

(87)... یعنی دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثابت ہوگیا کہ موئے مبارک قابل تعظیم وباعث برکات ہیں، لہذا جس طرح جزیرہ عبادان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ عبادان کے پار کوئی علاقہ یا آبادی نہیں اسی طرح نقلی وعقلی دلائل کے پار بھی کوئی دلیل نہیں (سوائے چھترول کے) اور جو اس دنیا میں ان تبرکات کی برکات سے محروم اور اندھا رہا وہ کل آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

چونتیسوین دلیل

قال تعالیٰ: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴿٤٦﴾ (88)

سراج کے معنی چراغ کے مشہور ہیں اور ایک معنی سراج کے آفتاب کے بھی ہیں اور قرآن میں بھی سراج کا اطلاق سورج پر وارد ہے وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ (89) جب سراپائے رسول اکرم ﷺ کا آفتاب حقیقت ہونا نص قطعی سے ثابت اور موئے مبارک کا جزوِبدن ہونا محتاج دلیل نہیں، اگرچہ جزوزائد ہے مثل ناخن قدر مقطوع ومفلوم کے (90)، مگر قبل قلم ہونے کے، اس کا اتصال آفتابِ کمال سے، یقیناً اس کے جمال وجلال اور عظمت اور شوکت اور ابہت کا باعث اور کیسا باعث اور بعد انفصال اس کا تبرک ہونا اور اس کے برکات کا صحابہ پر فائض ہونا اور خود حبیب ﷺ سے اس کی تقسیم کا وقوع برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے اس کے سطوعِ انوار اور برکات وفیضان پر (91)، ورنہ تقسیم کا فائدہ اور صحابہ پر وقوع انواع

---

(88)...۔اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۶،۴۵)

(89)...۔ترجمہ کنزالایمان: اور سورج کو چراغ (پارہ ۲۹، سورۃ نوح، آیت: ۱۶)

(90)...۔یعنی موئے مبارک جسم اقدس کا حصہ ہیں، اگرچہ ناخن کی طرح جب بڑھ جائیں تو کاٹ دیے جاتے ہیں، مگر پھر بھی کچھ عرصہ جو جسم اقدس کے ساتھ اتصال رہا ہے اس کی برکتوں ہی کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

(91)...۔یعنی موئے مبارک سرکار کریم ﷺ کے جسم اقدس سے جدا ہونے سے پہلے جسم انور کا حصہ تھے، اور یہی ان کے جلال، کمال، عظمت وشوکت کا باعث ہے۔اور جسم انور سے جدا ہونے کے بعد بھی اس کے باعث برکت ہونے کی یہ دلیل ہے کہ سرکار ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے، لہذا یہ تقسیم فرمانا، ان کے تبرک ہونے کی قطعی اور واضح دلیل ہے۔

فیضان وبرکات کا عائدہ معاذاللہ کیا فسانۂ عجائب یا داستان امیر حمزہ اور عمرو عیار کا قصہ اور شیخ چلی کی حکایت ہے استغفر اللہ (92) اور جب ایسا نہیں تو پھر خفا شان منکرین کیون اس آفتاب سے آنکھیں چراتے ہیں اور موئے مبارک کے مشتاقوں کو منہ چڑاتے ہیں؟ شرم نہیں آتی کہ اس کا انکار کریں جس کے انوار وبرکات کے اثبات پر اتنی ادلۂ قاہرہ اور براہین روشن وباہرہ، آیات واحادیث اور دلائل عقلیہ قائم ہوں۔ ان کا آفتاب کا انکار اور اسکی تعظیم واکرام کو بت پرستی سمجھنا اور کہنا یقیناً موجب لعنت وپھٹکار ہے کہ صحابہ کرام وتابعین عظام وسلاسل اولیاء ومشائخ وعلمائے دین الی یو مناھذ اپر، جو سلسلہ نقل میں داخل وشامل ہیں طعن کی بوچھاڑ ہے بلکہ نعوذ باللہ خود شارع صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ پر وارد ہے۔

پینتیسویں دلیل

یہ ادلہ جو میں نے یہاں تک مختصر ذکر کئے ہیں منکریں پر حجت کے لیے ہیں جو نور باطن کی درخشانی سے ہنوز بہرہ ور نہیں اور جن کو حق تعالیٰ نے نور ادراک باطن کا ذرہ عطا فرمایا ہے ان کے واسطے دلائل کی کچھ ضرورت نہیں۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیت باید ازدی رو متاب

---

(92)...۔یعنی رسول کریم ﷺ کا خود ان موئے مبارکہ کو تقسیم فرمانا ان کے متبرک اور باعث فیضان ہونے پر قطعی دلیل ہے، اگر انہیں باعث برکت نہ مانا جائے تو اور کیا معاذاللہ یہ سب روایات اور برکات وانوار کے دلائل، عمرو عیار، اور شیخ چلی کی حکایات کی طرح من گھڑت ہیں؟ اگر ایسا نہیں بلکہ یقیناً ایسا نہیں ہے تو پھر یہ ذلیل منکر لوگ کیوں عاشقان رسول کو ستاتے ہیں؟؟؟؟ ابوالنور

باطن کے چھکارہ والے کے واسطے صرف زیارت موئے مبارک بس ہے کہ وہ اپنی دلیل آپ ہی ہیں بلکہ اس کے واسطے یہ دلائل و حجج ایسے ہیں جیسے آفتاب کو روز روشن میں چراغ سے ڈھونڈھنا۔

زہے نادان کہ او خورشید تابان بنور شمع جوید در بیابان

منکرین کے شبہ کی تقریر روشن اور اس کا جواب

دنداں شکن

منکروں میں جو پھا جل رشید کہلاتے ہیں اور[۱] یہ لوگ جن کو بشیر و نذیر بناتے ہیں، جن کو اشرفی بیگم اور منور محل ہونیکا دعوی، جن کو واحدیت کا ادعا، جن کی تحریر کا رب نام کا عرب، جن کی تقریر کا فضل جعفر کی زٹل، اس طرح عوام الناس کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہیں کہ میاں اس کی سند کیا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک ہیں؟ یا یہ حضور ﷺ کا جبہ اور قدم شریف ہے؟ اور بالفرض اگر واقعی ہو تو اس کی زیارت سے نفع کیا؟ جب ابی بن سلول کو حضور ﷺ نے خود اپنا جبہ پہنایا اور اسکے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور کچھ کام نہ آیا اور دوزخ سے نہ بچایا تو موئے مبارک یا جبہ و قدم شریف کے نقشہ کی زیارت سے کیا امید نفع؟ اس میں کیا دھرا ہے جس سے آخرت کا بھلا ہے؟ یہ سانگ بدعتوں کا نکالا ہے ایسی زیارت کرنے والوں کا آخرت میں منہ کالا ہے۔۔۔ اللہ رے دریدہ دہنی، عقل و انصاف کی بیچ کنی، مومنین محبین کے حال کو اپنے قیاس سے منافقین کے حال پر قیاس مع الفارق کا ذکر کیا، سند کی یہاں تک خبر نہیں کہ اپنے باپ کے پہچاننے کا مبتدا کیا اور منتہی کیا؟

اس موضوع کا محمول مہمل یا موضوع شہرت یا تواتر سے باپ کی خبر کہ یہ ہمارا باپ ہے مُسَلَّم[93]، لیکن موئے مبارک یا جبہ شریف یا قدم شریف کی خبر غیر مُسَلَّم، تمہارے باپ کی سند میں صحابہ نہیں تابعین نہیں علماء نہیں مشائخ نہیں اولیاء نہیں اور موئے مبارک وغیرہ آثار شریف کی سند میں صحابہ و تابعین و مشائخ و اولیاء اور علمائے دین ہیں پھر وہ مُسَلَّم یہ غیر مُسَلَّم کیوں؟[94] بوجہ لَا نُسَلِّمُ لَا نُسَلِّمُ۔[95]

دوسرے ملوک خالیہ اور بلدان نائیہ کا علم ہے یا جہل بر تقدیر اول وہی علم یہاں اور بر تقدیر ثانی وہی لَا نُسَلِّمُ۔[96]

تیسرے احادیث کی سند مستند یا غیر مستند اگر مستند تو وہی استناد یہاں اور اگر غیر مستند تو تم عامل بالحدیث کیسے؟[97]

---

(93)...۔مُسَلَّم کے معنی ہیں تسلیم شدہ، غیر مُسَلَّم یعنی جو تسلیم نہ ہو

(94)...۔یعنی یہ جو بدبخت موئے مبارکہ اور جبہ اقدس کے اصلی ہونے کی دلیل مانگتے ہیں، اور طرح طرح کے اعتراض بیباکانہ کرتے ہیں، بھلا ان سے پوچھو کہ جسے تم لوگ ابوجی کہتے ہو، اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ تمہارا باپ ہے، صرف اتنی دلیل ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تمہارا باپ ہے، اس سے بڑھ کر کچھ دلیل نہیں، اپنے باپ کا معاملہ آیا تو لوگوں کے کہنے سے مان لیا، اور جب رسول کریم ﷺ کے مبارک جبہ اور موئے اقدس کی باری آئی تو سندیں مانگتے ہیں، یہ کیسا عدل و انصاف ہے، کیسی محبت رسول ہے؟ اور پھر ظلم بالائے ظلم کہ منافق خالص کے حال پر عاشقان رسول کا حال قیاس کرتے ہیں۔ افسوس ہائے افسوس

(95)...۔یعنی بس ہم نہیں مانتے، ہم نہیں مانتے

(96)...۔یعنی گزشتہ زمانوں میں جو بادشاہ ہو گزرے اور جہاں بھر میں دور دور جو ملک و شہر آباد ہیں ان کا علم بھی عوام کو حاصل ہے یا نہیں، اگر ہے تو جیسے دلائل ان کے بارے یں ہیں ویسے ہی موئے مبارکہ و دیگر آثار مقدسہ کے بارے میں ہوں تو ان کی برکت و اصلیت کیوں تسلیم نہیں، اور اگر ان بادشاہوں اور شہروں کے بارے میں جہل ہے تو کیا وجہ، وہی میں نہیں مانتا میں نہیں مانتا والی رٹ

چوتھے ان سب سے قطع نظر قرآن ورسالت کو فرمائے اپنا ایمان بتائے، اس کی سند کیا؟ وہی شہرت وتواتر یا خیالی رام وذاکر پر شاد کی سی؟[98]

توفضیلت کا شملہ بقدر علم تمہارے سر مبارک پر ہے ہر شے کی انتہا اسکی ضد سے ہوتی ہے تمہاری دینداری کی انتہا نے تم کو بے دینی تک پہنچایا۔ شعر

وجدت حتی کدت تبخل حائلا ۔۔۔ للمنتھی ومن السرور بکاء[99]

شبہ کی دوسری تقریر اور اسکے جواب کی تحریر

ان میں جو بڑے بھگت اور اشرف گویاں ہیں ان کی یہ بڑ[100] ہے کہ نماز نہیں، روزہ نہیں، ضروریات وواجبات وفرائض نہیں، مگر زیارت پر مرتے ہیں اور موئے مبارک کے نام سے زیارت کرتے ہیں جب تارکِ واجب وفرض ہیں تو اس زیارت سے ان کی مغفرت کی کیا امید؟ فرائض جواہر نوافل اعراض ہیں۔

---

(97)...۔احادیث کریمہ کی اسناد تمہارے نزدیک قابل اعتبار ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو آثار مقدسہ کے قابلِ اعتبار ہونے میں کیوں کلام کرتے ہو؟ اور اگر احادیث کی اسنار معتبر نہیں تو خود کیسے حدیث پر عمل کرنے والے ہو؟

(98)...۔یعنی قرآن کریم اور رسل عظام پر جو ایمان رکھتے ہو وہ کس سند کی بنیاد پر رکھتے ہوئے، صحابہ وتابعین و اولیائے کرام کے ذریعہ سے شہرت وتواتر یا پھر ہندوؤں کے دیوتاؤں کی طرح صرف خیالی پلاؤ۔۔؟

(99)...۔میں نے جودوسخا سے کام لیا حتی کہ تو حیلہ کرتے ہوئے بخیل ہو گیا بے شک خوشی کی انتہاء رونے پر ہی ہے۔۔۔یعنی ہر چیز کی انتہاء ضد ہوتی ہے، انسان جب غم کی انتہاء کو پہنچتا ہے تو ہنستا ہے، جب خوشی کی انتہاء کو پہنچتا ہے تو روتا ہے:

(100)...۔شیخی، بکواس، مجنونانہ بات

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عامہ مومنین محبین پر محض افترا اور بہتان اور ان کی غیبت ہے، جس کی حرمت نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے، اولاً عموماً یہ گمان کہ وہ تارکِ فرائض وواجبات ہیں کسی طرح صحیح نہیں۔

ثانیاً بالفرض بعض زائرین اگر ایسے ہیں تو غایت اس کی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ مرتکبِ کبائر[101] ہیں پھر انقطاع امید مغفرت ان سے محض بے دلیل بلکہ خروج عن سواء السبیل[102] ہے جب حق تعالی فرمائے:

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا[103] اور

الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡہُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ وَ مِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَ مِنۡہُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ[104]

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں:

---

(101)...۔یعنی بالفرض اگر بعض زائرین گناہگار ہیں بھی تو کیا محض اسی وجہ سے ان کو تبرکات کی زیارت اور برکت حاصل کرنے سے محروم رکھا جائے گا اور ان کی مغفرت کی امید ختم کر دی جائے گی؟ حالانکہ اللہ تعالی نے تو اپنی رحمت سے ناامید ہونے سے منع فرمایا ہے۔ تمہاری مانیں یا خدائے تعالی کی۔۔۔۔؟

(102)...۔سیدھے راستے سے نکل جانا، ہٹ جانا، باغی ہونا

(103)...۔ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔۔(پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت: ۵۳)

(104)...۔پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چُنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گی۔۔۔(پارہ ۲۲، سورۃ الفاطر، آیت: ۳۲)

شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي۔ (105)

تو پھر مرتکب کبائر سے انقطاع امید مغفرت کیسی سمجھی جائے منکرین شفاعت سے البتہ انقطاع امید مغفرت ہو (تو) ہو۔ (106)

ثالثاً مدار اصل نجات ومغفرت کا نفسِ ایمان پر ہے نہ اتیان جملہ فرائض وواجبات پر جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے۔ پس یہ عدمِ امید مغفرت کب قابل اصغاو لائق سماع ہے۔ (107)

رابعاً احادیثِ صحاح میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے اس شخص کی نسبت فرمایا تھا کہ اُس نے ایک وقت کی نماز نہ پڑھی اور جنت میں چلا گیا جس نے ایمان لاتے ہی جہاد میں شہادت پائی۔ (108)

---

(105)... ۔سنن ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب ماجاء فی الشفاعۃ، ج ۴، ص ۶۲۵، حدیث: ۲۴۳۶
میری شفاعت میرے کبیرہ گناہ والے امتیوں کے لیے ہے

(106)... ۔یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب کو تو حضور نبی رحمت ﷺ نے شفاعت کی بشارت دی ہے، تو بھلا رحمت کی امید وہ کیسے چھوڑ سکتا ہے؟ ہاں البتہ جو شفاعت رسول کے منکر ہیں وہ رحمت سے ناامید ہیں تو ہوتے رہیں۔

(107)... ۔نجات اور مغفرت کی اصل بنیاد ایمان پر ہے، اعمال پر نہیں، اور یہی اہلسنت کا اجماع ہے، لہذا مغفرت کی ناامیدی دلانا توجہ اور سننے کے لائق ہی نہیں ہے۔

(108)... ۔مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا تم ایسے شخص کو جانتے ہو جس نے کوئی نماز نہ پڑھی پھر بھی جنت میں داخل ہوگا مکمل حدیث مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ يَقُولُ: حَدِّثُونِي عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ لَمْ يُصَلِّ قَطُّ فَإِذَا لَمْ يَعْرِفْهُ النَّاسُ سَأَلُوهُ: مَنْ هُوَ؟ فَيَقُولُ: أُصَيْرِمُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَمْرُو بْنُ ثَابِتِ بْنِ وَقْشٍ، قَالَ الْحُصَيْنُ: فَقُلْتُ لِمَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ: كَيْفَ كَانَ شَأْنُ الْأُصَيْرِمِ؟ قَالَ: كَانَ يَأْبَى الْإِسْلَامَ عَلَى قَوْمِهِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ بَدَا لَهُ الْإِسْلَامُ فَأَسْلَمَ، فَأَخَذَ سَيْفَهُ فَغَدَا حَتَّى أَتَى الْقَوْمَ فَدَخَلَ فِي عُرْضِ النَّاسِ، فَقَاتَلَ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ، قَالَ: فَبَيْنَمَا رِجَالُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَلْتَمِسُونَ قَتْلَاهُمْ فِي الْمَعْرَكَةِ إِذَا هُمْ بِهِ، فَقَالُوا:

اس سے معلوم ہوا کہ نماز وروزہ شرط دخول جنت ومغفرت نہیں۔

خامساً جس نے حضور ﷺ سے پوچھا: "متی الساعۃ یا رسول اللہ"؟

اور حضور نے فرمایا: "ما اعددت لھا"؟

وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَلْأُصَيْرِمُ، وَمَا جَاءَ؟ لَقَدْ تَرَكْنَاهُ وَإِنَّهُ لَمُنْكِرٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ، فَسَأَلُوهُ مَا جَاءَ بِهِ؟ قَالُوا: مَا جَاءَ بِكَ يَا عَمْرُو، أَحَدَبًا عَلَى قَوْمِكَ، أَوْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: بَلْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَأَسْلَمْتُ، ثُمَّ أَخَذْتُ سَيْفِي فَغَدَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فَقَاتَلْتُ حَتَّى أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي، قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ فِي أَيْدِيهِمْ، فَذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسے آدمی کے متعلق بتاؤ جو جنت میں داخل ہوگا حالانکہ اس نے نماز بھی نہیں پڑھی لوگ جب اسے شناخت نہ کر سکے تو انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اصیرم جس کا تعلق بنو عبدالاشہل سے تھا اور اس کا نام عمرو بن ثابت بن وقش تھا حصین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اصیرم کا کیا واقعہ ہوا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ اپنی قوم کے سامنے اسلام لانے سے انکار کرتا تھا غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ جب جبل احد کی طرف ہوئے تو اسے اسلام کی طرف رغبت ہوئی اور اس نے اسلام قبول کر لیا پھر تلوار پکڑی اور روانہ ہوگیا۔ وہ لوگوں کے پاس پہنچا اور لوگوں کی صفوں میں گھس گیا اور اس بے جگری سے لڑا کہ بالآخر زخمی ہو کر گر پڑا بنو عبدالاشہل کے لوگ جب اپنے مقتولوں کو تلاش کر رہے تھے تو انہیں میدان جنگ میں وہ بھی پڑا نظر آیا وہ کہنے لگے کہ واللہ یہ تو اصیرم ہے لیکن یہ یہاں کیسے آ گیا؟ جب ہم اسے چھوڑ کر آئے تھے تو اس وقت تک یہ اس دین کا منکر تھا پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ عمرو! تم یہاں کیسے آ گئے؟ اپنی قوم کا دفاع کرنے کے لئے یا اسلام کی کشش کی وجہ سے؟ اس نے کہا کہ اسلام کی کشش کی وجہ سے میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اور میں مسلمان ہوگیا پھر اپنی تلوار پکڑی اور روانہ ہوگیا اور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جہاد میں شرکت کی اب جو مجھے زخم لگنے تھے وہ لگ گئے تھوڑی دیر میں وہ ان کے ہاتھوں میں دم توڑ گیا لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

مسند احمد، مسند الانصار، حدیث محمود بن لبیب، ج ۳۹، ص ۴۱، حدیث: ۲۳۶۳۴

جب اس نے کہا: ''ما اعددت کثیر صلوۃ وصیام ولکن احب اللہ ورسولہ''

اس کے جواب میں حضور ﷺ نے: ''انت مع من احببت''

فرمایا اور دوسری حدیث میں عموماً: ''المرء مع من احب'' وارد ہے۔

(دونوں روایات مع ترجمہ وتخریج حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور) (109)

---

(109)... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَا أَعْدَدْتَ لَهَا» قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلاَةٍ وَلاَ صَوْمٍ وَلاَ صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: «أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ»

صحیح بخاری، کتاب الادب، باب علامۃ حب اللہ عزوجل، ص ۱۵۴۱، حدیث: ۶۱۷۱

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تونے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے بہت زیادہ نمازیں یا روزے تو تیار نہیں کیے مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنْ كَانَ لَيُعْجِبُنَا الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَجِيءُ فَيَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَنَهَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: "أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟" فَقَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ: أَنَا. فَقَالَ: "وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟" قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلَاةٍ، وَلَا صِيَامٍ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ". قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِذَلِكَ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: مِنْ كَبِيرِ عَمَلِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں اس بات سے بڑی خوشی ہوتی تھی کہ کوئی دیہاتی آکر نبی ﷺ سے سوال کرے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب قائم ہوگی؟ اس وقت اقامت ہو چکی تھی اس لئے نبی ﷺ نماز پڑھانے لگے، نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ قیامت کے متعلق سوال کرنے والا آدمی کہاں ہے؟ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں یہاں ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے کوئی بہت زیادہ اعمال، نماز، روزہ تو مہیا نہیں کر رکھے البتہ اتنی

اس سے معلوم ہوا کہ مغفرت ونجات کا دار ومدار اللہ ورسول کی محبت پر ہے نہ کہ کثرتِ صلوۃ وصیام وغیرہما پر۔

سادساً اصل ایمان اور حقیقت ایقان محبتِ اللہ ومحبتِ رسول اللہ ہے اور اس میں شک نہیں کہ زائر بمقتضائے محبتِ حضرت رسول اکرم ﷺ زیارت کا مشتاق ہوتا ہے پس اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو یہ اشتیاق وزیارت اس کے حقیقی ایمان کی دلیلِ کامل ہے پس حقیقی ایمان والے سے انقطاع امید مغفرت کا سمجھنا جہالت محض ہے۔

سابعاً ان تقریروں میں موئے مبارک کی تنقیص اور تحقیر ہے اور حضور اکرم ﷺ کی کسی چیز کی تنقیص موجب خروج ایمان واسلام ہے جیسا کہ واقع ہے طائفہ مارقہ سفہاء الاحلام سے۔ (110)

بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان قیامت کے دن اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مسلمانوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد اس دن جتنا خوش دیکھا اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

مسند احمد، مسند انس بن مالک، ج ۲۰، ص ۳۵۷، حدیث: ۱۳۰۶۸

(110)... دین سے نکل جانے والے بیوقوف لوگوں کا گروہ

وسیاتی تحقیقه فی اخر الکلام ان شآءاللہ العزیز العلام هذه کانت جملا معترضة فلنرجع الی ما کنا فیه من ایراد الدلائل علی الفضائل۔ (111)

چھتیسویں دلیل

شفا میں ہے:

نَامَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فِي دَارِ أَنَسٍ فَعَرِقَ فَجَاءَتْ أُمُّهُ بِقَارُورَةٍ تَجْمَعُ فِيهَا عَرَقَهُ فَسَأَلَهَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ انتھی (112) وتقریر التقریب مامرّ غیر مرة۔ (113)

(یہی روایت صحیح مسلم میں بھی ہے، حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور) (114)

---

(111)... ۔حضور نبی رحمت ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم عَلَيْهِمُ السَّلَام سے منسوب کسی بھی شے کی ادنی توہین بھی کفر ہے، اس کی تفصیلی بحث کتاب کے آخر میں آئے گی اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور یہ جو کلام گزرا یہ بس جملہ معترضہ (جس کا کلام سے تعلق نہ ہو) کی طرح آگیا، اب باقاعدہ دلائل کا سلسلہ جاری رکھا جاتا ہے۔

(112)... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الثانی، فصل و اما نظافۃ جسمه ﷺ ۔۔ الخ، ج۱، ص ۶۲

(113)... ۔اس روایت سے موئے مبارک کے باعث برکت و رحمت ہونے پر کیسے استدلال کیا گیا ہے اس کا بیان کئی مرتبہ گزر چکا یعنی اگر محبوب کریم ﷺ کے پسینہ مبارکہ میں اتنی برکت و خوشبو ہو سکتی ہے تو جسم اطہر سے ہر دم فیض پانے والے موئے مبارک کا کیا مقام ہو گا۔

(114)... ۔صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی ﷺ، ص ۱۲۷۲، حدیث: ۲۳۳۱

عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا، فَعَرِقَ، وَجَاءَتْ أُمِّي بِقَارُورَةٍ، فَجَعَلَتْ تَسْلِتُ الْعَرَقَ فِيهَا، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟» قَالَتْ: هَذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا، وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ،

حضور ﷺ کے خادم حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت خواب میں آپ ﷺ کو پسینہ آیا، میری ماں ام سُلیم نے ایک شیشی لی اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک

سینتیسویں دلیل

نیز شفا میں ہے: ومنه شُرْبُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ دَمَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَصُّهُ إِيَّاهُ وَتَسْوِيغُهُ ﷺ ذٰلِكَ لَهُ وَقَوْلُهُ لَهُ لَنْ تُصِيبَهُ النَّارُ۔ (115)

اڑتیسویں دلیل

ایضاً وَمِثْلُهُ شُرْبُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَيْرِ دَمَ حِجَامَتِهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيْلٌ لَكَ مِنَ النَّاسِ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِنْكَ وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ۔ (116)

انتالیسویں دلیل

فیه ایضاً: وَقَدْ رُوِيَ نَحْوٌ مِنْ هٰذَا عَنْهُ فِي امْرَأَةٍ شَرِبَتْ بَوْلَهُ فَقَالَ لَهَا لَنْ تَشْتَكِي وَجَعَ بَطْنِكِ أَبَدًا، وَلَمْ يَأْمُرْ وَاحِدًا مِنْهُمْ بِغَسْلِ فَمٍ وَلَا نَهَاهُ عَنْ عَوْدَةٍ.

وَحَدِيثُ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ الَّتِي شَرِبَتْ بَوْلَهُ صَحِيحٌ أَلْزَمَ الدَّارَقُطْنِيُّ مسلما وَالْبُخَارِيَّ إِخْرَاجَهُ فِي الصَّحِيحِ، وَاسْمُ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ بَرَكَةُ وَاخْتُلِفَ فِي نَسَبِهَا وَقِيلَ هِيَ أُمُّ أَيْمَنَ وَكَانَتْ تَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ وَكَانَ لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ يُوضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ مِنَ اللَّيْلِ فَبَالَ فِيهِ

اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور فرمانے لگے: ام سلیم تم یہ کیا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔

(115)... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الثانی، فصل و اما نظافۃ جسمه ﷺ ۔۔ الخ، ج۱، ص ۶۴

اور حضرت مالک بن سنان کا غزوہ احد کے موقع پر حضور نبی رحمت ﷺ کا خون مبارک پی جانا، اور چوسنا اور سرکار ﷺ کا آپ کے اس فعل کو جائز و مباح رکھنا، اور یہ فرمانا کہ تجھے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی، یہ سب سرکار ﷺ کے جسم اطہر کے ساتھ نسبت رکھنے والے خون مبارک کی برکات ہیں تو موئے مبارک کا کیا عالم ہو گا۔

لَيْلَةً ثُمَّ افْتَقَدَهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا فَسَأَلَ بَرَكَةَ عَنْهُ فَقَالَتْ قُمْتُ وَأَنَا عَطْشَانَةٌ فَشَرِبْتُهُ وَأَنَا لَا أَعْلَمُ۔ (117)

چالیسویں دلیل

اسی شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ (118)

فصل فی عادۃ الصحابۃ فی تعظیمہ علیہ الصلوۃ والسلام واجلالہ وتوقیرہ۔۔۔۔

الی قولہ۔۔۔ وَقَالَ عروۃ بن مَسْعُودٍ حِينَ وَجَّهَتْهُ قُرَيْشٌ عام القَضِيَّةِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى من تَعْظِيمِ أَصْحَابِهِ لَهُ مَا رَأَى وَأَنَّهُ لَا يَتَوَضَّأُ إلا ابتدروا وضوئه وكَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَيْهِ وَلَا يَبْصُقُ بُصَاقًا وَلَا يتخم نُخَامَةً إِلَّا تَلَقَّوْهَا بِأَكُفِّهِمْ

---

(116)...۔الشفامع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الثانی، فصل واما نظافۃ جسمہ ﷺ۔۔الخ، ج۱، ص۶۴

اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا حجامہ رسول کریم ﷺ کے وقت خون مبارک پی جانا اور آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ تیرے لیے لوگوں سے خرابی اور لوگوں کے لیے تیرے سے یعنی بہادری اور جرأت مندی کی خبر دینا اور آپ ﷺ کے اس فعل پر منع نہ کرنا۔

(117)...۔الشفامع حاشیہ الشمنی، القسم الاول، الباب الثانی، فصل واما نظافۃ جسمہ ﷺ۔۔الخ، ج۱، ص۶۵ .... عبارت کا ترجمہ دلیل اکیس 21 کے تحت حاشیہ۔۔۔۔۔۔ میں گزر چکا

(118)...۔الشفامع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل فی عادۃ الصحابۃ...الخ، ج۲، ص۳۷ تا ۳۹

مسند احمد، مسند الکوفیین، حدیث المسور بن مخرمۃ الزہری ومروان بن الحکم، ج۳۱، ص۲۱۵، حدیث: ۱۸۹۱۰ ملتقطاً

الاکتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله ﷺ والثلاثة الخلفاء، غزوة الحديبية، ج۱، ص۴۶۷

عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير، تتمه جماع ابواب مغازی رسول اللہ ﷺ۔۔الخ، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الحدیبیۃ، ج۲، ص۱۵۹

فَدَلَكُوا بِهَا وُجُوهَهُمْ وَأَجْسَادَهُمْ وَلَا تَسْقُطُ مِنْهُ شَعَرَةٌ إِلَّا ابْتَدَرُوهَا وَإِذَا أَمَرَهُمْ بِأَمْرٍ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أصواتهم عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ إليه النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى قُرَيْشٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّي جئت كِسْرَى فِي مُلْكِهِ وَقَيْصَرَ فِي مُلْكِهِ وَالنَّجَاشِيَّ فِي مُلْكِهِ وَإِنِّي والله مَا رَأَيْتُ مَلِكًا فِي قَوْمٍ قَطُّ مِثْلَ مُحَمَّدٍ فِي أَصْحَابِهِ، وَفِي رِوَايَةٍ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يعظم محمداً أَصْحَابُهُ۔۔۔ انتهى (119)

اقول وهذا الحديث رواه اصحاب السنن والصحاح وهو متفق على صحته و فيه نص على تعظيم الاصحاب شعره عليه الصلوة والسلام وانه كان ذلك عادة لهم فمن لم يعظم شعر النبي صلى الله عليه وسلم كالطائفة الوهابية المارقة من الدين وهم يدعون انهم عاملون بالحديث فقد خالف طريق الصحابة رضوان الله

---

(119)...۔یہ فصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنے کے بیان میں ہے۔۔۔۔ عروہ بن مسعود (آپ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے) کہتے ہیں کہ جب قریش نے انھیں (ایمان لانے سے پہلے) صلح حدیبیہ کے سال، نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نبی اکرم ﷺ کی بے پناہ تعظیم دیکھی، انھوں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ جب بھی وضو فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے بے حد کوشش کرتے حتی کہ قریب تھا کہ وضو کا پانی نہ ملنے کے سبب لڑ پڑیں۔ انہوں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ دہن مبارک یا بینی مبارک کا پانی ڈالتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ہاتھوں میں لیتے، اپنے چہرے اور جسم پر ملتے اور آبرو پاتے، آپ ﷺ کا کوئی بال جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتا تھا مگر اس کے حصول کے لئے جی کرتے، جب آپ ﷺ انھیں کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل کرتے اور جب نبی اکرم ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے سامنے خاموش رہتے اور از راہ تعظیم آپ ﷺ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے۔

جب عروہ بن مسعود مشرکوں کے گروہ میں واپس گئے تو انہیں کہا کہ اے گروہ قریش میں بڑے بڑے متکبر و مغرور سلاطین وبادشاہوں کی مجلسوں میں رہا ہوں اور ان کی صحبتیں اٹھائی ہیں۔ میں قیصر و کسری اور نجاشی کے درباروں میں گیا ہوں اور رہا ہوں لیکن میں نے ان میں سے کسی بھی بادشاہ کے کسی بھی خدمت گار کو ایسا ادب واحترام کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب ان کا ادب واحترام کرتے ہیں۔

علیھم وخالف طریق اہل السنة والجماعة کافة وله اسوة سوءة فی النجدیة المحقرة لشان خاتم النبیین علیه صلوات رب العالمین۔[120]

اکتالیسویں دلیل

فیه ایضاً[121] وَعَنْ أَنَسٍ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه علیه وسلم والحلاق یَحْلِقُهُ وَأَطَافَ بِهِ أصحابه فما یریدون أَنْ تَقَعَ شَعَرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ انتھی۔

وھو ایضا صریح فی تعظیم الصحابة شعر النبی ﷺ۔[122]

بیالیسویں دلیل

ایضا فیه[123] وَاعْلَمْ أَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ وَتَوْقِيرَهُ وَتَعْظِيمَهُ لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيَاتِهِ انتھی۔

---

(120)…۔میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اصحاب صحاح وسنن نے روایت کی ہے اور اس کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے، اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام کے رسول کریم ﷺ کے موئے مبارکہ کی تعظیم کرنے پر نص ہے اور یوں تعظیم بجالانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت کریمہ تھی، پس جو نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کی تعظیم نہیں کرتا جیسا کہ دین سے نکل جانے والا فرقہ وہابیہ ہے جو کہ حدیث پر عمل کرنے کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمیع اہل سنت کے طریقہ کے مخالف ہیں اور وہ نجدیوں کے گندے طریقے پر ہیں جو کہ خاتم النبیین ﷺ کی تحقیر کرتے ہیں۔

(121)…۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل فی عادة الصحابة۔۔الخ، ج۲، ص ۳۹

صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس۔۔الخ، ص ۱۲۷۰، حدیث: ۲۳۲۵

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام سرکار دوعالم ﷺ کی حجامت کر رہا تھا اور صحابہ کرام دیوانہ وار گرد سرکار گھوم رہے تھے اور ہر کوئی چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کا موئے مبارک کسی نہ کسی کے ہاتھ میں تشریف لائے (زمین پر نہ گرے)

(122)…۔یہ روایت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک کی تعظیم پر صریح دلیل ہے۔

اقول ومن جملة تعظیمه ﷺ الواجب تعظیمه مانسب الیه وسیاتی التصریح بذلک عنقریب فانتظره مفتشا۔[124]

تینتالیسویں دلیل

ایضاً فی الشفاء[125] وَمِنْ إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ إِعْظَام جَمِيعِ أَسْبَابِهِ وَإِكْرَام مَشَاهِدِهِ وَأَمْكِنَتِهِ من مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَمَعَاهِدِهِ وَمَا لَمَسَه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم أَو عُرِفَ بِهِ انتھی۔

اقول فاذا کان الارض التی وضع فیھا قدمه الشریفة صارت بذلک معظمة ودخل تعظیمھا فی تعظیمه وتوقیره ﷺ فشعر راسه اولحیته ﷺ کیف لا یکون معظما ومکرما غایة التعظیم والتکریم مع کونه اعظم رتبة واعلیٰ قدرا ومنزلة من القدم والارضبة فمن انکره فقد انکر عظمته وقدره وخالف بداھة العقل

---

(123)…۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل واعلم ان حرمة النبي۔۔الخ، ج۲، ص ۴۰

یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کی حرمت کا خیال رکھنا اور تعظیم و توقیر بجالانا اسی طرح لازم وضروری ہے جیسا کہ ظاہری حیات مبارکہ میں تھا۔

(124)…۔میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی جانب منسوب اشیاء کی تعظیم کرنا بھی آپ ﷺ ہی کی تعظیم واجبہ کا حصہ ہے اور اس کی تصریح عنقریب آئے گی۔

(125)…۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل وَمِن إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ۔۔الخ، ج۲، ص ۵۶

اور شفاء شریف میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرنے اور آپ ﷺ کی بڑائی و عظمت ملحوظ رکھنے میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر شے اور ہر فرد کی تعظیم کرنا، آپ ﷺ جہاں جہاں تشریف لے گئے ان جگہوں، اور ان مکانوں جیسا کہ مکہ شریف و مدینہ شریف کا اکرام کرنا اور جس شے کو سرکار ﷺ نے چھوا یا جو آپ ﷺ کی نسبت سے مشہور ہوئی ان سب کی عظمت و توقیر کا معتقد ہونا۔

ونظرہ وانما حسابہ علی اللہ یوم القیمة حین حضرہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ (126)

چوالیسویں دلیل

فیہ ایضا وَرُوِيَ عَن صَفِيَّة بِنت نَجْدَة قَالَت كَان لأَبِي مَحْذُورَة قِصَّة فِي مُقَدَّم رَأسِه إِذَا قَعَد وَأَرسَلَهَا أَصَابَت الأَرض فَقِيل لَه أَلا تَحلِقُهَا فَقَال لَم أَكُن بِالَّذِي أَحلِقُهَا وَقَد مَسَّهَا رَسُول اللہ صَلَّى اللہ عَلَيه وَسَلَّم بِيَدِه انتھی۔ (127)

(یہی روایت بحوالہ کتب صحاح حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: اب النور ابن نور محمد) (128)

---

(126)…۔ میں کہتا ہوں جب رسول کریم ﷺ کے قدمین شریفین رکھنے کی وجہ سے زمین واجب التعظیم ہوگئی اور اس زمین کی تعظیم کرنا رسول کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا ہوا تو سرکار کریم ﷺ کے سراقدس اور داڑھی مبارک کے مقدس و معطر بال مبارک کیوں نہ حد درجہ کی تعظیم و توقیر کے حقدار ہوں گے حالانکہ موئے مبارک قدم مبارک اور زمین سے مقام و مرتبہ میں اعلیٰ ہیں پس جو کوئی موئے مبارک عظمت کا منکر ہے تحقیق وہ عظمت و قدر مصطفےٰ کا منکر ہے اور بداہت عقل و نظر کا مخالف ہے، اور اس کا حساب اللہ کریم ہی پر ہے جب قیامت کے دن اس قہار و جبار کے دربار میں پیش ہوگا، اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پلٹتے ہیں۔

(127)…۔ الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل وَمِن إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ۔۔ الخ، ج ۲، ص ۵۲

(128)…۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب کیف الاذان، ج ۱، ص ۱۳۶، حدیث: ۵۰۱

المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ذکر ابی محذورة الجمحی، ج ۳، ص ۵۸۹، حدیث: ۶۱۸۱

المعجم الکبیر، باب السین، من اسمہ سمرة، سمرة بن معیر ابو محذورة الجمحی موذن رسول اللہ۔۔۔ الخ، ج ۷، ص ۲۱۰، حدیث: ۶۷۴۲

عَن صَفِيَّةَ بِنتِ مَجْزَأَةَ، أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ، كَانَت لَهُ قُصَّةٌ فِي مُقَدَّمِ رَأْسِهِ إِذَا قَعَدَ أَرْسَلَهَا فَتَبْلُغُ الأَرْضَ فَقَالُوا لَهُ: أَلَا تَحْلِقُهَا؟ فَقَالَ: «إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَيْهَا بِيَدِهِ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَحْلِقَهَا حَتَّى أَمُوتَ» فَلَمْ يَحْلِقْهَا حَتَّى مَاتَ

اقول: فاذا کان الشیء الممسوس بیدہ ﷺ معظما ومکرما ومو قرا عند اصحابہ ﷺ فما بالنا لا نعظم شعر راسہ ولحیتہ ﷺ وقد مسہما رسول اللہ ﷺ بیدہ الشریفة مالا یعلمہ الا اللہ سبحانہ ونحن احوج فی تعظیمہ و تحصیل فیضانہ من الصحابة مع غناہم بشرف الصحبة والمجالسة والمکالمة والمشاہدة جمال وجہہ الکریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔ (129)

پینتالیسویں دلیل

وكانت قَلَنْسُوَة خَالِد بن الوَلِيد شَعَرَات من شَعَرِه صَلَّى اللہ عَلَيه وَسَلَّم فَسَقَطَت قَلَنْسُوتُه فِي بَعض حُرُوبِه فَشَدَّ عَلَيهَا شِدَّة أَنكَر عَلَيه أَصحَاب النَّبِيّ صَلَّى اللہ عَلَيه

حضرت صفیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر کی اگلی جانب بالوں کی ایک چٹیا تھی، آپ جب بیٹھ کر اسے کھولتے تو وہ زمین تک جا پہنچتے، لوگوں نے آپ سے پوچھا: آپ ان کو کٹواتے کیوں نہیں؟ تو فرمایا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے ہاتھ مبارک سے چھوا ہے، میں مرتے دم تک ان کو نہیں کٹواؤں گا، پس آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا مگر ان زلفوں کو نہ کٹوایا۔

(129)…۔ میں کہتا ہوں جب رسول کریم ﷺ کے دست اقدس سے چھو جانے والی چیز رسول کریم ﷺ کے صحابہ کے نزدیک اس قدر تعظیم و تکریم و توقیر کی حامل ہے تو ہمیں کیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے موئے مبارک کی تعظیم نہ کریں حالانکہ رسول کریم ﷺ نے اپنے مقدس ہاتھ سے انہیں اتنی بار چھوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کی تعداد جانتا ہے، اور ہم صحابہ کرام کی نسبت موئے مبارک کی تعظیم کرنے اور ان سے فیضان پانے کے زیادہ محتاج ہیں کیونکہ ان نفوس قدسیہ کا تو موئے مبارک سے فیضان لیے بغیر بھی گزارہ ممکن تھا کیونکہ وہ صحبت پانے، بارگاہ میں بیٹھنے، رسول کریم ﷺ سے کلام کرنے اور آپ ﷺ کے چہرہ انور کا جمال دیکھنے سے مشرف ہوتے رہتے تھے۔

وَسَلَّم كَثْرَةَ من قُتِلَ فِيهَا فَقَال لَم أَفْعَلهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ بَل لِمَا تَضَمَّنَتْه من شَعْرِه ﷺ لِئَلَّا أُسْلَبَ بَرَكَتَهَا وَتَقَع فِي أَيْدِي المشركين كذافی الشفاء۔[130]

چھیالیسویں دلیل

رُؤِي ابن عُمَر وَاضِعًا يَدَه عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيِّ ﷺ من المنبر ثم وَضَعَهَا عَلَى وَجْهِه۔[131] ------------ وتقرير المدعي مامضیٰ۔[132]

سینتالیسویں دلیل

---

(130)... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل وَمِن إعْظَامِه وَإكْبَارِه۔۔الخ، ج۲، ص۵٦

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور نبی رحمت ﷺ کے چند موئے مبارک رکھے ہوئے تھے، ایک جنگ میں میدان کارزار میں ان کی یہ ٹوپی سر سے گر گئی تو انہوں نے شدت کے ساتھ جنگ کی، اس جنگ میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے، اس پر بہت سے صحابہ کرام نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے یہ جنگ محض ٹوپی حاصل کرنے کے لیے شدت کے ساتھ نہیں لڑی بلکہ ان موئے مبارک کے لیے لڑی ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے اور میں نے اس کی حفاظت کے لیے یہ شدت اختیار کی ہے تاکہ وہ مشرکین کے ہوتھوں میں پڑ کر ضائع نہ ہو جائیں اور مجھ سے یہ تبرک جاتا رہے۔

(131)... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل وَمِن إعْظَامِه وَإكْبَارِه۔۔الخ، ج۲، ص۵۷

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ وہ رسول کریم ﷺ کی نشستگاہ پر اپنے ہاتھ پھیرتے اور پھر ان کو اپنے چہرے پر ملتے۔

(132)... ۔یعنی اگر رسول کریم ﷺ کے تشریف فرما ہونے کی جگہ و منبر اقدس باعث برکت ہو سکتا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر عالم وفقیہ صحابی اس سے برکت حاصل کریں تو کیا ہر دم سر اقدس و چہرہ انور سے فیض پانے والے موئے مبارک باعث برکت و قابل تعظیم نہ ہوں گے۔

كَان مَالِكٌ رَحِمَه الله لَا يَرْكَبُ بِالْمَدِينَةِ دَابَّةً وَكَان يَقُول أَسْتَحْيِي مِن الله أَن أَطَأَ تُرْبَةً فِيهَا رَسُول الله ﷺ بِحَافِرِ دَابَّة، وَرُوِي عَنْه أَنَّه وَهَبَ لِلشَّافِعِيّ كُرَاعًا كَثِيرًا كَان عِنْدَه فَقَال الشَّافِعِيّ أَمْسِك مِنْهَا دَابَّةً فَأَجَابَه بِمِثْل هَذَا الْجَوَاب: الشفاء۔[133]

اڑتالیسویں دلیل

وَقَد أَفْتَى مَالِكٌ فِيمَن قَال تُرْبَةُ الْمَدِينَة رَدِيَّةٌ يُضْرَب ثَلَاثِين دِرَّةً وَأَمَر بحسبه وَكَان لَه قَدْرٌ، وَقَال مَا أَحْوَجَه إِلَى ضَرْب عُنُقِه: تُرْبَةٌ دُفِن فِيهَا النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم يَزْعُم أَنَّهَا غَيْر طَيِّبَة كذافی الشفاء۔[134]

اقول: فاذا كانت تربة المدنية باسرها بهذه المثابة من العظمة والتوقير فو الله لشعر رأسه ولحيته ﷺ اولی بالتعظيم واحریٰ بالتكريم من التراب كما لا يخفیٰ علےٰ احد من اولی الالباب۔[135]

---

(133)... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل وَمِن إعْظَامِه وَإكْبَارِه۔۔الخ، ج۲، ص۵۷

ترجمہ دلیل چھیالیس 46 کے حاشیہ ------ کے تحت گزر چکا۔

(134)... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل وَمِن إعْظَامِه وَإكْبَارِه۔۔الخ، ج۲، ص۵۷

ایک شخص نے مدینہ شریف کی مقدس مٹی کو ردی کہہ دیا تو حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی دیا کہ اسے تیس کوڑے مارے جائیں اور قید میں ڈال دیا جائے حالانکہ وہ شخص عزت والا آدمی تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ شخص تو گردن مادیے جانے کے قابل تھا کہ جس زمین میں رسول کریم ﷺ آرام فرما ہیں یہ اسے پاک گمان نہیں کرتا۔

انچاسویں دلیل

فیہ ایضا: و وَجَدِیر لِمواطِن عُمرت بالْوَحْيِ وَالتَّنْزِيل وَاشْتَمَلت تُرْبَتُهَا عَلَى جَسَد سید البشر وَأَوَّل أَرْض مَسّ جِلْد الْمُصْطَفى تُرَابهَا أن نعظم عَرَصَاتُهَا وَتُتَنَسَّم نَفَحَاتُهَا وَتُقبَّل رُبُوعُهَا وَجُدْرَاتُهَا انتهى۔ (136)

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عبارت ملتقط نقل فرمائی ہے مکمل عبارت مع ترجمہ و تخریج حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں: ابوالنور) (137)

---

(135)...۔میں کہتا ہوں کہ جب پورے مدینہ شریف کی خاک مبارک کا عظمت وتوقیر میں یہ مقام ہے تو اللہ رب العزت کی قسم! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور داڑھی شریف کے بال مبارک کی تعظیم کرنا اس سے کہیں زیادہ اولی ہے اور خاک مبارک سے کہیں زیادہ تکریم کے حقدار ہیں، جیسا کہ کسی اہل عقل پر یہ مخفی نہیں۔

(136)...۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل وَمِن إعْظَامِه وَإكْبَارِه۔۔الخ، ج۲، ص۵۸

(137)...۔وَجَدِير لِمواطِن عُمرت بالْوَحْيِ وَالتَنْزِيل وَتَرَدَّد بِهَا جِبرِيل ومِيكَائِيل وَعَرَجت مِنْهَا الْمَلَائِكَة وَالرُّوح وَضَجَّت عَرَصَاتُهَا بالتَّقْدِيس وَالتَّسْبِيح وَاشْتَمَلَت تُرْبَتُهَا عَلَى جَسَد سيد البشر وَانْتَشَر عَنْهَا من دِين الله وَسنَّة رَسُولِه مَا انْتَشَر مَدَارِس آيَات وَمَسَاجِد وَصَلَوات وَمَشَاهِد الْفَضَائِل وَالْخَيْرَات وَمَعَاهِد الْبَرَاهِين وَالْمُعْجِزَات وَمَنَاسِک الدِّين وَمَشَاعِر الْمُسْلِمِين وَمَوَاقِف سَيِّد الْمُرسَلِين وَمُتَبَوَّأ خَاتَم النَّبِيِّين حَيْث انْفَجَرَت النُّبُوَّة وَأَيْن فَاض عُبَابُهَا وَمَوَاطِن طُوِيَت فِيهَا الرِّسَالَة وَأَوَّل أَرْض مَسّ جِ الْمُصْطَفى تُرَابهَا أن نعظم عَرَصَاتُهَا وَتُتَنَسَّم نَفَحَاتُهَا وَتُقَبَّل رُبُوعُهَا وَجُدْرَاتُهَا

ان مقامات مقدسہ کی بھی تعظیم لازم ہے جہاں وحی، قرآنی آیات، جبریل ومیکائیل وغیرہ اترے ہیں اور وہاں سے فرشتے اور روح چڑھتے ہیں اور وہ میدان جہاں تسبیح وتقدیس کی آوازیں گونجا کرتی تھیں اور وہ سرزمین مقدس جہاں حضور سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر ہے اور وہاں سے دین اسلام اور سنت رسول انام کی تبلیغ واشاعت ہوئی اور وہ نشانیاں اور مسجدیں جہاں درس دیا جاتا رہا اور نمازیں پڑھی گئیں فضائل وبرکات اور معاہدۂ براہین ومعجزات اور دینی احکام ومسائل، مسلمانوں کے لیے شعائر اسلام، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام پذیر ہونے کے مقامات، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ منازل وجائے سکونت جہاں سے نبوت کے چشمے جاری ہوئے اور بکثرت فیضان رسالت

جہان میں پھیلے اور وہ مکانات جہاں رسالت کے فیوض وبرکات شامل ہیں اور وہ زمین مقدس جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مقدس سے چھو کر سرفراز ہوئی ان تمام میدانوں کی تعظیم وتوقیر کی جائے وہاں کی خوشبوؤں کی ہوا لی جائے، ان کے مکانوں، دیواروں کو چوما جائے۔

يَا دَار خَيْر الْمُرْسَلِين وَمَن بِه ... هُدَى الْأَنَام وَخُصّ بِالْآيَات

عِنْدِي لِأَجْلِك لَوْعَة وَصَبَابَة ... وَتَشَوُّق مُتَوَقِّد الْجَمَرَات

وَعَلَيّ عَهْد إن مَلَأْت مَحَاجِرِي ... من تِلْكُم الْجُدْرَات وَالْعَرَصَات

لَأُعَفِّرَنّ مَصُون شَيْبِي بَيْنَهَا ... من كَثْرَة التَّقْبِيل وَالرَّشَفَات

لَوْلَا الْعَوَادِي وَالْأَعَادِي زُرْتُهَا ... أَبَدًا وَلَو سَحْبًا على الْوَجَنَات

لكِن سَأُهْدِي من حَفِيل تَحِيَّتِي ... لقطين تلك الدَّار وَالْحُجُرَات

أَزْكَى مِن الْمِسْك الْمُفَتَّق نَفْحَة ... تَغْشَاه بِالْآصَال وَالْبُكُرَات

وَتَخُصُّه بِزَوَاكِي الصَّلَوَات ... وَنَوَامِي التَّسْلِيم والبركات

اے سید المرسلین کے کاشانۂ اقدس اور ہر وہ چیز جو ان سے منسوب ہے جن سے لوگوں نے ہدایت پائی اور وہ معجزات کے ساتھ مخصوص ہیں۔۔۔میرے پاس تمہارے لیے سوزش عشق اور ایسا شوق ہے جس سے چنگاریاں روشن ہیں۔۔۔قسم بخدا میں اپنی آنکھوں کو تمہارے ان دیواروں اور میدانوں سے بھر لوں گا۔۔۔میں ان مقامات کو کثرت سے بوسہ دے کر اور لپٹ کر اپنی سیاہ داڑھی کو گرد آلود کرلوں گا۔۔۔اگر مجھے موانع اور میرے دشمن نہ ہوتے تو میں ہمیشہ ان کی زیارت کرتا اگرچہ میرے رخسار گرد آلود ہو جائیں۔۔۔لیکن میں بہت ج ان گھروں اور کمروں کے رہنے والوں پر صلوۃ وسلام کے بکثرت تحفے پیش کروں گا۔۔۔جو مشک سے زیادہ خوشبو کی لپٹیں مارتی ہوں گی، جسے صبح وشام ڈھانک لیں گی۔۔۔ان کو پاکیزہ درود اور زیادتی سلام وبرکات سے مخصوص کرتی ہیں

فاذاکان التراب والعرصات والربوع والجدران جدیرا بالتعظیم لکونه منسوبا الیه ﷺ فشعره ﷺ اجدر بالتکریم وکل ذلک اظهر لمن له قلب سیلم وفهم مستیقم لاینکره الامن له سقیم وطبع سقیم۔[138]

پچاسویں دلیل

صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنًى، فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ»[139]

اس حدیث سے صراحۃً اور نصاً عطا فرمانا موئے مبارک کا صحابہ کرام کو ثابت اور محقق ہے اور دلیل واضح ہے موئے مبارک کے تبرک ہونے اور تقسیم کی اور اس کے ساتھ تبرک حاصل کرنے اور اس کو تبرک سمجھنے اور بطور تبرک اس کو اپنے پاس رکھنے اور اس کو لوگوں میں شائع کرنے کی۔

---

(138)...۔پس جب نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے خاک پاک، میدان، سبزہ گاہیں اور دیواریں تعظیم کے لائق ہیں تو سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک تو کہیں زیادہ تکریم کے لائق ہیں قلب سلیم رکھنے والے پر یہ خوب ظاہر ہے اور فہم مستقیم یعنی صحیح سوچ ان برکات اور تبرکات کی تعظیم کی منکر نہیں، ہاں البتہ اگر کسی طبیعت اور سوچ میں بخار یعنی خرابی پائی جائے۔۔۔۔۔۔ تو اس کا علاج نہیں۔

(139)...۔صحیح مسلم، کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر۔۔ الخ، ص۶۷۸، حدیث: ۱۳۰۵

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ منی میں تشریف لائے، پس آپ ﷺ جمرۃ کے پاس آئے اور رمی فرمائی پھر منی میں اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے اور قربانی فرمائی پھر حجام سے حلق کرنے کا فرمایا اور اپنی داہنی جانب اشارہ فرمایا پھر بائیں جانب سے حلق کرنے کا اشارہ فرمایا اور پھر وہ موئے مبارک لوگوں میں تقسیم فرمانا شروع کردے۔

کماسیأتی التصریح بذلک من شارحہ الامام النووی ان شاء اللہ۔[140]

اور اسی طرح وہ احادیث جو آئندہ ہم نقل کریں گے۔ اسی مضمون کے مصرح ہیں اور مضامین مذکورہ کی دلیل کامل۔

اکاونویں دلیل

نیز اسی صحیح مسلم میں ہے:

فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ، لِلْحَلَّاقِ «هَا» وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ هَكَذَا، فَقَسَمَ شَعَرَهُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ، قَالَ: ثُمَّ أَشَارَ إِلَى الْحَلَّاقِ وَإِلَى الْجَانِبِ الْأَيْسَرِ، فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أُمَّ سُلَيْمٍ۔[141]

باونویں دلیل

اسی میں ہے:

وَأَمَّا فِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ: فَبَدَأَ بِالشِّقِّ الْأَيْمَنِ، فَوَزَّعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ، ثُمَّ قَالَ: بِالْأَيْسَرِ فَصَنَعَ بِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: «هَاهُنَا» أَبُو طَلْحَةَ؟ فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ۔[142]

---

(140)...۔جیسا کہ ان شاء اللہ شارح مسلم امام نووی کے حوالے سے اس کی تصریح آئے گی۔

(141)...۔صحیح مسلم، کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر۔۔ الخ، ص۶۷۸، حدیث: ۱۳۰۵

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حجام سے فرمایا اور آپ ﷺ نے ہاتھ کے ساتھ دائیں جانب کی طرف سے شروع کرنے کا اشارہ فرمایا اور آپ ﷺ نے ان بالوں کو جو کہ آپ ﷺ کے قریب تھے ان میں تقسیم فرمایا آپ ﷺ نے پھر حجام کو بائیں جانب کی طرف اشارہ فرمایا تو اس نے وہ مونڈے تو آپ ﷺ نے وہ بال حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو عطاء فرمائے۔

ترپنویں دلیل

نیز اسی میں ہے:

ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْبُدْنِ فَنَحَرَهَا وَالْحَجَّامُ جَالِسٌ، وَقَالَ: بِيَدِهِ عَنْ رَأْسِهِ، فَحَلَقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَقَسَمَهُ فِي مَنْ يَلِيهِ "، ثُمَّ قَالَ: «احْلِقِ الشِّقَّ الْآخَرَ» فَقَالَ: «أَيْنَ أَبُو طَلْحَةَ؟ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔(143)

چونویں دلیل

اسی مسلم میں ہے: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ، ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ»، فَقَالَ: «احْلِقْ فَحَلَقَهُ، فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ»، فَقَالَ: «اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ»۔(144)

---

(142)...۔صحیح مسلم، کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر۔۔الخ، ص۶۷۸، حدیث:۱۳۰۵

اور ابو کریب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دائیں طرف سے شروع فرمایا اور ایک ایک اور دو دو بال لوگوں کے درمیان تقسیم فرمائے پھر آپ ﷺ نے بائیں طرف سے بھی اسی طرح کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہاں ابو طلحہ ہیں تو وہ بال ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو عطاء فرمادیئے۔

(143)...۔صحیح مسلم، کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر۔۔الخ، ص۶۷۸، حدیث:۱۳۰۵

پھر آپ ﷺ اونٹوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو قربان کیا اور حجام بیٹھے تھے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کے بارے میں فرمایا تو اس نے دائیں طرف سے بال مونڈ دیئے تو آپ ﷺ نے ان بالوں کو جو آپ ﷺ کے قریب تھے ان میں تقسیم فرمادیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوسری طرف سے مونڈ دے اور فرمایا کہ ابو طلحہ کہاں ہے تو آپ ﷺ نے یہ بال ان کو عطا فرمادیئے۔

(144)...۔صحیح مسلم، کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر۔۔الخ، ص۶۷۸، حدیث:۱۳۰۵

اس حدیث میں جو لفظ (دعا) اور (اقسمہ) ہے اس سے اہتمام شان تقسیم موئے مبارک کا خوب ظاہر ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کو عطا فرمایا اور تقسیم کا صراحۃً نصاً امر فرمایا۔

پچپنویں دلیل

امام نووی شرح صحیح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں: هَذَا الْحَدِيثُ فِيهِ فوائد كَثِيرَةٌ ...... الي ان قال ...... ومنها التبرك بشعره صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَوَازُ اقْتِنَائِهِ لِلتَّبَرُّكِ ومنها مواساة الامام والكبير بين أَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ فِيمَا يُفَرِّقُهُ عَلَيْهِمْ مِنْ عَطَاءٍ وَهَدِيَّةٍ انتهى۔(145)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور قربانی ذبح کرلی تو آپ ﷺ نے اپنی دائیں جانب حجام کے سامنے کی تو اس نے وہ مونڈ دی پھر آپ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ انصاری کو بلوایا اور انہیں یہ بال عطا فرمائے پھر آپ ﷺ نے اپنی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور اسے فرمایا کہ اسے مونڈ دے تو اس نے مونڈ دیئے تو آپ ﷺ نے یہ بال حضرت ابو طلحہ کو دے کر فرمایا کہ ان کو لوگوں کے درمیان تقسیم کردو۔

(145)...۔شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الحج، باب بیان ان السنۃ یوم النحر۔۔الخ، ج۹، ص۵۴، تحت الحدیث:۱۳۰۵

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بہت سارے فوائد حاصل ہوتے (یعنی مسائل ثابت ہوتے) ہیں۔۔۔فوائد کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا۔۔ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ سرکار دو جہاں ﷺ کے موئے مبارک سے تبرک حاصل کرنا اور بطور تبرک اس کو جمع و محفوظ کرنا جائز ہے اور ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ پیشوا اور بڑے کو اپنے اصحاب اور پیروکاروں کے ساتھ مواساۃ یعنی برابر و غمخواری کرنی چاہیے اور انہیں ہدیہ اور عطاؤں سے نوازنا چاہئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ تقسیم موئے مبارک کی حضور اکرم ﷺ سے اور امر فرمانا حضور ﷺ کا اس کی تقسیم کے لئے درمیان اصحاب کے تاینکہ ایک ایک دو دو تار ہر ایک کے حصہ میں آئے بوجہ تبرک واظہار تبرک موئے مبارک کے تھا ۔اور بسبب کمال غمخواری حضور کے صحابہ کے حال پر جو عاشق زار تھے حضور ﷺ کے اور واسطے حفظ اور ذخیرہ بنانے اور جمع کرنے اور تبرکا رکھنے کے واسطے تھا تا کہ قرون آتیہ کے مشتاقین کی تسلی و تشفی کا باعث ہو اور تا کہ اس کی زیارت سے غائبین ہمیشہ کے لئے مستفیض ہوتے رہیں اور تا کہ ہر ملک میں یہ تبرک آپ کا پہنچ جائے اور قیامت تک اس کی برکات بے حد سے ہر قریب وبعید کے محبین برکت حاصل کریں۔

چھپنویں دلیل

صحیح مسلم کتاب الفضائل میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ، فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا جَاءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ، فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا» (146)

(146)...۔صحیح مسلم ، کتاب الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس و تبرکھم بہ، ص۱۲۷۰، حدیث: ۲۳۲۴

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو مدینہ منورہ کے خادم یا بچے اپنے برتنوں میں پانی لے کر آتے پھر جو برتن آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تو آپ ﷺ اس

ایضاً...عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَقَدْ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ» (147)

شرح حدیث

امام نووی اس پر لکھتے ہیں:

فِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ بَيَانُ بُرُوزِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ وَقُرْبِهِ مِنْهُمْ لِيَصِلَ أَهْلُ الْحُقُوقِ إِلَى حُقُوقِهِمْ وَيُرْشِدَ مُسْتَرْشِدَهُمْ لِيُشَاهِدُوا أَفْعَالَهُ وَحَرَكَاتِهِ فَيُقْتَدَى بِهَا وَهَكَذَا يَنْبَغِي لِوُلَاةِ الْأُمُورِ وَفِيهَا صَبْرُهُ ﷺ عَلَى الْمَشَقَّةِ فِي نَفْسِهِ لِمَصْلَحَةِ الْمُسْلِمِينَ وَإِجَابَتُهُ مَنْ سَأَلَهُ حَاجَةً أَوْ تَبْرِيكًا بِمَسِّ يَدِهِ وَإِدْخَالِهَا فِي الْمَاءِ كَمَا ذَكَرُوا وَفِيهِ التَّبَرُّكُ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ وَبَيَانُ مَا كَانَتِ الصَّحَابَةُ عَلَيْهِ مِنَ التَّبَرُّكِ بِآثَارِهِ ﷺ وَتَبَرُّكِهِمْ بِإِدْخَالِ يَدِهِ الْكَرِيمَةِ فِي الْآنِيَةِ وَتَبَرُّكِهِمْ بِشَعْرِهِ الْكَرِيمِ وَإِكْرَامِهِمْ إِيَّاهُ أَنْ يَقَعَ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ سَبَقَ إِلَيْهِ انتھی۔ (148)

برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے اور اکثر اوقات سخت سردی کے موسم میں بھی یہ اتفاقات پیش آجاتے تو پھر بھی آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے۔

(147)...۔صحیح مسلم ، کتاب الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس و تبرکھم بہ، ص۱۲۷۰، حدیث: ۲۳۲۵

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام سرکار دو عالم ﷺ کی حجامت کر رہا تھا اور صحابہ کرام دیوانہ وار گرد سرکار گھوم رہے تھے اور ہر کوئی چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کا موئے مبارک کسی نہ کسی کے ہاتھ میں تشریف لائے (زمین پر نہ گرے)

(148)...۔شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس و تبرکھم بہ، ج۱۵، ص۸۲، تحت الحدیث: ۲۳۲۶

ستاونویں دلیل

صحیح مسلم باب طیب عرقہ ﷺ والتبرک بہ میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا، وَلَيْسَتْ فِيهِ، قَالَ: فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا، فَأُتِيَتْ فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي بَيْتِكِ، عَلَى فِرَاشِكِ، قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ، وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ، عَلَى الْفِرَاشِ، فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذَلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا، فَفَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَا تَصْنَعِينَ؟ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ» فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا، قَالَ: «أَصَبْتِ» (149)

ان احادیث کریمہ میں لوگوں کے لیے سرکار کریم ﷺ کے اخلاق کریمہ وکشادگی اور قرب کا بیان ہے تاکہ اہل حقوق اپنے حق پاسکیں اور ہدایت کے طلبگار کو ہدایت دیں تاکہ وہ آپ ﷺ کے افعال وحرکات کا مشاہدہ کرلیں اور آپ ﷺ کی پیروی کریں، حکمرانوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے، اور اس میں لوگوں کے ہجوم سے مشقت پیش آنے پر مسلمانوں کی مصلحت کے پیش نظر آپ ﷺ کے صبر کرنے کا بھی بیان ہے، اور جو کوئی آپ ﷺ سے حاجب طلب کرتا اس کی حاجت روائی کرنے کا بھی بیان ہے، اور جو کوئی آپ ﷺ کے مس یدیا پانی میں برکت کے لیے ہاتھ داخل کرنے کا متمنی ہوتا اس کی تمنا بھی پوری فرماتے، اور اس میں صالحین کی اشیاء سے تبرک حاصل کرنے کی بھی دلیل ہے، اور یہ بھی بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح آپ ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کرتے تھے اور برکت حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک پانی کے برتن میں ڈالنے کی تمنا کرتے اور آپ ﷺ کے موئے مبارک سے تبرک پکڑتے اور ان کی تکریم وعزت کرتے اور یہی کوشش کرتے کہ کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی میں گرے۔

(149)... ـصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی ﷺ، ص ۱۲۷۲، حدیث: ۲۳۳۱

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بستر پر سو جاتے اور ام سلیم وہاں نہ ہوتیں۔ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بستر پر سو گئے ام سلیم آئیں تو ان سے لوگوں نے کہا نبی اکریم ﷺ

اقول: اس حدیث سے عرق مبارک کا مبارک اور تبرک ہونا اور اسے تبرک جاننے والے کو اور اس کے ساتھ برکت کے طالب کو مصیب کہنا حضور اکرم ﷺ سے صاف ثابت ہے اور اس میں شک نہیں کہ موئے مبارک کا مرتبہ نفس تبرک ہونے میں بہ نسبت عرق اطہر کے بدرجہا بڑھ کر ہے۔

كما لا يخفى على من له ادنى مسكة بالفهم۔ (150)

پس موئے مبارک کو تبرک جاننے والے اور اس کے ساتھ برکت حاصل کرنے والے اور اس کی زیارت سے حصول برکت کے امیدوار بے شبہ مصیب اور رحمت الٰہی کے امیدوار اور اس پر طعن وشبہ کرنے والے قطعاً خطاوار یقیناً گناہگار بلکہ یہ انکار بوجہ لزوم استخفاف شان حضرت ختم رسالت ﷺ بالضرور موجب پھٹکار۔

اٹھاونویں دلیل

ابوداؤد میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ بِمِنًى فَدَعَا بِذِبْحٍ، فَذُبِحَ، ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ، فَأَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فَحَلَقَهُ

آپ کے گھر میں آپ کے بستر پر سو رہے ہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اندر آئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کو پسینہ آرہا ہے اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک چمڑے کے بستر پر جمع ہو رہا ہے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک ڈبہ کھولا اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں تو نبی ﷺ اچانک جاگ گئے اور فرمانے لگے اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے بچوں کے لئے اس پسینے سے برکت کی امید رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تو ٹھیک کر رہی ہے۔

(150)... ـجیسا کہ عقل وفہم سے ادنی سا واسطہ وتعلق رکھنے والے پر بھی یہ مخفی نہیں۔

فَجَعَلَ يَقْسِمُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ الشَّعْرَةَ وَالشَّعْرَتَيْنِ، ثُمَّ أَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْسَرِ فَحَلَقَهُ، ثُمَّ قَالَ: «هَاهُنَا أَبُو طَلْحَةَ» فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ۔ (151)

ترجمہ مختصر: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی کے دن رمی جمار کر کے اپنی ٹھہرنے کی جگہ پر تشریف لائے جو منیٰ میں تھی اور قربانی کرنے کے بعد نائی کو بلوایا اور اپنے سر مبارک کی سیدھی جانب اس کو دی اور اس نے اس کو مونڈا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے تقسیم کرنے لگے درمیان ان صحابیوں کے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور متصل تھے ایک ایک دو دو موئے مبارک۔ پھر الٹی جانب سر مبارک کی منڈوائی اور فرمایا یہاں ابو طلحہ ہیں؟ سو ابو طلحہ کو وہ موئے مبارک عطا فرمایا۔

اقول: اس حدیث سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود تقسیم کرنا موئے مبارک کو ثابت ہے اور منشاء اس تقسیم کا درمیان صحابہ کے نہ تھا مگر یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانی ان کے پاس رہے اور اس سے ان کو برکت حاصل ہوتی رہے اور ان کے ذریعے سے اور لوگوں کو جو دور دراز کے رہنے والے اور غائب ہیں اس کے برکات پہنچیں اور وہ اس مستفیض ہوں۔

---

(151)۔۔۔سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب الحلق والتقصیر، ج ۲، ص ۲۰۳، حدیث: ۱۹۸۱

فالمعترض علی متخذی شعرہ المبارک مبارکا وتبرکا فی الحقیقیۃ معترض علی صاحب الشرع ولایخفی مافیہ من الشناعۃ والقباحۃ بل البغض والعداوۃ اعاذنا اللہ وسائر المسلمین من امثال ھذہ الجسارۃ الموجبۃ لسلب الایمان عند اھل الایقان۔ (152)

انسٹھویں دلیل

مشکوۃ میں ہے:

وَعَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنًى فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ نُسُكَهُ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ «احْلِقْ» فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ طَلْحَةَ فَقَالَ: «اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ» متفق علیہ۔ (153)

اقول: اس روایت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امر فرمانا حضرت ابو طلحہ انصاری کو تقسیم موئے مبارک کے لئے ثابت ہے اور منشاء اس امر کا بھی وہی ہے جو مذکور ہوا یعنی مستفیض ہونا صحابہ وغیرہم کا حضور کی نشانی اور موئے کے تبرک سے بہر حال خواہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود تقسیم فرمایا صحابہ میں یا امر فرمایا تقسیم موئے مبارک کے

---

(152)۔۔۔پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کو باعث برکت جاننے والے اور تبرکا حاصل کرنے والے پر اعتراض کرنے والا حقیقت میں خود صاحب شریعت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کرنے والا ہے۔ اور اس میں جو برائی وقباحت بلکہ جو بغض وعداوت ودشمنی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، اللہ کریم ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ایسی ایمان سلب کیے جانے کا سبب بننے والی جسارت سے محفوظ رکھے۔

(153)۔۔۔مشکوۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب الحلق، الفصل الاول، ج ۳، ص ۷۴، حدیث: ۲۶۵۰
حدیث کا ترجمہ دلیل چون 54 کے تحت حاشیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ملاحظہ فرمائیں

ساتھ، دونوں صورتوں میں موئے مبارک کا تبرک ہونا اور اس تبرک سے خلق کو فیض پہنچانا ثابت و مبرہن ہے۔

دلیل ساٹھویں

مکہ شریف اور مدینہ شریف کے نقشے کاغذ پر کھنچے ہوئے کی عظمت اور گھروں میں اس کے رکھنے سے برکت متفق علیہ جمہور علمائے اعلام بلکہ کافہ اہلِ اسلام ہے پھر موئے مبارک کی عظمت و برکت جو خدائی نقشہ ہے[154] کیا اس کاغذی نقشہ منقوشہ مخلوق سے بھی کم ہوگی۔[155]

ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

دلیل اکسٹھویں

مزار اقدس اور روضۂ مقدسہ کی تصویریں کتبِ احادیث و سیر وغیرہا میں صدہا برس سے بنتی چلی آرہی ہیں۔ بلکہ زمانہ مشہود لھا بالخیر[156] اعنی تابعین واتباع

---

(154)... یعنی اللہ رب العزت کے پیدا کردہ ہیں

(155)... یعنی جمہور مسلمین کا معمول ہے کہ مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کی تصاویر اور خانہ کعبہ و مسجد نبوی شریف اور گنبد خضری کی تصاویر کو مہنگے مہنگے فریم بنوا کر گھروں میں لٹکاتے ہیں اور اسے باعث برکت جانتے ہیں، تو کیا جو مقدس موئے مبارک خود رب کریم نے پیدا فرمائے وہ انسانوں کے بنائے ہوئے نقشوں سے کم مقام و برکت رکھتے ہیں؟

(156)... صحیح بخاری، کتاب الشہادات، باب لا یشہد علی شہادۃ۔۔الخ، ص ۶۴۴، حدیث: ۲۶۵۲

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

تابعین سے لے کر قرناً بعد قرنٍ آج تک بنائی جارہی ہیں تو کیا کوئی فریادی بیداری کہہ سکتا ہے کہ کہ کاغذی پیرہن پیکرِ تصویرِ مزار روشن و روضۂ رشک گلشن کا مرتبہ موئے مبارک حضرت ختم مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھا چڑھا ہے۔ تبرک اور تعظیم کے باب میں حاشا و کلا[157] اور اگر عقل وانصاف کا خون کر کے یہی تصویر کشی ذہن وہمی میں متصور ہو[158] تو اسکے مجنون ہونے میں کسی عاقل کو تردد نہ ہوگا۔

دلیل باسٹھویں

اس سے بڑھ کر اور سنئے اور اپنا سر دھنئے مکہ شریف اور مدینہ منیف اور مزار انور اور روضۂ منور تو بڑی چیزیں ہیں۔ ان کی تصاویر اور نقشے اگر متبرک اور معظم و مکرم مان لئے گئے تو چنداں محلّ تعجب اور مقام استعجاب اولی الالباب[159] نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعل بے بہا لعل بہا کی تصویر و تمثال وہ معظم و مکرم ہیں کہ مذاہب اربعہ کے علمائے دین واساطین شرع مبین ان کو آنکھوں سے لگاتے ہیں تبرکاً و

یعنی حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے: ابوالنور

(157)... ہرگز نہیں، خدا کی پناہ

(158)... یعنی اگر وہم کا شکار ذہن، کعبہ و روضہ اقدس کی تصاویر کو تو اہمیت دے، مگر موئے مبارک کو نہ دے تو اس کے مجنون ہونے میں کسی عقل مند کو شک نہیں۔

(159)... یعنی اہل عقل و دانش کے نزدیک کعبہ مبارکہ اور روضہ مقدسہ کی تصاویر کو باعث تبرک جاننا کوئی حیرانگی اور تعجب کی بات نہیں ہے، بلکہ یہ تو عین عقل و عشق کے قرین ہے۔

تعشقاً(160) اس کو چومتے ہیں اور بناتے ہیں اور اس کے بنانے اور پاس رکھنے کی ترغیب دلاتے ہیں اور اس کے برکات اور موجب تسلی و تشفی قلوب عشاق ہونے کی تصریح فرماتے ہیں۔

فاعتبروایااولی الابصار واحترقواایھا الاشرار علی رؤسکم نعال الابرار واجل الاخیار۔(161)

دلیل تریسٹھویں

(۱)امام عثیم بن نسطاس تابعی مدنی نے اور (۲) محدث جلیل القدر ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء و (۳) ابو الفرج ابن جوزی حنبلی، (۴) علامہ تاج الدین فاکہانی صاحب فجر منیر، (۵) امام ابن عساکر، (۶) علامہ سید سمہودی شافعی صاحب کتاب الوفاو خلاصۃ الوفا، (۷) عارف باللہ محمد سلیمان جزولی صاحب دلائل و (۸) حافظ محقق ابن حجر مکی شافعی صاحب جوہر منظم، (۹) علامہ حسین بن محمد صاحب الخمیس فی احوال النفس النفیس ﷺ، (۱۰) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شارح مواہب، (۱۱) شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب، (۱۲) علامہ محمد بن عمر حافظ رومی صاحب خلاصۃ الاخبار ترجمہ خلاصۃ الوفاء وغیر ہم نے قبور مقدسہ حضرت خاتم ﷺ و صدیق اکبر و فاروق اعظم صلی اللہ علیہ و علیہما وسلم(162) کے نقشے بنائے، ان کو معظم و مکرم سمجھے اور سمجھائے زیارت و تقبیل کی ہدایت فرمائی

---

(160)…۔تبرک سمجھتے ہوئے عشق و محبت کے ساتھ

(161)…۔اے اہل نظر عبرت پکڑو اور اے شریر و تم جلتے رہے، تمہارے سروں پر نیکوں کی جوتیاں اور پاؤں۔

(162)…۔وفاء الوفا باخبار دار المصطفٰے۔

اگر نہ دیکھا ہو تو اب دیکھو اور اگر دیکھے ہو تو ایمان لاؤ یا ان پر اعتراض بناؤ اور بے دین کہلاؤ۔ اختیار بدست مختار۔(163)

گربۂ مسکین اگر پرداشتے	تخم کنجشکاند جہاں ردشتے
ویں دو شاخ گاؤ گر خرداشتے	ہیچکس بے زدن نگہداشتے

(ان تمام کا خلاصہ علامہ زرقانی نے مواہب کی شرح میں ذکر کیا ہے)(164)

---

(163)…۔یعنی مندرجہ بالا علمائے کرام نے اپنی تصانیف میں سرکار دوعالم ﷺ اور شیخین کریمین کی قبور مبارکہ کے نقشے بنائے اور ان کو مقدس و متبرک جانا ہے، اب تمہارے اختیار میں ہے کہ مان کر ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاکر بے دین ہو جاؤ۔

(164)…۔(وروی ابوبکر الاجری) الحافظ الامام توفی فی محرم سنة ست وثلثمائة (فی کتاب صفة قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عن عثیم بن نسطاس المدنی) تابعی مقبول کما فی التقریب (قال رأیت قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی امارة عمر بن عبدالعزیز فرأیته مرتفعا نحوا من اربع اصابع ورأیت قبر ابی بکر وراء قبره ورأیت قبر عمر وراء قبر أبي بكر اسفل منه) ورواه ابو نعیم بزيادة وصوره لنا۔

امام حافظ ابوبکر آجری (متوفی محرم ۳۰۶ھ) نے حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کے بیان میں ارشاد فرمایا: عثیم بن نسطاس مدنی تابعی (جو مقبول رواۃ میں سے ہیں جیسا کہ التقریب میں ہے) سے روایت ہے فرمایا میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت میں آنحضرت ﷺ کی قبر اقدس کی زیارت کی، قبر اطہر زمین سے چار انگشت کے بقدر بلند تھی اور میں نے دیکھا کہ جناب صدیق اکبر کی قبر مبارک اس کے پیچھے تھی جبکہ حضرت عمر کی قبر مبارک حضرت صدیق اکبر کی قبر اطہر سے پیچھے اور اس سے نیچے تھی، محدث ابو نعیم نے کچھ اضافہ کرتے ہوئے روایت کیا ہے اور ہمارے لئے اس کی یہ تصویری صورت بیان فرمائی:

المصطفٰی

الصدیق

الفاروق

دلیل چونسٹھویں

مطالع میں شیخ علامہ محمد بن احمد بن علی فاسی قیصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

شرح الزرقانی علی المواہب اللدینۃ، المقصد العاشر، الفصل الاول، ج ۱۲، ص ۱۷۲

(وقد اختلف اهل السير وغيرهم فى صفة القبور المقدسة على سبع روايات اوردها) ابو اليمن (ابن عساكر فى) كتابه (تحفة الزائر) والصحيح منها روايتان احدهما ماتقدم عن القاسم والاخرى وبها جزم رزين وغيره وعليها الاكثر كما قال المصنف فى الفصل الثانى و قال النووى انها المشهورة والمسمهودى انها اشهر الروايات ان قبره صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم الى القبلة مقدما بجدارها ثم قبر ابى بكر حذاء منكبى النبى صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم وقبر عمر حذامنكبى ابى بكر رضى اللّٰه تعالٰى عنهما وهذا صفتها:

سیرت نگاروں نے قبور مقدسہ کی وضع یا ساخت میں جو اختلاف کیا ہے اس سلسلے میں سات روایات پائی جاتی ہیں، ابوالیمن ابن عساکر نے وہ روایات اپنی کتاب "تحفہ الزائر" میں بیان کی ہیں ان میں سے صرف دو روایات صحیح ہیں ایک ان میں سے وہ ہے جو ابوالقاسم کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔ اور دوسری روایت وہ جس پر محدث رزین وغیرہ نے اعتماد کیا ہے اور اسی پر اکثر اہل علم قائم ہیں جیسا کہ مصنف نے دوسری فصل میں فرمایا امام نووی کہتے ہیں کہ یہی مشہور ہے اور علامہ سمہودی نے فرمایا: زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر دیوار قبلہ سے متصل سب سے آگے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں کے بالمقابل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر ہے پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے شانوں (کندھوں) کے بالمقابل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر ہے۔ یہ ان قبور کی صورت ساخت ہے:

اول

مصطفےٰ

الصدیق

الفاروق

شرح الزرقانی علی المواہب اللدینۃ، المقصد العاشر، الفصل الاول، ج ۱۲، ص ۱۷۴

اعقب المؤلف رحمه اللّٰه تعالٰى ورضى عنه ترجمة الاسماء بترجمة صفة الروضة المباركة موافقا و تابعا للشيخ تاج الدين الفاكهانى فانه عقد فى كتابه الفجر المنير بابا فى صفة القبور المقدسة ومن فوائد ذلك ان يزور المثال من لم يتمكن من زيارة الروضة ويشاهده مشتاقا ويلثمه ويزور ويزداد فيه حبا وشوقا۔ [165]

ترجمہ: مولف رضی اللہ عنہ نے فصل اسماء طیبہ حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صفت روضہ مبارکہ کی فصل بڑھائی بہ تبعیت و موافقت امام تاج الدین فاکہانی کہ انہوں نے بھی اپنی کتاب فجر منیر میں قبور مقدسہ کی تصویر میں خاص ایک باب ذکر کیا اور اس میں بہت سے فائدے ہیں از انجملہ ایک ہے یہ کہ جس کو روضہ مقدسہ کی زیارت میسر نہ ہو وہ اس نقشہ پاک کی زیارت کرے۔ مشتاق اسے دیکھے اور بوسہ دے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور حضور کا شوق اس کے دل میں بڑھے۔

اقول: جب روضہ مبارک کا نقشہ کاغذ پر کھنچا ایسا معظم و مکرم اور مبارک و محترم ہے کہ اس کی زیارت کرنی چاہئے خصوصاً اس شخص کو جسے اصل روضہ مبارک کی زیارت نصیب نہ ہوئی ہو اور زیارت تصویر روضہ کی موجب ہے ازدیاد شوق و محبت مشتاق کی تو حضور کے جبۂ شریف یا قدم شریف یا موئے لطیف یا اور آثار منیفہ کیونکر قابل ہزار احترام اور لاکھ اکرام نہ ہوں۔ اور ان کی زیارت مشتاقوں کو کیوں کر موجب زیادت شوق و غرام نہ ہوں۔ جب نقشہ روضہ رشک روضہ رضوان لائق اہتمام واشاعت تمام ہو تو خود محبوب کے جز و اور خاص ملبوس اور اثر منور و قدوس کیوں نہ سزاوار کروڑ اہتمام اور احق بے شمار اشاعت بین الانام کے ہوں۔

---

(165)... مطالع المسرات المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ، فیصل آباد، ص ۱۴۴

دلیل پینسٹھویں

اسی مطالع علامہ فاسی قصری میں ہے:

قد کنت رأیت تالیفا لبعض المشارقة یقول فیه انه ینبغی لذاکر اسم الجلالة من المریدین ان یکتبه بالذهب فی ورقة ویجعله نصب عینه فاذا صور قاری هذا الکتاب الروضة صورة حسنة وخصوصا بالذهب فهو من معنیٰ ذلک۔ (166)

ترجمہ میں نے بعض علمائے مشرق کی کتاب میں دیکھا کہ وہ اس میں فرماتے ہیں جو مرید اسم پاک اللہ کا ذکر کرے تو اسے چاہئے کہ نام پاک اللہ ایک ورق میں سونے سے لکھ کر اپنے پیش نظر رکھے پس جب اس کتاب کا پڑھنے والا روضۂ مقدسہ کی خوبصورت تصویر خوشمار نگوں سے رنگے بلکہ آب زر سے بنائے تو وہ اسی قبیل سے ہے۔

دلیل چھیاسٹھویں

ایضا فیہ قد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار کیفیة التربیة بها انها اذا اکمل لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ فلیشخص بین عینیه ذاته الکریمة بشریة من نور فی ثیاب من نور یعنی لتنطبع صورته ﷺ فی روحانیته ویتألف معها تألفا یتمکن به من الاستفادة من اسراره والاقتباس من انواره ﷺ فان لم یرزق تشخص صورته فیری کانه جالس عند قبره المبارک یشیر الیه متی ذکره فان القلب متی ماشغله شیئ امتنع من قبول غیره فی الوقت (الی کلامه) فیحتاج الی تصویر الروضة

(166)... مطالع المسرات المکتبة النوریة الرضویة فیصل آباد ص ۱۴۵

المشرفة والقبور المقدسة لیعرف صورتها ویشخصها بین عینیه من لم یرفعها من المصلین علیه فیه ذا الکتاب وهم عامة الناس وجمهورهم۔ (167)

ترجمہ: بعضے اولیائے کرام جنہوں نے ذکر و شغل سے تربیت مریدین کی کیفیت ارشاد کی بیان فرماتے ہیں کہ جب ذاکر لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ سے کامل کرلے تو چاہئے کہ حضور اقدس ﷺ کا تصور اپنے پیش نظر جمائے بشری صورت نور کی طلعت نور کے لباس میں تاکہ حضور اقدس ﷺ کی صورت کریمہ اس کے آئینہ دل میں جم جائے. اور اس سے وہ الفت پیدا ہو جس کے سبب اس کے حضور کے اسرار سے فائدے لے۔ حضور کے انوار کے پھول چنے اور جسے یہ تصویر میسر نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار جب ذکر میں نام پاک آئے، تصور میں مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا جائے کہ دل جب ایک چیز میں مشغول ہو جاتا ہے پھر اس وقت دوسری چیز قبول نہیں کرتا تو اب روضۂ مطہرہ اور قبور معطرہ کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں نے ان کی زیارت نہ کی اور اکثر ایسے ہی ہیں وہ انہیں پہچان لیں اور ذکر کے وقت ان کا تصور ذہن میں جمائیں۔

اقول: جب خیال میں تصور جمانے کے لئے روضہ نبوی اور مزار صدیق وفاروق کے نقشے اور تصویر کی حاجت ہو تو عین آثار محبوب کی زیارت بدرجہ اولیٰ محل ضرورت ہوگی ہاں ہاں جو بدتر سے بدتر تصور محبوب کو نماز میں ناجائز کہنے والے اور معاذاللہ گاؤخر کے تصور سے اس کو بدتر جاننے والے ہیں جیساکہ وہابیوں کے پیرنے

(167)... مطالع المسرات المکتبہ النوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۴۵، ۱۴۴

اپنی صراط مستقیم میں خیال باندھا خدا اور سول خدا سے لڑنے والے ہیں اپنے خیال بد تر از خیال گاؤ وخر پر اڑنے والے ہیں۔ خدا اور سولِ خدا نے نماز میں السلام علیك ایھا النبی کا حکم کیوں دیا اپنے حبیب اکرم ﷺ کا اس قدر اعظام واکرام کیوں کیا۔

مصرعہ چہ داند بوزنہ لذات ادراک

مصرعہ چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

مجنوں کے لئے ریت کا تودہ کاغذ اور اپنی انگلی کا قلم لیلیٰ کے نام کی تصویر کے واسطے موجب تسلی وآرام اور یہ مسلمان بدنام محبوب حقیقی کے آثار وخیال ونام سے کہنے والے رام رام واہ رے ایمان اور شاباش اے اہل اسلام۔

مثنوی شریف:

دید مجنوں را یکے صحرا نورد | در بیان غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم | می نمودے بہر کس نامے رقم
گفت ای مجنون شیدا چیست ایں | می نویسی نام بہر کیست ایں
گفت مشق نام لیلی میکنم | خاطر خود را تسلی میکنم (168)

(168)... خلاصہ یہ ہے کہ کسی نے مجنوں کو صحرا میں اپنی ہی وارفتگی میں گھومتے دیکھا، اور دیکھا کہ وہ ریت کو کاغذ اور اپنی انگلی کو قلم بنائے ایک ہی نام کو لکھے جارہا ہے، اس نے کہا: اے مجنوں کس کے دیوانے ہوئے پھرتے ہو اور ہر جگہ کس کا نام لکھتے جارہے ہو، مجنوں نے کہا: میں لیلی کے نام کی مشق کررہا ہوں اور اپنی تسکین قلبی کے لیے یہ کررہا ہوں۔

دلیل سڑسٹھویں

نیز اسی کتاب مستطاب میں ہے: وقد استنابو امثال النعل عن النعل وجعلو الہ من الاکرام والاحترام ماللمنوب عنہ وذکر والہ خواص وبرکات وقد جربت (169)

ترجمہ: علمائے کرام نے نعل مقدس کے نقشے کو نعل مقدس کا قائم مقام بنایا اور اس کے لئے وہی اکرام واحترام ٹھہرایا جو اصل کے لئے ثابت تھا اس نقشۂ مبارک وتصویر نعل کے لئے خواص وبرکات ذکر فرمائے اور بلاشبہ وہ تجربے میں آئے۔

دلیل اڑسٹھویں

اسی میں ہے:

وقالوا فیہ اشعارا کثیرۃ واتفوا فی صورتہ ورووہ بالاسانید وقد قال القائل

اِذَا مَا الشَّوْقُ اَقْلَقَنِیْ اِلَیْہَا | وَلَمْ اَظْفُرْ بِمَطْلُوْبِیْ لَدَیْہَا
نَقَشْتُ مِثَالَہَا فِی الْکَفِّ نَقْشًا | وَقُلْتُ لِنَاظِرِی قَصْرًا عَلَیْہَا

ترجمہ: نعل مبارک کے نقشے اور اس کے شوق کے باب میں علمائے دین نے بہت سے اشعار کہے ہیں اور اس کے نقشے اور تصویر کے باب میں رسالے تصنیف کئے اور اس کو سندوں کے ساتھ روایت کیے اور کہنے والے نے کہا:

جب اس کے شوق کی آگ میرے سینہ میں بھڑکتی ہے اور اس کا دیدار میسر نہیں ہوتا تو اس کی تصویر ہاتھ پر کھینچ کر آنکھ سے کہتا ہوں اسی پر بس کر۔ (170)

(169)... مطالع المسرات المکتبہ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ص ۱۴۴

(170)... مطالع المسرات المکتبہ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ص ۱۴۴

دلیل انہترویں

علامہ تاج الدین فاکھانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فجر منیر میں فرماتے ہیں:

من فوائد ذلک ان من لم یمکنه زیارة الروضة فلیبرز مثالها ولیلثمه مشتاقا لانه ناب مناب الاصل کما قد ناب مثال نعله الشریفة مناب عینها فی المنافع والخواص بشهادة التجربة الصحیحة ولذا جعلوا له من الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنه

ترجمہ: روضۂ مبارکہ کے نقشے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے، وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ بوسہ دے کہ مثال اسی اصل کی قائم مقام ہے جیسے نقشۂ نعل مقدس منافع وخواص میں بالیقین اس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربے شاہد عدل ہیں اور اسی واسطے علمائے دین نے نقشے کا اعزاز واعظام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

دلیل سترویں

دلائل الخیرات کی شرح جو خود مصنف کی ہے اس میں مرقوم ہے: انما ذکرتھا تابعاً للشیخ تاج الدین الفا کھانی فانه عقد فی کتابه الفجر المنیر بابافی صفة القبور المقدسة وقال ومن فوائد ذلک الخ[171]

---

(171)... یعنی صاحب دلائل الخیرات فرماتے ہیں کہ میں نے قبور مقدسہ کا ذکر امام تاج الدین فاکہانی کی اتباع میں کیا ہے کیوں کہ انہوں نے بھی اپنی کتاب الفجر المنیر میں قبور مقدسہ کی صورت بیان کی ہے اور اس کے فوائد میں ہے کہ۔۔۔الخ

دلیل اکہترویں

امام ابو اسحاق ابراہیم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقشۂ نعل مبارک کے بیان میں مستقل کتاب تالیف کی نیز ان کے شاگرد شیخ ابو سلیمان بن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ کتاب اس باب میں مسمی بہ خدمة النعل للقدم المحمدی صلی اللہ علیہ وسلم لکھی، جس کے ساتھ اکابر ائمہ حدیث نے مثل کتبِ حدیث کے روایةً و سماعاً وقراءةً اعتنائے تام[172] کیا اور ایسا ہی اور علماء نے اس باب میں تصانیف کیں چنانچہ علامہ قسطلانی شارح صحیح البخاری مواہبِ لدنیہ میں فرماتے ہیں:

قد ذکر ابو الیمن بن عساکر تمثال نعله الکریم علیه افضل الصلوة والتسلیم فی جزء مفرد روایةً وقراءةً وسماعاً وکذا افرده بالتالیف ابو اسحاق ابراهیم بن محمد بن خلف السلمی المشهور بابن الحاج من اهل المریة بالاندلس وکذا غیرهما[173]

دلیل بہترویں

نیز مواہب میں ہے:

وللہ در ابی الیمن بن عساکر حیث قال

اور اللہ عزوجل ہی کے لئے خوبی ابو الیمن بن عساکر کی یعنی کیا خوب قصیدہ مدح شبیہ شریف نعل منیف لکھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔[174]

---

(172)... یعنی ائمہ حدیث نے اس کتاب کی روایت کی، سنی اور قرات کی اور مکمل توجہ دی،

(173)... المواهب اللدنیة، المقصد الثالث، الفصل الثالث، النوع الثانی، لبس النعل، ج۲، ص۴۶۶

یعنی کہ ابوالیمن ابن عساکر نے نقشہ نعل اقدس کے باب میں ایک مستقل جز تالیف کیا جسے میں نے استاد پر پڑھ کر اور استاد سے سن کر روایت کیا اور اسی طرح ابن الحاج اندلسی وغیرہما علماء نے اس بارہ میں مستقل تصنیف کی۔

يا منشدا فى رسم ربع خال ومنا سدا لدوارس الاطلال
دع ندب أثاروذكر مآثر لأحبة بانوا وعصر خال
والثم ترى الاثر الكريم فحبذا ان فزت منه بلثم ذاالتمثال
صافح بها خدا وعفروجنة فى تربها وجداوفرط فعال
ياشبه نعل المصطفى روحى الفدا لمحلك الاسمى الشريف العال
هملت لمرآک العيون وقد نأى مرمى العيان بغير ما اہمال
وتذكرت عهد العقيق فتأثرت شوقا عقيق المدمع الهطال
اذكر تنى قدما لها قدم العلا والجود والمعروف والافضال
لو ان خدى يحتذى نعلا لها لبلغت من نيل المنى آمال
اوان اجفانى لوطء نعالها ارض سمت عزابذاالاذلال

---

(174)...۔اے فانی کی یاد کرنے والے ان چیزوں کی یاد چھوڑ اور تبرکات شریفہ مصطفی ﷺ کی خاکبوسی کر، زہے نصیب اگر تجھے اس تصویر نعل مبارک کا بوسہ ملے اپنار خسارہ اس پر رکھ اور اس کی خاک پر اپنا چہرہ مل، اے نعل مصطفی ﷺ کی تصویر! تیری عزت وشرف بلند پر میری جان قربان تجھے دیکھ کر آنکھیں ایسی بہ نکلیں کہ اب تھمنا بہت دور ہے تجھے دیکھ کر انھیں مدینے کی وادی عقیق میں مصطفی ﷺ کی رفتار یاد آگئی لہذا اب اپنے اشک رواں کے سرخ سرخ عقیق نچھاور کر رہے ہیں، اے تصویر نعل مبارک! تو نے مجھے وہ قدم پاک یاد دلادیا جس کے بلندی وجود واحسان وفضل قدیم سے ہیں، اگر میرا رخسارہ تراش کر اس قدم پاک کے لئے کفش بناتے تو دل کی تمنا بر آتی یا میری آنکھ ان کی کفش مبارک کے لئے زمین ہوتی تو اس زمین ہونے سے عزت کا آسمان بن جاتی۔

مواهب اللدنية، المقصد الثالث، الفصل الثالث، النوع الثانى فى لباسه وفراشه، لبس النعل، ج۲، ص۴۶۷

دلیل تہترویں

نیز امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں قصیدہ غرا شیخ ابوالحکم رحمۃ اللہ علیہ سے بعض ابیات مرقومہ ذیل نقل کئے اور اس قصیدہ کی مدح میں (احسنها) فرمایا اور وہ قصیدہ نقشہ نعل مبارک کے وصف میں ہے۔(175)

مثال لنعلى من أحب هويته... فها أنا فى يومى وليلى ألاثمه
اپنے محبوب ﷺ کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا ہوں اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں

أجر على رأسى ووجهى أديمه... وألثمه طورا وطورا ألازمه
سر اور منہ پر اسے رکھتا ہوں اور کبھی چومتا ہوں اور کبھی سینہ سے لگاتا ہوں

أمثله فى رجل أكرم من مشى... فتبصره عينى وما أنا حالمه
میں اپنی دھیان میں اسکو محبوب ﷺ کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور سے گویا میں اپنی آنکھوں سے جاگنے میں دیکھ لیتا ہوں۔

أحرك خدى ثم أحسب وقعه... على وجنتى خطوا هناك يدا ومه
اس نقشہ پاک کو اپنے رخسار پر رکھ کر جنبش دیتا ہوں گویا اس پہنے ہوئے میرے رخسار پر چل رہے ہیں

---

(175)...۔مواهب اللدنية، المقصد الثالث، الفصل الثالث، النوع الثانى فى لباسه وفراشه، لبس النعل، ج۲، ص۴۶۸

ومن لی بوقع النعل فی حر وجنتی . . . لماش علت فوق النجوم براجمه

آہ کون ایسی صورت کردے کہ وہ پائے مبارک جو آسمان ہشتم کے ستاروں کے سروں پر بلند ہوئی ان کی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسارہ پر پڑے

سأجعله فوق الترائب عوذة . . . لقلبی لعل القلب یبرد حاجمه

میں نقشہ مبارک کو اپنے سینہ پر دل کا تعویذ بنا کر باندھوں گا شاید دل کی سوزش کو آرام ہو اور چین پائے

وأربطة فوق الشؤون تمیمة . . . لجفنی لعل الجفن یرقأ ساجمه

اور میں اس نقشہ نعل مبارک کو اپنی آنکھوں کے لئے تعویذ بنا کر باندھوں گا شاید بہتی پلکیں رکیں

ألا بأبی تمثال نعل محمد . . . لطاب لحاذیه وقدس خادمه

سن لو تصویر کفش مبارک محمد ﷺ پر میر باپ قربان کیا اچھا ہے اس کا بنانے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو جائے

یود هلال الأفق لو أنه هوی . . . یزاحمنا فی لثمه ونزاحمه

ماہ نو کی تمنا ہے کاش آسمان سے اتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسہ میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کرتے

سلام علیه کلما هبت الصبا . . . وغنت بأغصان الأراك حمائمه

اللہ تعالیٰ کا سلام اترے محمد ﷺ جب تک باد صبا چلے اور جب تک درخت . اور اس کی ٹہنیوں پر کبوتر اس کی گائیں

دلیل چوہترویں

نیز مواہب میں ہے:

من بعض ما ذکر من فضلها وجرب من نفعها وبرکتها ما ذکره ابو جعفر احمد بن عبد المجید، وکان شیخا صالحا ورعا قال: حذوت هذا المثال لبعض الطلبة فجاءنی یوما فقال رأیت البارحة من برکة هذا النعل عجبا۔ أصاب زوجی وجع شدید کاد یهلکها فجعلت النعل علی موضع الوجع وقلت: اللهم اشف ببرکة هذه النعل، فشفاها الله للحین۔ (176)

ترجمہ: اس نعل مبارک کے نقشہ کے فضائل جو ذکر کئے گئے اور اس کے منافع و برکات جو تحریر میں آئے ان میں سے وہ ہی جو شیخ صالح صاحب ورع و تقوی ابو جعفر احمد بن عبد المجید نے بیان فرمایا کہ میں نے نعل مقدس کی مثال اور تصویر اپنے بعضے شاگردوں کو بنا دی تھی ایک روز انہوں نے آکر کہا رات میں نے اس مثال مبارک کی عجیب برکت دیکھی میری بی بی کو سخت درد لاحق ہوا کہ مرنے کے قریب ہو گئی میں نے اس تصویر مبارک کو درد کی جگہ پر رکھ کر یہ دعا کی کہ الٰہی اس کی برکت سے شفا دے۔ **اللہ جَلَّ شَانُہٗ** نے فوراً شفا بخشی۔

دلیل پچھترویں

ایضاً قال العلامه القسطلانی عن أبی إسحاق عن شیخه ومما جرب من برکته أن أمسکه عنده متبرکا به کان أماناً له من بغی البغاة وغلبة العداة وحرزا من کل

(176)...۔مواهب اللدنیة، المقصد الثالث، الفصل الثالث، النوع الثانی فی لباسه وفراشه، لبس النعل، ج۲، ص۳۶۲ بتغیر قلیل

شیطان مارد و عین کل حاسد، وإن أمسکها الحامل بیمینها وقد اشتد علیها الطلق تیسر أمرها بحول اللہ تعالی وقوتہ۔ (177)

ترجمہ: نقشۂ نعل مبارک کی آزمائی ہوئی برکات سے ہے کہ جو شخص بہ نیت تبرک اسے اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے اور دشمنوں کے غلبہ سے امان پائے اور وہ نقشۂ مبارک ہر شیطان سرکش اور حاسد کی چشم زخم سے اس کی پناہ ہو جائے اور عورت حاملہ شدت دردزہ میں اگر اسے اپنے داہنے ہاتھ میں لے بعنایت الٰہی اس کا کام آسان ہو۔

دلیل چھہترویں

اس نقشہ مبارک کے باب میں علمائے دین کی کثیر تصنیفات وتالیفات ہیں۔
منجملہ ان کے علامہ تلمسانی کی النفحات التبریۃ فی وصف خیر البریۃ ﷺ اور فتح المتعال فی مدح خیر النعال مشاہیر سے ہیں ان میں اور ان کے غیر میں عجائب فضائل و برکات دفع بلیات و قضائے حاجات جو اس نقشۂ مبارکہ سے خود مشاہدہ کیے اور سلف صالح و معاصرین صالحین نے دیکھے کثیر مذکور ہیں۔ جس کا جی چاہے مطالعہ کرے اور جن علمائے دین نے نقشۂ مبارکہ بنایا اور بنوایا اور تلامذہ کو عطا فرمایا اس سے تبرک کیا اس کے مدائح لکھے، اس سے فیوض و برکات حاصل کیے، سر آنکھوں پر رکھے اور بوسے کی ترغیبیں دیں، احادیث کی طرح اس کی روایات کا اہتمام فرمائے، اس قدر ہیں کہ ان کے نام مبارک کی فہرست لکھی جائے تو

(177)...۔مواہب اللدنیۃ، المقصد الثالث، الفصل الثالث، النوع الثانی فی لباسہ وفراشہ، لبس النعل، ج۲، ص۴۶۷

دفتر طویل چاہیے۔ انہیں علمائے محققین واساطین شرع متین سے امام عبداللہ بن عبداللہ مدنی اجل تبع تابعین سے ہیں، جو امام مالک کے حقیقی بھتیجے اور اکابر علمائے مدینہ سے ہیں، ازانجملہ امام حافظ الحدیث زین الدین عراقی اور امام بلقینی اور امام سخاوی اور امام جلال الدین سیوطی وغیرہم حفاظ حدیث اور ائمہ معتمدین ہیں جن کی جلالت شان وعظمت اظہر من الشمس اور متفق علیہ اہل تحقیق ہے۔

اقول: جب نقشہ نعل شریف کے یہ فیوضات وبرکات ہیں صرف تشابہ من وجہ کی وجہ سے اور شرف نسبت سے تو موئے مبارک جو عین جزو ہے حضرت ختم رسالت ﷺ کا، اس کے برکات وفیوضات اور اس کے کرامات اور اس سے قضائے حاجات ودفع بلیات کا کیا پوچھنا؟ اگر برکات وفیوضات اور کرامات وقضائے حاجات ودفع بلیات موئے مبارک سے جو وقوع میں آئے ہیں اور آتے ہیں کوئی لکھنا چاہے تو احاطۂ تحریر میں ہرگز نہیں آسکتے نہ حیطۂ تقریر میں ان کی گنجائش اور موجب برکات ہونا اس کو تو خود تقریر سرور عالم ﷺ اور تجربہ صحابہ اور تقسیم حضور پر نور سے ثابت اور مبرہن ہو چکا۔ (دلیل نمبر یا صفحہ نمبر ------) فلانطول الکلام باعادتہ (178)

دلیل سترویں

یہاں تک جو ادلہ میں نے لکھے وہ موافق مسلک ارباب ظاہر کے اور جو ارباب باطن ہیں ان کے واسطے ان ادلہ کی کچھ ضرورت نہیں ان پر برکات اور فیضان وانوار موئے مبارک کے، آفتاب کی طرح بلکہ اس سے زائد روشن ہیں

(178)...۔ہم اسے دوبارہ ذکر کرکے کلام کو طول نہیں دینا چاہتے۔

زہے ناداں کہ او خورشید تاباں — بنور شمع جوید در بیاباں

یعنی ان کے واسطے ان ادلہ سے اثبات ایسا ہے جیسے چراغ سے خورشید (سورج) کو ڈھونڈھنا۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلت باید از وے رو متاب

دلیل اٹھہترویں

منکرین جو موئے مبارک کے تبرک اور اس کے فیض سے انکار کرتے ہیں اور قائل ہیں اس کے عدم تبرک وعدم عظمت کے، اس قول سے انہوں نے ساری امت اور سواد اعظم کو معاذ اللہ گمراہ جانا، صحابہ وتابعین سے لیکر آج تک کے علمائے صالحین کو جو قائل ہیں موئے مبارک کے تبرک اور فیضان کے اور آئندہ اس قول سے اپنے خلف معتقدین کے سواد اعظم حق سے پھیرنے والے اور گمراہ کرنے والے ہیں، اس سے ان پر سخت خوف کفر کا عائد ہوگا۔ شفاء قاضی عیاض میں ہے:

نَقْطَع بِتَكْفِير كُلّ قَائِل قَوْلًا يُتَوَصَّل بِهِ إِلَى تَضْلِيل الْأُمَّة۔ (179)

ترجمہ: جو کوئی ایسی بات کہے جس سے امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے یا وہ اپنے زعم میں امت کو گمراہ ٹھہرائے وہ یقیناً کافر ہے انتہی۔

(لطیفہ۔ (180))

---

(179)...۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الرابع، الباب الثالث فی ساب اللہ، فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر، ج۲، ص۲۸۶

دلیل اناسی

جو موئے مبارک سندی ہے جس کے اسناد میں صالحین علما اور سادات فضلاء اور اتقیاء چلے آتے ہیں اور وہ شہورہ حد تواتر کو پہنچے ہیں ان کے انکار سے اس تبرک کو نہ ماننے سے جناب سرور عالم ﷺ پر معاذ اللہ تجویز کفر ہے (181) کما لایخفی

اور کذب انبیاء مطلقا موجبات کفر میں سے ہے بالاتفاق شفا میں ہے:

---

(180)...۔لطیفہ: دو شخص ایک کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور توحید کی حفاظت کے لیے فکر مند تھے۔ پہلا بولا یار توحید بچانا بہت ضروری ہے۔ دوسرا: ہاں یار بہت ضروری ہے دیکھو نہ آج کل کے لوگ کس طرح تبرکات وغیرہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور توحید کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ پہلا: ہاں یار! لوگ تو لوگ ہیں، افسوس تو یہ ہے کہ جن اسلاف کی ہمیں پیروی کرنی ہے وہ بھی اس کام میں ملوث ہیں، توحید بچانا بہت ضروری ہے۔ دوسرا: ارے یار! تم اسلاف کی بات کرتے ہو، مسئلہ تو یہ ہے کہ محدثین کو بھی نہ جانے کیا ہو گیا کہ انہوں نے بھی کتب احادیث میں تبرکات والی روایات ذکر کر دی ہیں، کیا کریں یار توحید بچانا بہت مشکل کام ہے، پہلا: ارے یار کام تو اس سے بھی آگے پہنچا ہوا ہے، خود صحابہ کرام بھی تو دیکھو نہ کس طرح نبی ﷺ کے موئے مبارک، اور ناخن، اور وضو کا پانی لینے کے لیے مسابقت کرتے رہے، یار آخر کیا کریں توحید کیسے بچائیں؟ دوسرا: لو تم صحابہ کے عمل کی بات کرتے ہو، میں تو اس پریشانی میں مر رہا ہوں کہ خود نبی ﷺ نے بھی اپنے آثار تقسیم کیے ہیں، دیکھو مسلم، وترمذی ودیگر کتب احادیث میں کتنی ساری روایات موجود ہیں۔ توحید بچانا بہت مشکل ہو گئی ہے، شرک تو بہت زیادہ پھیلتا جا رہا ہے۔ پہلا: مجھے لگتا ہے کہ تمہیں تو حقیقت حال کا پتہ ہی نہیں، خود اللہ کریم نے بھی تو قرآن پاک میں تبرکات وآثار کا ذکر کیا ہے، دیکھو نہ تابوت سکینہ کا تذکرہ، وغیرہ، ارے یار سمجھ نہیں آتی کہ شرک کی کاٹ کیسے کریں، خدا نے کیوں ان چیزوں کا ذکر کر دیا، اور رسول اللہ کو کیا ضرورت تھی اپنے آثار تقسیم کرنے کی؟ اتنے میں ایک عاشق رسول کمرے میں داخل ہوتا ہے اور بلند آواز سے کہتا ہے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم رسول۔۔۔۔۔۔اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

(181)...۔یعنی جن موئے مبارک کی سند موجود ہے ان کی برکت کو نہ ماننا گویا کہ رسول کریم ﷺ کو جھوٹا کہنا ہے اور رسول کریم ﷺ کے عمل کو کفر کہنا ہے۔

من دان بالوحدانية وصحة النبوة ونبوة نبيناصلی اللہ علیہ وسلم ولكن جوز على الانبياء الكذب فی ماأتوا بها دعی ذلک المصلحةبزعمه اولم يدعها فهو كافر بالاجماع۔[182]

ترجمہ: جو اللہ کی وحدانیت و نبوت کی حقانیت اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو باایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جانے اور ان کو ان کی بات میں کاذب مانے خواہ اپنے زعم میں اس میں کسی مذہب کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔ انتہی

نیز اسی میں ہے:

قال ابو حنيفة و اصحابه على اصلهم من كذب باحد من الانبياء تنقص احدامنهم اوبرئ منه اوشک فی شئی من ذلک فهو مرتد[183]

(اور جن تبرکات کی سند مشہور نہیں ان کا حکم: ابو النور)[184]

---

[182]... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الرابع، الباب الثالث فی ساب اللہ، فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر، ج۲، ص ۲۸۳

[183]... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الرابع، الباب الثالث فی ساب اللہ، فصل وحکم من سب سائر انبیاء اللہ، ج۲، ص ۳۰۲

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے فرمایا: جس نے انبیاء میں سے کسی نبی کی تکذیب کی یا تنقیص کی یا ان سے برأت ظاہر کی یا ان کی نبوت کی کسی شے میں شک کیا پس وہ مرتد ہے

[184]... ۔جن تبرکات کی سند تو مشہور نہیں البتہ لوگ کہتے ہیں کے یہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات ہیں تو ان کا حکم بیان کرتے ہوئے سیدی اعلی حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں: فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تبرک سلفا و خلفا زمانۂ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک بلا نکیر رائج و معمول اور

دلیل اسی

سابقاً مدارج النبوۃ اور شفا وغیرہ سے گزر چکا کہ موئے مبارک اور جملہ آثار نبوی کی تعظیم عین تعظیم حضرت معظم اللہ تعالی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے

پس موئے مبارک یا کسی اثر کے آثار فیض انوار حضور سے تحقیر و استخفاف و تنقیص و توہین معاذ اللہ خود حضور کی شان اعلیٰ واجل و اعظم و اکرم و افضل کی تحقیر و استخفاف و تنقیص و توہین ہے اور حضور کی تحقیر و توہین و استخفاف بلا خلاف کفر ہے۔ خواہ تصریحا ہو یا تلویحا اشارۃ و کنایۃ ہو یا صراحۃ و عبارۃ بہر حال کفر ہے۔

بالاتفاق شفا شریف میں ہے: وَكَذٰلِكَ مَنْ أَضَافَ إِلَى نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَمُّدَ الْكَذِبِ فِيمَا بَلَّغَهُ وَأَخْبَرَ بِهِ، أَوْ شَكَّ فِي صِدْقِهِ، أَوْ سَبَّهُ، أَوِ اسْتَخَفَّ بِهِ، أَوْ بِأَحَدٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، أَوْ أَزْرَى عَلَيْهِمْ.. أَوْ آذَاهُمْ........ فَهُوَ كَافِرٌ بِإِجْمَاعٍ۔[185]

خلاصہ مطلب:

باجماع مسلمین مندوب و محبوب بکثرت احادیث صحیحہ بخاری و مسلم وغیرہما صحاح و سنن وکتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ الشارقۃ میں ذکر کی۔ اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلا حاجت نہیں اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی کم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔-------- فتاوی رضویہ، ج۲۱، ص ۴۱۲

[185]... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الرابع، الباب الثالث فی ساب اللہ، فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر، ج۲، ص ۲۸۴

جو شخص ہمارے نبی اکرم ﷺ کی طرف قصداً کذب کی نسبت کرے، تبلیغ احکام شرعیہ میں یا آپ کے اخبار یعنی خبر دینے میں یا آپ کے سچے ہونے میں شک کرے یا آپ کو گالی دے یا آپ کی تحقیر و توہین کرے خواہ کسی نبی کی انبیاء سے یا ان کی حقارت و ذلت کی بات کرے یا کہے یا ان کو ایذا دے تو وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔

نیز شفا شریف میں ہے:

جَمیع من سَبّ النَّبِیّ ﷺ أَو عَابَه أَو أَلحَق بِهٖ نَقْصًا فِي نَفْسِه أَو نَسَبِه أَو دِينه أَو خَصْلَة من خِصَالِه أَو عَرّض بِه أو شبه بشئ عَلٰى طريق السَّبّ له أَو الأَزْرَاء عَلَيْه أو التَّصْغِير لِشَأْنِه أَو النقص مِنْه او العَيْب له فَهُو سَاب له وَحُكْمه حكم السَّابّ يقْتَل وَلَا نَسْتَثْنِي من فُصُول هَذَا الْقصد وَلَا نمترى فِيه تصريحا كَان تلويحا انتهى۔[186]

علامہ محقق چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں لکھتے ہیں:

قد اجتمعت الامة علي ان الاستخفاف بنبينا و باي نبي من الانبياء كان كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالا ام فعله معتقدا بحرمة ليس من العلماء خلاف في ذلك والذين نقلوا الاجماع فيه و في تفاصيله اكثر من ان يحصوا انتهى

---

(186)... ۔الشفا مع حاشیہ الشمنی، القسم الرابع، الباب الاول فی بیان ماھو فی حقہ ﷺ سب او نقص، ج ۲، ص ۲۱۴

خلاصہ یہ کہ وہ تمام جو نبی کریم ﷺ کو گالی دے یا عیب لگائے یا آپ ﷺ کی ذات مبارکہ یا دین یا اوصاف میں سے کسی وصف و خصلت کی تنقیص کرے یا گالی کے طور پر آپ کی طرف تعریض یعنی اشارہ کرے یا کسی شے سے بطور توہین تشبیہ دے یا بطور سب و شتم استخفاف یا تحقیر و تصغیر شان کرے یا آپ ﷺ کی نکتہ چینی کرے یا عیب جوئی کرے وہ سب گالی میں شمار ہوگا اور اس کا حکم گالی دینے والے کی طرح حکم قتل ہوگا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ہم ان اقسام میں سے جو اس مقصد پر ہیں کسی کو مستثنیٰ قرار نہ دیں گے اور نہ اس میں کسی طرح شک وشبہ کریں گے خواہ وہ صراحتاً ہو یا اشارۃً۔

(یہی عبارت تفسیر روح البیان میں بھی موجود ہے: ابوالنور[187])

حاصل ترجمہ

تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ تحقیر ہمارے نبی اکرم حبیب مکرم ﷺ کی یا کسی نبی کی انبیاء میں سے کفر ہے خواہ تحقیر کرنے والا اس کو حلال جانے یا حرام بہر صورت کافر ہے۔ اس میں کسی عالم کا علمائے دین سے خلاف نہیں اور جن محققین نے اس اجماع کو نقل کیا ہے اور اس میں تفصیلی بات کی ہے وہ بے شمار ہیں ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔

انتہت ترجمہ مع ادنی توضیح[188]

وصلي الله تعالي علي خير خلقه و اشرف بريته واحب مخلوقاته واكرم موجوداته محمد و اله وصحبه بقدر حسنه وجماله و كماله و بارك فيها جدا وسلم تسليما كثيرا ابدا ابدا[189]

تمت تخريج الكتاب و تسهيله و تحقيقه: ابو النور (14 جنوری 2016، ۳ ربیع الثانی ۱۴۳۷)

---

(187)... ۔روح البیان میں ہے: واعلم انه قد اجتمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا و بأى نبى كان من الأنبياء كفر سواء فعله فاعل ذلک استحلالا أم فعله معتقدا بحرمته ليس بين العلماء خلاف فى ذلک والقصد للسب وعدم القصد سواء إذ لا يعذر أحد فى الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان إذا كان عقله فى فطرته سليما. سورة التوبة، تحت الآية: ۱۳ تا ۱۸

(188)... ۔عبارت کا ترجمہ اور مناسب سی وضاحت مکمل ہوئی۔

(189)... ۔اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے سب سے بہتر و اشرف و محبوب اور تمام موجودات میں سے سب سے زیادہ عزت والے جناب محمد ﷺ اور آپ کی آل اور اصحاب پر، آپ ﷺ کے حسن و جمال و کمال کے مطابق اللہ کی رحمت اور درود ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی ان میں خوب برکتیں ہوں اور ہمیشہ ہمیشہ خوب خوب سلام ہو۔

فہرست مضامین

مآخذومراجع

القرآن الکریم مع ترجمہ کنزالایمان

کتب التفاسیر

1	تفسیر کبیر	دارالفکر، بیروت
2	تفسیر البیضاوی	دارإحیاء التراث العربی—بیروت
4	تفسیر ابن عباس	دارالکتب العلمیة—بیروت
5	تفسیر ابن جریر	مؤسسة الرسالة
6	تفسیر بغوی	دارإحیاء التراث العربی بیروت
7	تفسیر مدارک	
8	تفسیر جلالین	
9	حاشیة الجمل علی الجلالین	
10	تفسیر البحر المدید	دارالکتب العلمیہ بیروت
11	تفسیر روح البیان	دارالفکر—بیروت
12	تفسیر نسفی	دارالکلم الطیب، بیروت
13	تفسیر خازن	دارالکتب العلمیة—بیروت
14	تفسیر حسینی	مخطوطہ، جامعہ مجددیہ نعیمیہ، ملیر کراچی
15	خزائن العرفان	مکتبۃ المدینہ کراچی

کتب حدیث

16	صحیح بخاری	دارابن کثیر
17	صحیح مسلم	داراحیاء الکتب العربیة عیسی البابی
18	سنن ابوداؤد	المکتبة العصریة، صیدا بیروت
19	سنن ترمذی	شرکة مکتبة مصطفی البابی الحلبی مصر
20	صحیح ابن خزیمہ	المکتب الإسلامي—بیروت
21	مصنف عبدالرزاق	المکتب الإسلامي—بیروت
22	مستدرک للحاکم	دارالکتب العلمیة—بیروت
23	مستخرج ابی عوانہ	دارالمعرفة—بیروت
24	سنن الدارمی	دارالمغني سعودیة
25	المعجم الکبیر	المکتب الإسلامي - دمشق، بیروت
26	مسند احمد	مؤسسة الرسالة
27	حدیث السراج	الفاروق الحدیثة للطباعة والنشر قاهره
28	مشکاة المصابیح	المکتب الإسلامي—بیروت
29	المقدمة للشیخ المحقق	مکتبۃ المدینہ کراچی

کتب شروحات حدیث

کتب سیروتاریخ

30	الشفا القاضی عیاض مالکی	دارالکتب العلمیہ بیروت

نمبر	کتاب	ناشر
31	مواهب اللدنية	المكتب الاسلامي
32	شرح الزرقانی	دارالكتب العلميه بيروت
33	سبل الهدی والرشاد	دارالكتب العلميه بيروت
34	الخصائص الكبرى	دارالكتب العلمية—بيروت
35	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	دارالمعرفة بيروت
36	سيرت ابن بشام	دارالجيل بيروت
37	إمتاع الأسماع	دارالكتب العلمية—بيروت
38	دلائل النبوة للبيهقي	دارالكتب العلميه بيروت
39	الطبقات الكبری لابن سعد	دارالكتب العلمية—بيروت
40	مطالع المسرات للفاسی	مکتبہ نوریہ فیصل آباد
41	مدارج النبوة	النوريه رضويه لاہور
42	شواہد النبوة	حقیقت کتابوی ترکی
43	فتوح الشام	دارالكتب العلمية—بيروت
44	الصواعق المحرقه	دارالوطن الرياض
45	سمط النجوم العوالي	دارالكتب العلمية—بيروت
46	آثار البلاد وأخبار العباد	دارصادر بيروت
47	الأكتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله	دارالكتب العلمية—بيروت
48	عيون الأثر في فنون المغازي	

كتب الفقه واصوله

نمبر	کتاب	ناشر
49	تقويم الادلة	دارالكتب العلمية—بيروت
50	فتاوی رضویہ	رضافاؤنڈیشن لاہور
51	التعريفات للجرجانی	دارالكتب العلمية—بيروت

ابوظہبی میں محفوظ آثار النبویہ ﷺ

کے حوالے سے ایک اہم ملاقات

تحریر: شیخ عتیق الرحمن، ابوظہبی

زیر نظر تحریر علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی کی متحدہ عرب امارات کے پرنس ڈاکٹر الشیخ احمد بن الامام محمد الہلال الخزرجی کے ساتھ ملاقات کا احوال ہے۔ یہ ملاقات مورخہ 31 اگست 2014ء میں ان کے محل واقع البطین ابوظہبی میں وقوع پذیر ہوئی۔

ڈاکٹر الشیخ احمد الخزرجی کا تعلق متحدہ عرب امارات کے ایک معزز ترین خاندان سے ہے۔ ان کا شمار صدیوں سے ایک قابل احترام قبیلہ خزرجی سے کیا جاتا ہے جو اپنی شرافت، ذہانت اور لیاقت میں ایک مستند اور خاص پہچان کا حامل ہے۔ ان کے آباؤ اجداد انصارِ مدینہ کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں جو وہاں سے ہجرت کر کے متحدہ عرب امارات کی ریاست ابوظہبی میں سکونت اختیار کر گئے تھے۔ اس خاندان کے آباؤ اجداد 1958ء سے عدلیہ سے وابستہ رہے ہیں اور الشیخ احمد بن الامام کے والدِ محترم الشیخ محمد الخزرجی دبئی کے پہلے جج نامزد ہوئے تھے۔ بعد میں ان کے والدِ محترم محکمہ اوقاف اور اسلامی امور کے وزیر مقرر ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے وزیر قانون اور ثقافتی ورثہ کی کمیٹی کے سربراہ کے طور پر بھی فرائض انجام دیئے۔ ان کی مثالی کارکردگی اور بے پناہ خدمات کے صلہ میں حکومت متحدہ عرب امارات ان کے اعزاز میں ڈاک ٹکٹ بھی شائع کئے۔

الشیخ احمد الخزرجی، اس وقت حکومتِ متحدہ عرب امارات کی جانب سے دنیا بھر کے انصار قبیلہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے نگران چیف کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں۔ اس

سلسلے میں وہ قبیلہ انصار کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے مسلسل جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا خاندانی تعارف کے ساتھ ساتھ الشیخ احمد الخزرجی ایک منفرد اور الگ پہچان رکھتے ہیں اور یہ پہچان ان کو رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے "آثار و تبرکات" کے محافظ و نگران کی بابرکت سعادت کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے۔ اس وقت ایک کثیر 'مجموعہ آثار النبویہ، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات سے وابستہ آثار' ان کے پاس موجود ہیں۔یہ آثار کب اور کس طرح ان تک پہنچے؟ ان کی اصلیت اور سچائی کو کیسے پرکھا جاسکتا ہے؟ کیا ان تمام آثار کی اسناد ان کے پاس موجود ہیں؟ کس طرح یہ خاندان ان آثار کی حفاظت کرتا ہے؟ اسی طرح کے بہت سے سوالات علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑی کی ملاقات میں موضوع گفتگو رہے۔ آیئے ان کی تفصیل جانتے ہیں۔

ڈاکٹر علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، ایک تین رکنی وفد کے ہمراہ الشیخ الخزرجی کے ہاں ان کے محل واقع البطین ابوظہبی پہنچے۔ قبل ازیں انہوں نے وفد کے ہمراہ 'آثار النبویہ شریف' کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ زیارت کے دوران علامہ کوکب نورانی آثار شریفہ کو اپنی آنکھوں سے لگائے روتے رہے اور اپنی بے پناہ محبت و عقیدت کی سرشاری کے عالم میں رہے۔ علامہ اوکاڑوی صاحب اپنے اور اپنے وفد کیجانب سے اپنے میزبان ڈاکٹر الشیخ احمد الخزرجی کے ممنون و متشکر ہوئے اور ان کے اور ان کے خاندان کے لیے اللہ کے حضور دُعا فرمائی۔ بعد ازاں گفتگو کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

ڈاکٹر علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے قبلہ الشیخ احمد الخزرجی کی خدمتِ عالیہ میں

اپنی اور اپنے والدِ محترم مجدد مسلکِ اہلِ سنّت خطیبِ اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبع شدہ کچھ کتب و جرائد کے انگریزی تراجم پیش کئے، جن میں 'اذان اور دُرود شریف' اسلام کی پہلی عید، عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ثواب العبادات الی ارواح الاموات وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

قبلہ الشیخ احمد الخزرجی نے ان کتب کو بے حد پسند کیا اور خواہش ظاہر کی کہ وہ کس طرح ان کتب کو زیادہ تعداد میں حاصل کرسکتے ہیں تاکہ وہ ان کو اپنے متعلقین و مریدین میں تقسیم کرسکیں۔

علامہ اوکاڑوی نے قبلہ الشیخ احمد الخزرجی کو بتایا کہ کم و بیش 28 کتب کے وہ مصنف ہیں اور قریباً اتنی ہی تعداد میں ان کے والدِ محترم کی کتب اب تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوچکی ہیں اور بہت زیادہ سراہی جاتی ہیں۔ راقم عرض کرتا ہے کہ ان کی تحریر، سلیس اور سادہ مگر اپنے اندر ایک پُر معنی عبارت رکھتی ہے اور پڑھنے والا اس سے اثر لیے بغیر نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں تمام کتب میں، مستند حوالہ جات سے بحث کی گئی ہے اور صحیح اسلامی عقائد، اصول اور فرائض کے حوالے سے بہت زیادہ رہ نمائی پائی جاتی ہے۔

علامہ اوکاڑوی کے والدِ محترم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا ایک اعزاز ان کا مخصوص مثالی اندازِ خطابت تھا۔ ان کے خطبات کی محافل میں سامعین روزانہ میلوں کی مسافت طے کرکے پہنچتے تھے اور اپنے ایمان کو تازہ کرتے، عشقِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوش بو سے اپنی روح کو معطر کرتے۔ ان کا امتیاز ہے کہ انہوں نے 38 سالہ عہد خطابت میں اٹھارہ ہزار سے زائد (Documented) بڑے اجتماعات سے خطاب کیا جو کہ ایک عہد ساز رکارڈ ہے۔ اجتماعاتِ جمعہ اور مختلف تقریبات کے ہزاروں

خطبات اس کے علاوہ ہیں۔

قبلہ الشیخ احمد الخزرجی نے اوکاڑوی مشن کی خدمات کو بہت سراہا اور دعائے خیر کی ۔ انہوں نے علامہ اوکاڑوی کو پیش کش کی کہ وہ ان کے ساتھ بیرونِ ممالک دورہ جات میں ایک مبصر اور رہ نما کی حیثیت سے شرکت کر سکیں تو یہ ان کے لئے اعزاز ہو گا۔

علامہ اوکاڑوی نے ان کی اس پیش کش کو قبول کیا اور کہا کہ دین وملت اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تبرکات کی خدمت کے لئے وہ ہمہ وقت حاضر ہیں۔

علامہ اوکاڑوی نے قبلہ الشیخ احمد الخزرجی کو بتایا کہ ان سے ملاقات کا مقصد نہ صرف ’ آثار النبویہ ‘ کی زیارت سے مشرف ہونا تھا بلکہ ان متعدد سوالات کا جواب بھی حاصل کرنا تھا جو ان آثار النبویہ سے مناسبت رکھتے ہیں، علامہ اوکاڑوی نے قرآنِ کریم کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب العالمین سے کہا تھا کہ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ؕ (سورۃ البقرہ: آیت نمبر 260)

ترجمہ کنز الایمان: اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔

(اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے رب سے کہا: ”اے میرے رب مجھے دکھا دیجئے کہ آپ کس طرح مُردوں کو زندگی بخشتے ہیں۔ فرمایا، کیا تمہیں یقین نہیں ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا کہ ہاں ہے مگر اپنے دل کی مضبوطی / تسلی کے لئے ایسا چاہتا ہوں)

اسی تناظر میں، میں آپ سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں تا کہ مجھ سمیت ہر وہ

عاشقِ رسول جو ان آثار النبویہ کی زیارت سے فیضیاب ہوتا ہے، اس کا قلب وذہن کسی شک وشبہ میں مبتلا نہ رہے اور وہ پوری ایمانی محبت وعقیدت کے ساتھ ان نادر آثار کی زیارت کریں اور ان کے فیوض وبرکات اپنے دامن میں سمیٹ سکیں۔

عربی قول ہے کہ: الذی اکرام مانسب بہ۔ یعنی ہر وہ چیز جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ ہے، اس کی عزت ہم کرتے ہیں اس لحاظ سے ان ’ آثار النبویہ ‘ کو ہم عزت واکرام سے ہی دیکھیں گے اور یقیناً اس کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند ہوں گے۔

امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کا ایک قول ہمارے لیے رہ نمائی فرماتا ہے۔ جس کے پاس رسولِ پاک کا بال مبارک یا تبرک ہو وہ دنیا ومافیھا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے۔

علامہ اوکاڑوی نے قبلہ الشیخ احمد الخزرجی کو بتایا کہ ابوظہبی آنے سے قبل میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر پر بالخصوص یہ دعا کی کہ میں ”آثار النبویہ“ کی زیارت کے لیے ابوظہبی جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، اگر یہ آثار اصلاً آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے وابستہ ہیں تو یہ سفر زیارت میرے لیے مبارک اور آسان ہو۔

علامہ اوکاڑوی اور قبلہ الشیخ احمد الخزرجی کے درمیان گفتگو (جو تقریباً ڈھائی تین گھنٹے تک جاری رہی) کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

علامہ اوکاڑوی: ” آثار النبویہ ‘‘ کی اہمیت وخاصیت کے پیش نظر کیا آپ نے اس کی تفصیل وحقائق کو کسی کتاب کی شکل میں محفوظ کیا ہے؟

الشیخ الخزرجی: جی ہاں، ہم یقیناً اس کی خاص اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہیں، اور

اس سلسلے میں ایک مکمل اور جامع کتاب " الآثار النبویہ فی الخزانۃ الخزرجیہ " کی تدوین جاری ہے۔ اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی ذات سے وابستہ ہر ایک آثار پر جدا جدا مکمل بحث کی گئی ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح تصدیقی اسناد کے ساتھ یہ ہم تک پہنچی ہیں۔ کتاب میں اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ ہم کیسے ان " آثار " کو محفوظ کرتے ہیں اور کس طریقے سے ہم ان کو ان کی اصلی ہیئت میں رکھنے کی ترکیب کرتے ہیں۔

علامہ اوکاڑوی: ازراہِ کرم، ہماری سہولت کے لیے تفصیل سے ہمیں بتائیے کہ کس طرح یہ ' آثار شریفہ ' آپ تک پہنچے؟ مثلاً کیا موئے مبارک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ تک پہنچے؟

الشیخ الخزرجی: جی نہیں، یہ ' آثار شریفہ ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہم تک نہیں پہنچے، اصل میں یہ آثار، انصارِ مدینہ اور اہل بیت کے مختلف خاندانوں میں علیحدہ علیحدہ موجود تھے۔ 2007ء اور 2008ء میں ایک قابل ذکر تعداد میں اہلِ انصار اور اہلِ بیت کے افراد نے رسولِ پاک ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور ان سے بلاواسطہ یہ ہدایت حاصل کی کہ ان کے پاس جو بھی ' آثار شریفہ ' موجود ہیں وہ سب کے سب احمد الخزرجی (یعنی مجھے) منتقل کر دیئے جائیں اور یوں الحمد للہ ان دو سالوں میں یعنی 2007ء اور 2008ء میں 40 سے زیادہ ' آثار شریفہ ' ہم تک مکمل اسناد کے ساتھ پہنچے ۔ پھر 2009ء میں اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا لیکن 2010ء میں ایک کثیر تعداد میں جو 2007ء اور 2008ء کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ ہے مزید ' آثار شریفہ ' ہم تک پہنچے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

2010ء میں مملکتِ سعودی عرب سے تعلق رکھنے والے ایک امیر اور اہم خاندان

کی ایک ممتاز شخصیت نے ایک وفد ہمارے پاس بھیجا۔ اصل میں وہ شخصیت یہ جاننا چاہتی تھی کہ ہم ان ' آثار النبویہ ' کو کس نظم اور ترتیب سے رکھتے ہیں؟ اور اس بات کی تسلی و تشفی چاہتے تھے کہ آیا ہم ان کی حفاظت کا فریضہ بخوبی احسن انداز سے کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں کہ نہیں؟ ان تمام عوامل کی شافی تسلی واطمینان حاصل کرنے کے بعد اس ممتاز شخصیت نے ہمیں بتایا کہ اس کے پاس لگ بھگ 300 کی تعداد میں مختلف نادر " آثار النبویہ " خلافتِ عثمانیہ کی سند کے ساتھ سربمہر موجود ہیں اور وہ یہ سب ہمیں منتقل کرنا چاہتے ہیں، ان ' آثار النبویہ ' کو انہوں نے اب تک 'زیر زمین ' ایک بہت محفوظ انداز میں چھپایا ہوا تھا (تاکہ حکومتِ سعودی عرب ان پر قابض نہ ہو جائے) حتٰی کہ اس شخصیت کے چھوٹے بھائی کو بھی اس کا ادراک نہیں تھا۔ چنانچہ انہوں نے یہ ' آثار النبویہ ' ہمیں ایک محتاط طریقے سے منتقل کرنے شروع کر دیئے اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔ اُن کے علاوہ 2010ء میں اور بہت سے خاندانوں کے افراد نے ہم سے رابطہ کیا اور بہت سے ' آثار النبویہ ' ہمارے پاس منتقل کیے، ان ' آثار النبویہ کا شجرہ چار یا پانچ واسطوں سے رسولِ پاک ﷺ سے جاملتا ہے۔

علامہ اوکاڑوی: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ جن افراد کو خواب میں رسول اللہ ﷺ سے یہ ہدایات ملی ہیں انہوں نے یہ ' آثار النبویہ ' مکمل اسناد کے ساتھ آپ کے پاس رکھوائے یا آپ کو تحفہ دیے؟؟ میرا مقصد یہ ہے کیا یہ آثار ان کے پاس مکمل ثبوت کے ساتھ محفوظ تھے؟

الشیخ الخزرجی: جی ہاں، یہ تمام آثار مکمل صحت اور ثبوت کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں ۔ کچھ آثار کا ٹریک ریکارڈ (تاریخی سلسلہ) بالواسطہ حضرت سیدنا غوث الاعظم عبد القادر

جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے ، اگرچہ تمام ' آثار النبویہ ' کا پتا ہمیں 100 فی صد رسولِ پاک ﷺ تک پورے وثوق سے نہیں ملتا۔ تاہم تابعین اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تک ہم مکمل صحت اور یقین سے ان کے اصل ہونے کی تصدیق کرسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے پاس بعض " آثار " مثلاً ' ذفیرہ شریف ' ایسے بھی موجود ہیں جن کی صحت کا ثبوت نبی کریم ﷺ کی ذات تک جاملتا ہے کہ یہ موئے مبارک ، رسولِ پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے تھے۔ جو انہوں نے ہدیۃً حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دے دیئے تھے۔ یہ موئے مبارک ان کے خاندان سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچے اور ان کی اولاد سے ہم تک پہنچے۔

علامہ اوکاڑوی: کیا اس کا مطلب ہے کہ یہ ذفیرہ شریف (موئے مبارک) آپ کے خاندان کے پاس حال ہی میں پہنچے ہیں؟

الشیخ الخزرجی: : جی ہاں ، یہ ہم تک قبیلہ انصارِ مدینہ ، جو کہ ہمارے برادری سے آئے ہیں ، اس کے بعد الشیخ الخزرجی نے اپنی زیرِ طبع کتاب " آثار النبویہ فی خزانۃ الخزرجیہ " کے پروف منگوائے ، یہ کتاب ابتداً عربی زبان میں مدون کی گئی ہے تاہم بعد میں اس کے دیگر زبانوں مثلاً انگریزی اور فرانسیسی میں بھی کیا جائے گا۔

علامہ اوکاڑوی: اگرچہ اس موضوع پر ہمیں دیگر کتب بھی علمائے دین سے ملتی ہیں مگر میری دانست میں اہم بات ' آثار النبویہ ' کے تعارف کے بعد ان کی مکمل صحت اور حوالہ جات کا تذکرہ نہایت ضروری ہے تاکہ کسی کے دل میں ان کے خلاف کوئی شائبہ تک نہ آئے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم عشاقانِ رسول اللہ ﷺ ، نبی سے منسلک اور وابستہ کسی بھی چیز کے متعلق کوئی ' ہلکا لفظ ' بھی برداشت نہیں کرسکتے۔ ہمارا خون

کھولنے لگتا ہے۔ لہٰذا اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ ' آثار النبویہ ' کا تذکرہ تمام تر حوالہ جات اور مکمل صحت اور ثبوت کے ساتھ کیا جائے۔

الشیخ الخزرجی: میں آپ کی اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں اور ہم نے اس پہلو کو بجاطور پر اس کتاب میں مکمل ثبوت کے ساتھ اجاگر کیا ہے۔ اس کتاب کا نام " الآثار النبویہ فی الخزانۃ الخزرجیہ " ہے ، ایک بڑے سائز کے ورق (A3) پر مربوط انداز میں مدوّن کی جارہی ہے۔ اس کے دیباچہ میں متعدد شہرہ آفاق اور ہمہ گیر شخصیات کے مقدمات شامل ہیں۔ جن میں کچھ قابلِ ذکر نام یہ ہے۔

مفتی مولانا الفتح الکتانی الحسنی الہاشمی ، مفتی المالکیہ شام ، ابن مولانا مکی الکتانی سربراہ و انچارج مسلم لیگ ، نواسہ امام المحدث ، جعفر الکتانی ، السید علی بن عبدالرحمن الہاشمی ، مشیر خاص صدرِ مملکت متحدہ عرب امارات ، سماحۃ الشیخ علی الجمعہ ، مفتی اعظم مصر ، سماحۃ الشیخ احمد الخلیلی ، مفتی سلطنتِ عمان اور دیگر بہت سی نامور شخصیات شامل ہیں۔

علامہ اوکاڑوی: میری تجویز ہے کہ اس کتاب میں عالم اسلام کے ان مشہور علما کا نام بھی شامل کیا جائے جنہوں نے اب تک ان " آثار النبویہ " کی زیارت فرمائی۔

الشیخ الخزرجی: جی ہاں ، اگرچہ ان ناموں کی فہرست بہت طویل ہے مگر چند اہم نام ضرور شامل کیے جاسکتے ہیں۔ کتاب کے دوسرے باب میں رسولِ پاک ﷺ کی چالیس (40) احادیث کا تذکرہ ہے۔ تیسرے باب میں ' عادلہ ' کے بارے میں بحث کی گئی ہے اور اس میں ' آثار النبویہ ' کے خواص کے بارنے میں تذکرہ کیا گیا ہے اور مکمل صحت کے ساتھ قرآن ، حدیث ، صحابہ کرام اور اجماع المسلمین کی روایات کو بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کا چوتھا باب رسول اللہ ﷺ سے وابستہ ' آثار شریفہ ' سے متعلق ہے ، اس باب

کو دو ذیلی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ' آثار شریف ' کو ان کی خصوصیت اور امتیاز کی بنا پر پانچ حصوں میں درجہ بندی کی گئی ہے۔

زمرہ 1۔ وہ آثار جن کا تعلق نبی کریم ﷺ کے بلاواسطہ جسمِ اقدس سے ہے۔ مثلاً موئے مبارک، دندانِ مبارک، ناخن مبارک، عرق، عریق وغیرہ

زمرہ 2۔ وہ آثار جن کا تعلق نبی کریم ﷺ بالواسطہ جسم اقدس سے ہے یعنی وہ جسمِ اطہر کا حصہ تو نہیں تھے لیکن اس سے جڑے ہوئے تھے مثلاً عمامہ شریف، بُردہ، قمیص، خاتم انگوٹھی، اِزار وغیرہ

زمرہ 3۔ وہ آثار شریف جو نبی کریم ﷺ کے استعمال میں وقتاً فوقتاً آتے تھے۔ مثلاً عصا، سیوف، مخصرہ (چھوٹی لاٹھی) Short stick-Mikhsarah-

زمرہ 4۔ وہ آثار شریف جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جسمانی تعلق میں رہتے مگر جداگانہ حیثیت رکھتے تھے۔ مثلاً منبر شریف اور وہ خطوط جو آپ نے مختلف سربراہانِ مملکت کو اس وقت لکھے تھے۔

زمرہ 5۔ وہ آثار شریف عمارات، مقامات جہاں نبی کریم ﷺ نے قیام فرمایایا ان کا دَورہ فرمایا اور کچھ دیر ٹھہرے مثلاً صحابہ کرام کے مکانات۔

کتاب کے باب 4 کے دوسرے حصے میں 'خصص الآثار' پر بحث کی گئی ہے۔ یہ ایک اہم حصہ ہے جس میں اس بات کو صحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ہم کس طرح اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ وابستہ کوئی آثار اصلی ہیں یا نہیں؟

مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کا یہ ایک منفرد اور معجزاتی امتیاز

ہے کہ ان کے بال وقت کے ساتھ بڑھتے رہتے ہیں، نہ صرف یہ بلکہ ان کے سیاہ بال سیاہ اور سفید بال سفید رنگ ہی میں بڑھتے ہیں اور سیاہ بالوں کی بڑھنے کی رفتار سفید بالوں سے زیادہ تیز ہے۔ یہ بھی ایک خاص امتیاز ہے کہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک وقت کے ساتھ بڑھتے ہیں اس کے علاوہ اور کسی شخصیت، خلفائے راشدین یا دیگر صحابہ کرام میں سے کسی کے بھی بال وقت کے ساتھ نہیں بڑھتے۔ اس بنا پر ہم رسولِ پاک ﷺ کی ذات سے منسلک موئے مبارک کی صحت و صداقت کا تعین کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر اہم اور منفرد خصوصیات بھی موئے مبارک کا خاص امتیاز ہیں مثلاً رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کا سایہ نہیں ہوتا اور یہ کہ موئے مبارک آگ میں نہیں جلتے۔ تاہم ان کی تصدیق کے لئے خاص تجربہ اور فہم ضروری ہے۔ ہاں ایک بات مصدقہ ہے کہ رسولِ پاک ﷺ سے منسلک کوئی بھی چیز کبھی ضائع نہیں ہوگی اس لیے کہ اللہ تعالی اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

یہاں میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں، اہل بیت سے ایک بزرگ شیخ، جو اب مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہیں، تقریباً 8 ماہ قبل یہاں تشریف لائے۔ میں نے ان کے اِکرام میں عطر جو عرق شریفہ سے مَس ہوا تھا انہیں دیا، جس کو انہوں نے اپنے پاس رکھ لیا۔ تقریباً 10 یوم کے بعد ایک شامی عالم بھی زیارت کے لیے تشریف لائے۔ اس بزرگ شیخ نے اس کا تذکرہ اس شامی عالم سے کیا لیکن وہ عرق شریف کے متعلق دلی طور پر مطمئن نہیں تھے۔ اُسی رات ان شامی عالم نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیات کی اور خواب میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عرق شریفہ کی بابت پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں، یہ میرا عرق ہے اور صرف میرا عرق شریف ہی

وقت کے ساتھ باقی رہ سکتا ہے۔ یہ بھی امر حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک نہ صرف وقت کے ساتھ بڑھتے رہتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ جڑی خوشبو / عرق 14 سو سال سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود قائم و دائم ہے۔

ایک اور دلچسپ حقیقت ہمارے مشاہدہ میں آئی کہ وقت کے ساتھ انہوں نے نئے بالوں کا اضافہ دیکھا تو اس کی صداقت کے لئے انہوں نے ان نئے بالوں کو "آگ" پر تجربہ کیا تو یہ نئے بال اس تجربہ پر پورے اترے۔ گویا اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ یہ نئے بال رسول اللہ ﷺ کے اصل بالوں سے ہی اخذ ہوئے ہیں۔

ایک معجزہ موئے مبارک سے مشاہدہ میں آیا کہ کچھ موئے مبارک جب کسی مجلس الذکر میں رکھے گئے تو حرکت کرتے نظر آئے اور بعض موئے مبارک اندھیرے میں چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں گویا ان سے نور اجاگر ہو رہا ہو۔

خصائص الآثار کے ضمن میں ایک اور ذاتی واقعہ یوں پیش آیا کہ 15 اپریل 2009ء کو میں نے چھوٹے سائز کا ایک نیا موئے مبارک، بحرین کے ایک شیخ کو تحفہ میں دیا، 11 جون 2009ء کو یعنی دو ماہ سے بھی کم عرصہ میں معجزانہ طور پر اس کا سائز دوگنا ہو گیا۔ میں نے ان شیخ سے استدعا کی کہ وہ بحرین کے علماء سے اس کی شہادت اکٹھی کریں جو انہوں نے مجھے عطا کی۔

علامہ اوکاڑوی: 'آثار النبویہ' کتاب کون لکھ رہا ہے اور کیا اس میں ایسی دیگر کتب کا کوئی حوالہ ہے جو اس موضوع پر برعظیم پاک وہند (انڈیا اور پاکستان) میں لکھی گئی ہیں؟

الشیخ الخزرجی: آثار النبویہ میری تصنیف ہے اور اس میں شاہ ولی اللہ کے والدِ گرامی شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی کے کچھ حوالہ جات اس ضمن میں موجود ہیں تاہم مجھے

ایسی دیگر کتب کا علم نہیں ہے۔

علامہ اوکاڑوی: اس موضوع پر میری اپنی تصنیف "مزارات و تبرکات اور ان کے فیوضات" میں متعدد حوالہ جات موجود ہیں، میں آپ کو اس کی تفصیل فراہم کردوں گا۔ ان شاء اللہ

الشیخ الخزرجی: میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

علامہ اوکاڑوی: بہت سے لوگوں کے پاس "فرع" یعنی موئے مبارک سے نکلی ہوئی شاخیں موجود ہیں، آپ اس کو کیسے دیکھتے ہیں؟

الشیخ الخزرجی: جی ہاں یہ درست ہے اور ہم نے اس کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے اور ایسا بارہا مرتبہ ہوا ہے۔ (کچھ سطور قبل اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ بالوں میں اضافہ دیکھا گیا ہے)

علامہ اوکاڑوی: جن لوگوں نے آپ کو بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کو 'آثار النبویہ' ہدیہ کرنے کو کہا ہے کیا آپ نے اس سلسلے میں کوئی شہادت اکٹھی کی، اس کی تصدیق کے لیے؟

الشیخ الخزرجی: پہلی بات یہ کہ 'آثار النبویہ' ہمیں ایک نہیں بلکہ متعدد افراد سے ملے ہیں جو ایک دوسرے سے واقف بھی نہیں تھے اور مختلف مقامات سے تعلق رکھتے تھے اور دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ تمام آثار ہمیں بغیر کسی دنیاوی بدلے میں ہدیۃً تحفۃً عطا کیے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ بہت عرصہ سے ہماری تلاش میں تھے۔

علامہ اوکاڑوی: تو کیا آپ کو اس سلسلے میں کوئی اشارہ نہیں ملا تھا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟

الشیخ الخزرجی: نہیں، اصل میں ہمیں یہ تو اشارہ ملا تھا کہ ہم یہ آثار وصول کریں گے مگر کہاں سے اور کن سے؟ اس کا علم نہیں تھا۔

علامہ اوکاڑوی: پچھلے 5، 6 سال کے عرصہ میں ہزاروں کی تعداد میں ان آثار النبویہ کی زیارت سے لوگ مشرف ہو رہے ہیں کیا کوئی ایسا واقعہ پیش آیا کہ کسی نے اس کی تصدیق کرنے کی کوئی کوشش کی؟

الشیخ الخزرجی: ہاں ایسا بارہا ہوا، جب میں سوڈان کے دورہ پر ' آثار النبویہ ' کے ہمراہ گیا اس وقت شدید گرم موسم تھا اور درجہ حرارت 48 ڈگری سینٹی گریڈ تھا لیکن جب تک ' آثار النبویہ ' وہاں رہے اس کے دارالخلافہ کے اوپر تین دن تک بادل چھائے رہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ شیشان (چیچنیا) کے شہر میں بھی پیش آیا جب چیچنیا کے صدر نے برکت کے لیے ذخیرہ شریف کو غسل کے لیے استدعا کی۔ اس وقت ان کے محل پر جو چاروں طرح شیشہ گری سے گھرا ہوا تھا، سورج پوری طرح آب و تاب سے چمک رہا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے آپ محل کے اندر نہیں بلکہ باہر دھوپ میں ہیں۔ لیکن جیسے ہی ہم نے غسل شریف کے لیے بکس سے ذخیرہ شریف نکالا اور اس کے لیے تمام انتظامات مکمل کیے ہمیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹا اس عمل کو لگ گیا، ہم جب کہ پورے انہماک سے غسل شریف کے عمل میں مصروف تھے اس دوران محل کے باہر گارڈ نے اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کیا کہ ایک موٹی تہہ کا بادل کا ٹکڑا کہیں سے آیا اور اس نے پورے محل کو اپنے سایہ سے ڈھانپ دیا۔ اس نے اس کو وڈیو میں منتقل کیا اور یہ وڈیو، یُوٹیوب Youtube سوشیل میڈیا پر موجود ہے۔

روس کے دورہ میں بھی 4 اور 5 ستمبر 2013ء کو ایک ایسی شہادت ملی، جب ان کے وزیر داخلہ نے سرکاری ٹی وی پہ یہ شہادت دی کہ عام حالات میں ہم روزانہ قتل اور متعدد جرائم کے مقدمات سے نبرد آزما ہوتے ہیں لیکن جب سے الشیخ احمد الخزرجی اپنے تبرکات ' آثار النبویہ ' کے ساتھ ہمارے مہمان ہوئے ہیں ملک بھر میں ایسا کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا۔

علامہ اوکاڑوی: بعض شرپسند عناصرِ ' آثار النبویہ ' کی سالانہ زیارت کے موقع پر بدنیتی سے بھی آتے ہیں یا آسکتے ہیں۔ کیا کبھی ایسا علم / مشاہدہ میں ہوا کہ ان کی بدنیتی کی وجہ سے ان سے یقیناً کچھ بُرا ہوا ہو گا؟

الشیخ الخزرجی: ہم لوگوں کی نیت نہیں جان سکتے لیکن ایسی کوئی بات ہمارے علم میں نہیں آئی ہے کہ ' آثار النبویہ ' کی وجہ سے کسی کو کوئی نقصان پہنچا ہو کیوں کہ رسول اللہ ﷺ بہت مہربانی فرمانے والے ہیں۔ ہاں ایسا شخص ' آثار النبویہ ' کے فیوضات و برکات سے یقیناً اپنے آپ کو محروم رکھتا ہے۔ جو غیر مسلم، سالانہ زیارت میں یہاں آتے ہیں مجھے ان سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ میں اپنا زیادہ وقت آثار النبویہ کی خدمت اور اصل حالت میں بحالی پر صرف کرتا ہوں اور یہ کہ میں دوسروں کو قائل کرنے کے لیے اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرتا۔

ہم جانتے ہیں کہ بیمار ذہن اور بدنیت لوگ ہمیشہ ہمارے آس پاس ہوتے ہیں۔ آج اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان کو ان ' آثار النبویہ ' کی شہادت دیں تو بھی یہ بیمار ذہن کے لوگ یقین نہیں لائیں گے۔ اب تک ہم نے غیر مسلموں کو ' آثار النبویہ ' کی عام زیارت کی اجازت نہیں دی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر کبھی ایسا ہوا تو یہ

اگر تعصب کی عینک کے بغیر ان کی زیارت کریں تو عین ممکن ہے کہ اسلام قبول کرلیں گے۔

علامہ اوکاڑوی: آپ بالکل صحیح فرمارہے ہیں۔

الشیخ الخزرجی: رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کے متعلق کچھ اور مشاہدات و معجزات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ ﷺ کے سیاہ بال سیاہ ہی بڑھتے ہیں اور سفید بال سفیدی میں بڑھتے ہیں اور حنا میں رنگے بال حنا ہی میں بڑھتے ہیں۔ سیاہ بال سفید بالوں سے زیادہ تیزی سے بڑھتے ہیں، سیاہ بال عمومی طور پر 20 سے 30 سالوں میں دوگنا ہوجاتے ہیں جب کہ سفید بالوں کو 70 سے 80 سال لگ جاتے ہیں۔ سیاہ بالوں کو 'جمال' کہا جاتا ہے جب کہ سفید بال مبارک کو 'جلال' کہا جاتا ہے۔

کتاب کے اگلے باب میں 'ذکر' کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک حرکت کرتے ہیں اور ان سے نور پھوٹتا ہے جب ان کے سامنے 'لا الہ الا اللہ' پڑھا جاتا ہے۔ ملک لبنان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے پاس اس کا تصویری ریکارڈ موجود ہے۔

کتاب کے اگلے باب میں ان چند معجزاتی واقعات کا تذکرہ ہے جو ان موئے مبارک رسول اللہ ﷺ سے منسلک ہیں۔ اس سلسلے میں پہلا واقعہ ابوظہبی کے چیف اور مشہور عالم کے متعلق ہے۔ وہ ایک ہسپتال میں زیر علاج تھے اور کسی وجہ سے ان کے بدن سے خون نہیں رُک رہا تھا۔ ڈاکٹروں کی تمام کوششیں بے سود رہی تھیں، حکومت متحدہ عرب امارات نے ان کو یورپ منتقل کرنے کے لیے ہوائی جہاز کا بندوبست کردیا تھا، جب میں ان کے کمرے میں داخل ہوا تو شیخ صاحب اپنے بچوں کو وصیت فرمارہے تھے۔ میں یہ

دیکھ کر بہت غمگین ہوگیا کیوں کہ وہ میرے والدِ گرامی کے دوست تھے اور میرے لیے یہ بہت مشکل تھا کہ میں ان کو کھودوں، میں فوراً گھر آیا اور موئے مبارک ساتھ لے کر ان کے پاس دوبارہ پہنچا۔ جیسے ہی انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا، میرے بیٹے، اچھا ہوا تم آگئے، میرے لیے دعا کرو۔ میں نے جواب دیا کہ میں آپ کے لیے شفا لایا ہوں اور یہ کہتے ہوئے میں نے موئے مبارک ان کے حوالے کردیا۔ اگلے ہی لمحے میں نے دیکھا کہ شیخ صاحب موئے مبارک سے اس طرح باتیں کرنا شروع ہوگئے گویا وہ نبی کریم ﷺ کے دوست ہوں۔ وہ قریباً 20 منٹ تک ان موئے مبارک سے مسلسل باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے بدن سے خون بہنا بند ہوگیا۔

مجھے اس بات کا قلق ہے کہ اس وقت میرے پاس کوئی ٹیپ ریکارڈر نہیں تھا کہ میں ان کی گفتگو کو، جو انہوں نے موئے مبارک (ﷺ) سے کی تھی، محفوظ کرلیتا۔ میڈیکل اسٹاف / معالج حضرات حیران تھے کہ خون بہنے کی کیا وجہ تھی اور کیسے یہ ختم ہوگئی۔ وہ چیف اس کے بعد تقریباً ایک مہینہ مزید زندہ رہے اور مختلف مقامات پر آتے جاتے رہے۔

ایک اور معجزاتی واقعہ ملکِ لبنان کے ایک شخص کے سامنے پیش آیا۔ وہ شخص میرے ساتھ اس کتاب 'آثار النبویہ' کی تدوین کے سلسلے میں کام کررہا تھا اور 'آثار النبویہ' کے تصویری نقش کو کتاب میں منتقل کرتا تھا کہ ایک دن اسے گھر سے فون کال آئی کہ اس کی ماں شدید بیماری میں 'کوما' میں چلی گئی ہے اور اس کی حالت خطرے میں ہے۔ اس شخص نے مجھ سے اپنی والدہ کے لیے 'متبرک پانی' جو موئے مبارک کے غسل میں استعمال ہوا اپنے ساتھ لیا اور اپنے ملک اپنی والدہ کے پاس لے گیا۔ وہ اسے اپنی

والدہ کو پلانا چاہتا تھا لیکن معالج حضرات اس ڈر سے اجازت نہ دیتے کہ کہیں پانی ان کے پھیپھڑوں میں نہ چلا جائے۔ تاہم اس شخص نے خشک کپڑے کو اِس پانی میں ڈبو کر اپنی ماں کے چہرے اور چھاتی پر لگایا جیسے ہی پانی سے تر کپڑا ان کے دل پر لگایا گیا تو میڈیکل ہارٹ مانیٹر جو اس کی ماں کی دل کی دھڑکن نوٹ کرنے کے لیے لگایا گیا تھا اس پر دل کی اوپر نیچے کی دھڑکن کی بجائے لفظ اللہ اللہ کی شکل میں لفظ نظر آنے لگے۔ یہ ایک حیران کن بات تھی اور یہ بات یقیناً ہسپتال کے عملہ کے لیے (جو کہ عیسائی تھا) اور بھی حیران کن تھی۔ چنانچہ ہسپتال کا تمام عملہ ہارٹ مانیٹر کے گرد جمع ہو گیا اور انہوں نے ہارٹ مانیٹر کا بغور معائنہ شروع کر دیا۔ انہوں نے اسے متعدد بار سوئچ آف اور سوئچ آن بھی کیا تا کہ اگر کوئی پروگرام میں کوئی خرابی ہے تو ٹھیک ہو جائے لیکن جوں ہی مانیٹر کو آن کیا جاتا تھا اس پر لفظ اللہ اللہ کی صورت میں دل کی دھڑکن کا ڈیٹا نظر آنے لگتا۔ اس صورت حال میں انہوں نے ہارٹ مانیٹر کو چیک کرنے کے لئے کسی کمپنی کے الیکٹریکل ٹیکنیشن کو بلایا، جس نے اگلے دن آنے کے لیے وقت طے کر لیا۔

اگلے دن ٹیکنیشن نے ہارٹ مانیٹر کو ہر طریقے سے چیک کیا مگر بے سود۔ اس نے پھر نیا ہارٹ مانیٹر لگایا لیکن نیا مانیٹر بھی اسی طرح لفظ اللہ اللہ دکھانے لگا، تین دن تک اس منظر کو سینکڑوں لوگوں نے اس ہسپتال میں موجود اور باہر کے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حتیٰ کہ اس شخص کی والدہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ ہمارے پاس اس مانیٹر کی تصاویر محفوظ ہیں۔

اس واقعہ سے مترشح ہے کہ غیر مسلم لوگ جیسے کہ اس مسیحی ہسپتال کے لوگ تھے، ایسے معجزات پر یقین کر لیتے ہیں لیکن بیمار ذہن کے لوگوں کے دلوں پر مہر لگ چکی

ہوتی ہے اور وہ یقین کرنے میں پس و پیش سے کام لیتے ہیں۔

الامام الجوینی جو کہ جامعہ الازہر، مصر کے بلند پایہ اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں اپنی کتاب الفتاوی (جو کہ چار جلدوں پر مشتمل ہے) میں ایسے لوگوں کا شمار " اعداء اللہ ورسولہ والمسلمین " یعنی وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے دشمن کے طور پر کیا ہے کیوں کہ ایسے بیمار ذہن کے لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صفات و کمالات کو محدود نظر سے دیکھتے ہیں۔

"آثار النبویہ" کتاب کے اگلے باب میں مندرجہ ذیل پہلوؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔

❁--- ہم آثار النبویہ کو کیسے، کہاں اور کس انداز سے رکھتے ہیں؟

❁--- آثار النبویہ کو رکھنے کے آداب کیا ہیں؟

❁--- آثار النبویہ کی صفائی، حفاظت اور صحت کے لیے کون سے آلات استعمال میں لائے جاتے ہیں؟

❁--- موئے مبارک کو کس انداز سے لگایا جاتا ہے تا کہ اس کے بڑھنے کا عمل جاری رہے؟

❁--- موئے مبارک کے سیدھا اور الٹا لگے ہونے کا فرق کیسے جانچا جاتا ہے؟

❁--- موئے مبارک کے لیے 'ویکس' (موم) کیسے بنائی جاتی ہے؟

❁--- اس باب میں ہر ایک پہلو کو بہت تفصیل اور محتاط انداز سے بیان کیا گیا ہے تا کہ قاری اس تمام عمل سے آگاہی حاصل کر سکے، جہاں ضروری ہوا وہاں تصاویر کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

مثال کے طور پر جب ہم سیاہ رنگ کے موئے مبارک کو محفوظ کر رہے ہوتے ہیں یا

اس کی صفائی کر رہے ہوتے ہیں تو ہم سفید رنگ کا کپڑا استعمال کرتے ہیں جب کہ سفید رنگ کے موئے مبارک کے لیے سیاہ رنگ کے کپڑے کا استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح موئے مبارک کی سمت کا تعین بہت ضروری ہے کیوں کہ موئے مبارک صرف اسی صورت بڑھتے ہیں اگر ان کو ان کی صحیح سمت میں لگایا جائے۔ موئے مبارک کی سمت کو جانچنے کے لیے ہم موئے مبارک کو انگلی کے پوروں پر زیتون کا تیل لگا کر اس کی ملائمت کا اندازہ کرتے ہیں اگر یہ ملائمت نیچے سے اوپر کی جانب ہو تو یہ صحیح سمت ہے اور اسی صورت میں بال بڑھنے کا عمل جاری رہے گا۔

دوسری اہم چیز موئے مبارک کے بڑھنے کے لیے خصوصی طور پر تیار کی جانے والی 'ویکس' (موم) ہے۔ جہاں اس موئے مبارک کو اس کی صحیح سمت میں لگایا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ تمام خوش بخت افراد جن کے پاس 'آثار النبویہ'، کسی طور پر محفوظ ہیں ان کی تعلیم و آگاہی ہو سکے۔ روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے 'صلح حدیبیہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر کم و بیش 28,000 صحابہ کرام کو مختلف 'آثار' مرحمت فرمائے تھے، ان میں بیش تر تعداد ان صحابہ کرام کی تھی جن کے پاس 'موئے مبارک' تھے۔ لہٰذا ایسے کیوں کر ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک ناپید ہو جائیں جب کہ یہ وقت کے ساتھ بڑھتے بھی ہوں اور ان کو آگ بھی نہ جلا سکتی ہو۔

علامہ اوکاڑوی: صحیح روایات میں ہے کہ چند اصحاب نے برکت کے لیے موئے مبارک اپنی قبر میں اپنے ساتھ رکھے تھے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں جن لوگوں

کے پاس موئے مبارک ہیں وہ ان کو عبیر کے ساتھ یا صندل کے برادہ میں رکھتے ہیں، آپ کے خیال میں کیا یہ صحیح ہے؟ میرا ایک اور سوال ہے کہ استنبول کے ٹاپ کاپی میوزیم میں جو موئے مبارک زیارت کے لیے رکھے گئے ہیں وہ وقت کے ساتھ کیوں نہیں بڑھتے؟

الشیخ الخزرجی: جن لوگوں نے یہ آثار شریف اپنے ساتھ قبر میں رکھے ہیں انہوں نے یقیناً اپنے ساتھ جنت کی ضمانت رکھ لی ہے جیسا کہ بعض صحابہ کرام اور تابعین کے ذکر میں آتا ہے لیکن اس سے بہت سے آنے والی نسلوں کے لوگ ان کی زیارت سے محروم ہو گئے۔ آپ کے دوسرے سوال کے جواب میں عرض ہے کہ میری تحقیق کے مطابق یہ بال مبارک مصنوعی ویکس (Synthetic wax) میں رکھے ہوئے ہیں اور ان سے بیش تر کی سمت صحیح نہیں لگائی گئی ہے حالیہ دنوں میں ٹاپ کاپی ادارہ کے لوگوں نے مجھ سے اس سلسلے میں رابطہ کیا ہے اور میں عنقریب وہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس سلسلے میں ان کو تمام ضروری معلومات بھی فراہم کروں گا۔

علامہ اوکاڑوی: کیا آپ یہ تربیت اپنے بچوں کو بھی دے رہے ہیں؟

الشیخ الخزرجی: جی ہاں میں اپنے بچوں کو باقاعدہ سکھا رہا ہوں اور یہ بہت ضروری اَمر ہے۔

علامہ اوکاڑوی: آپ رہنمائی فرمائیں کہ ہم کس طرح سے جانچیں گے کہ کوئی 'موئے مبارک' اصلی ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ اس کو پانی میں رکھ کر جانچتے ہیں اور اس پر ٹارچ کی روشنی سے معلوم کرتے ہیں کہ 'سایہ' ہے یا نہیں اگر سایہ نہ ہو تو یہ اصلی ہو گا؟ آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟

الشیخ الخزرجی: میری رائے میں یہ طریقہ موزوں نہیں ہے، اس طریقے سے

جانچنے میں یہ شائبہ ہو سکتا ہے کہ موئے مبارک تو اصلی ہو، لیکن ' سایہ ' کی وجہ ' پانی کا سایہ ' یا بخور (خوش بو)، عطر کا سایہ بن رہا ہو جو اس موئے مبارک کو لگی ہو، یا صفائی اچھے طریقے سے نہ ہو؟ یا یہ کہ میرے ہاتھ اچھے طریقے سے صاف نہ ہوں اور ان کی وجہ سے ' موئے مبارک ' پر کچھ لگا ہو۔ گویا جب تک موئے مبارک بہت اچھے انداز سے صاف نہ ہوں، اس تجربہ سے غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ میری تحقیق کے مطابق 'موئے مبارک ' کو جانچنے کے لئے اسے تین مراحل سے گزارنا چاہیے۔

مرحلہ نمبر 1:۔ "سایہ نہ ہونا" اس ٹیسٹ کے لیے موئے مبارک کو پہلے ' زم زم ' کے پانی کے ساتھ نیچے سے اوپر کی طرف صاف کرنا چاہیئے، پھر اسے عام صاف پانی سے دھونا چاہیے کیونکہ زم زم پانی میں بہت سے نمکیات مثلاً سوڈیم، پوٹاشیم وغیرہ ہوتے ہیں جو کہ موئے مبارک پر رہ جاتے ہیں اگر اسے عام صاف پانی سے نہ دھویا جائے۔ اس کے بعد موئے مبارک کو نرم و ملائم کپڑے سے صاف کرنا چاہیے اگر کوئی موئے مبارک " سایہ نہ ہونا" کا ٹیسٹ واضح نہ کر سکے تو اسے دوسرے مرحلے پر گزارنا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ' سایہ ' ہونے کی وجہ ہمارے ہاتھوں کا بہت زیادہ صاف نہ ہونا ہو۔

مرحلہ نمبر 2:۔ " موئے مبارک کا ذکر کے ساتھ حرکت کرنا" موئے مبارک کے سامنے ذکر کیا جائے۔ اگر یہ اصل موئے مبارک ہو گا تو ان شاء اللہ یہ ذکر کے ساتھ حرکت کرے گا، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اسے تیسرے مرحلے سے گزارا جائے۔

مرحلہ نمبر 3:۔ " موئے مبارک کو آگ نہیں جلاتی " اگر پہلے دونوں مرحلوں میں موئے مبارک، کے اصل ہونے کی تصدیق نہ ہو رہی ہو تو اسے آگ میں جلانے کا ٹیسٹ کیا جائے۔ یہ ٹیسٹ اس کے اصل یا نقل میں صاف فرق بتا دے گا۔

علامہ اوکاڑوی: آپ کس طرح یہ ہمت کر سکیں گے کہ موئے مبارک کو مرحلہ نمبر 3 ٹیسٹ سے گزارا جائے۔ میرا مطلب کہ ہمارا دل اور روح خوف سے کانپ اٹھے گی اگر اسے اس ٹیسٹ سے گزارے جانے کا خیال آئے؟

الشیخ الخزرجی: آپ یقیناً درست فرما رہے ہیں لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ترکیہ خلافت عثمانیہ زر کلی نے موئے مبارک کو پگھلتے ہوئے کرسٹل میں محفوظ کیا، یہ ایک خصوصی ڈیزائن کا حامل کرسٹل ہے جس میں موئے مبارک کو ہمیشہ کے لیے محفوظ و مامون بنانے اور اسی کا حصہ بنانے کے لئے پگھلایا گیا ہے۔ اسے 800 ڈگری سینٹی گریڈ تک پگھلایا گیا لیکن اس قدر حدت والے ٹمپریچر (درجہ حرارت) میں بھی موئے مبارک اپنی اصل حالت میں محفوظ رہا اور آج تک ہے۔

علامہ اوکاڑوی: ماشاء اللہ، آپ اس موضوع پر ایک انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ یا شیخ! جب سے آپ کے پاس یہ ' آثار النبویہ ' موجود ہیں کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی ہے؟

الشیخ الخزرجی: جی ہاں، الحمد للہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خواب میں پانچ سے زیادہ مرتبہ زیارت ہوئی ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اس کمرے کے سامنے قیام فرماتے تھے جہاں پر ہم نے یہ آثار النبویہ رکھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ قبلہ شریف کی طرف دیکھ رہے تھے اور ان کے پیچھے ایک بہت بڑا میز تھا جس کے اوپر سفید رنگ کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ یہ میز تقریباً 3 گز چوڑائی میں تھا اور تا حدِ نظر لمبائی میں پھیلا ہوا تھا یہاں تک کہ میز کا دوسرا کنارا دکھائی نہ دیتا تھا۔ اس میز کے شروع میں وہ تمام آثار النبویہ موجود تھے جو ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

یہ ' آثار ' بغیر کسی غلاف کے موجود تھے گویا صاف نظر آ رہے تھے۔ ان آثار کے ساتھ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں کتب موجود تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک بلند کر کے ارشاد فرمایا: ھذہ آثاری۔ یعنی یہ میرے آثار ہیں۔ اور ایسا کرتے ہوئے انہوں نے جب آثار کی طرف اشارہ کیا تو روشنی کا ایک نور ان آثار سے پھوٹنے لگا گویا یوں لگ رہا تھا جیسے ہر ایک آثار شریف ایک جگمگاتا ہوا ستارا ہو۔

علامہ اوکاڑوی: آپ اپنی زندگی میں کیا تبدیلی محسوس کرتے ہیں؟ جب سے آپ ان ' آثار النبویہ ' کے امانت دار و نگہبان ہوئے ہیں؟

الشیخ الخزرجی: بہت سی! پہلی تبدیلی یہ ہوئی کہ متحدہ عرب امارات اہل انصار قبیلہ نے مجھے ' پرنس آف انصار ' منتخب کر لیا ہے۔ اس منصب کے لیے دنیا بھر سے ' 8 ' موزوں امیدوار تھے، وہ تمام مجھ سے زیادہ پڑھے لکھے تھے اور بیش تر مجھ سے زیادہ با اثر اور امیر تھے۔ ہم انصار قبیلہ کی خدمت اپنے والد کے زمانے سے کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے انصار برادری کا سردار منتخب کیا ہوا ہے۔

علامہ اوکاڑوی: آپ اپنے اندر کیا تبدیلی محسوس کر رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ روحانی طور پر آپ کے محسوسات کیا ہیں؟ آپ نے کون کون سی عادات میں واضح تبدیلی پائی ہے؟ چونکہ میرا یقین ہے کہ یہ ' عطا ' عام نہیں بلکہ خاص الخاص ہے۔ میرے نزدیک آپ اس دنیا کے سب سے امیر اور ممتاز شخص ہیں؟

الشیخ الخزرجی: الحمد للہ، روحانی طور پر میں نے بہت سی تبدیلیاں محسوس کی ہیں، میں اسے ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ آثار النبویہ کے سلسلے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ چونکہ ہمارے پاس ایک کثیر تعداد میں آثار شریف موجود ہیں۔ ان میں دو عدد ذخیرہ شریف

ہیں۔ لہٰذا ہم ان کی خاص طور پر حفاظت و تزئین میں کسی قسم کی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ ہم ان آثار کو کبھی بغیر غلاف کے یا بغیر شیشے کے نہیں رکھتے تاکہ کوئی ان کو چھو نہ سکے اور کسی طرح ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ جنیوا میں میرے ایک دوست کے پاس ایک موئے مبارک تھا۔ لیلۃ القدر میں اس کے دوست و احباب نے اصرار کیا کہ وہ برکت کے لیے اس موئے مبارک کی ان کو زیارت کروائے۔ میرے وہ دوست گھر سے موئے مبارک لے آئے اور زیارت کے لیے رکھ دیا۔ یہ موئے مبارک بغیر کسی بند شیشے میں موجود تھا تاکہ لوگ نہ صرف اس کی زیارت کر سکیں بلکہ اس میں بسی ہوئی خوش بو کی مہک لے سکیں۔ یہ زیارت فرداً فرداً یکے بعد دوسرے جاری رہی یہاں تک کہ آخری فرد زیارت کے لیے آئے اور انہوں نے اسے دیکھتے ہی اٹھا کر اپنے اندر نگل لیا۔

اس واقعہ سے ہمیں سبق ملا، اب ہم کسی بھی آثار کو اس طرح کُھلا نہیں رکھتے۔ ہمارے پاس دو طرح کے کرسٹل کے جار ہیں۔ کچھ موئے مبارک محدب عدسہ (میگ نی فائن گلاس) کی مدد سے زیارت کے لیے رکھے گئے ہیں، دوسرے ایک خاص ڈیزائن شدہ جار میں رکھے گئے ہیں اور اس میں ایک سوراخ رکھا گیا ہے تاکہ موئے مبارک سے مہک مبارک باہر تک آ سکے۔ یہ جار تقریباً 2 کلو گرام ' چاندی ' کی دھات سے تیار کیا گیا ہے اور اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ بآسانی منتقل کیا جا سکتا ہے اگر خدانخواستہ غلطی سے نیچے بھی گر جائے تو موئے مبارک کو کسی قسم کی گزند نہ پہنچ سکے۔

کتاب کے اگلے باب میں اس ویکس (موم) کو تیار کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے جو موئے مبارک کے بڑھنے کے عمل میں سازگار ہوتا ہے۔ یہ ویکس مصنوعی اور ایسا عام

نہیں ہے جو ہم سُپر مارکیٹ سے خریدتے ہیں۔ یہ ویکس قدرتی طور پر شہد کے چھتے سے حاصل کی جاتی ہے جو قدرتی صحراؤں میں پائی جاتی ہے۔ اس ویکس کو نہایت محتاط انداز سے شہد کے چھتے سے الگ کیا جاتا ہے اور پھر اسے گرم پانی میں رکھا جاتا ہے اور پھر نیلے عنبر (Blue Amber) میں ڈالا جاتا ہے۔ نیلا عنبر ایک نایاب شے ہے جو خالص سونے سے بھی مہنگا ہے۔ اس میں 'کستوری' (Musk) ڈالی جاتی ہے اور پھر اسے آہستہ آہستہ مرکب میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس مرکب میں ایک بہت ہی نایاب گلابی رنگ کا کافور (Pink Camphor) یا پیلے رنگ کا کافور (Yellow Camphor) ڈالا جاتا ہے لیکن سفید رنگ (White Camphor) کا ہرگز نہیں۔ اس کے بعد اس مرکب کو ٹکڑوں میں کاٹ کر اس کے اندر کافور پاؤڈر، پتھر کے بغیر ڈال کر ملایا جاتا ہے اور پھر دوبارہ عنبر ڈالا جاتا ہے۔ یہ خاص ویکس قدرتی طور پر لگنے والی اشیاء کی مدد سے تیار ہوتی ہے اور یہ ویکس 11 سے 14 سال تک پائیدار رہتی ہے۔

یہاں میں ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں کہ موئے مبارک پر کوئی بھی خوشبو نہیں لگائی جاتی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے کہ موئے مبارک میں سے قدرتی طور پر ایک نایاب اور مسحور کن خوشبو 1400 سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک آرہی ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ملائکہ موئے مبارک کی زیارت کے لیے موجود رہتے ہیں، تو جو خوشبو ہم بناتے ہیں وہ موئے مبارک کے اردگرد کے ماحول یعنی بکس اور غلاف یا ویکس جہاں پہ موئے مبارک لگائے جاتے ہیں، وہاں پر لگانے کے لیے ہے۔

علامہ اوکاڑوی: ماشاءاللہ بہت عمدہ اور اچھا خیال ہے۔ یا شیخ! کیا آپ کا خاندان شروع

سے یہاں قیام پذیر ہے یا آپ کسی اور علاقے یا ملک سے یہاں ہجرت کرکے آئے تھے؟

الشیخ الخزرجی: ہمارا خاندان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ سے ہجرت کرکے متحدہ عرب امارات کی ریاست فجیرہ میں سکونت اختیار کرگیا تھا۔ یہ حروب الرِدا (Haroob Al Rida) کے وقت کی بات ہے۔ فجیرہ کے علاقے دبا البیعہ (Dibba Al Bay'ah) اس وقت حالتِ جنگ میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت عکرمہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں کفار سے جنگ کے لیے یہاں لشکرِ اسلام کے دستے بھیجے۔ ہمارے خاندان کے 14 افراد اس لشکرِ اسلام میں شامل تھے (جنگِ الردا کے نام سے یہ لشکر اسلام کفار سے لڑا)۔ ان 14 افراد میں سے ایک میرے جدِ امجد العین کے علاقے میں اس وقت تک ٹھہرے رہے تاکہ اس بات کا یقین اور اطمینان حاصل ہو جائے کہ جنگ الردا کا مشن کامیاب رہا اور علاقہ کا ہر شخص مسلمان ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ہمارا خاندان دوبارہ مدینہ منورہ چلا گیا۔ پھر خلیفہ ہارون الرشید کے دورِ خلافت میں ان کی درخواست پر ہمارا خاندان عراق ہجرت کرگیا۔ خلیفہ مامون الرشید کے عہدِ خلافت تک وہیں قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد ہم دوبارہ متحدہ عرب امارات میں واپس ہجرت کرکے آگئے۔

علامہ اوکاڑوی: کیا آپ کے خاندان کا تعلق کسی روحانی سلسلے سے ہے مثلاً قادری، شاذلی، رفاعی یا کوئی اور صوفی سلسلہ؟

الشیخ الخزرجی: جی ہاں ہم قادری، شاذلی صوفی سلسلے سے ہیں علاوہ اس کے ہمارا ایک اپنا بھی روحانی سلسلہ ہے۔ میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں۔ ایک روز نمازِ فجر کے بعد دبئی کی مسجد میں، مَیں اوراد پڑھنے میں مشغول تھا جو کہ بہت درکار وقت میں پڑھے جاتے ہیں

، اس دوران مسجد میں موجود قریباً دو سو کے قریب لوگ آہستہ آہستہ مسجد سے چلے گئے یہاں تک کہ ایک آدمی جو مسجد میں باقی رہ گیا وہ میرے پیچھے کھڑا ہو گیا، اور جب میں اوراد پڑھ کر فارغ ہوا تو اس نے پوچھا کہ کیا آپ الشیخ احمد الخزرجی (جو کہ میرے جد امجد تھے) کے رشتہ دار ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے آپ کو اس طرح پہچانا کہ آپ بھی انہی اوراد کا ذکر کر رہے تھے جو انہوں نے اپنا وظیفہ بنا رکھا تھا۔

بہر حال کتاب کے اگلے باب میں ان تمام " آثار النبویہ " کی تفصیل درج کی گئی ہے جو ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہمارے صرف وہ ' آثار النبویہ ' ہیں جن کے موجودہ نگہبان و نگران ہم ہیں۔ یعنی ہم دوسروں کے آثار امانت کے طور پر اپنے پاس نہیں رکھتے، ان آثار النبویہ میں سے چند ایک کی تفصیل یہ ہے:۔

1: ذفیرہ شریف : 2 عدد، ان میں ایک جو صلح حدیبیہ کے موقع پر عطا ہوا۔ اس کی موجودہ لمبائی (بڑھنے کے بعد) 103 سینٹی میٹر ہے جب کہ دوسرا جو کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مرحمت ہوا اس کی لمبائی اس وقت 15 سینٹی میٹر ہے۔

2: خسلہ شریف : 2 عدد

3: المجامہ (بال مبارک جو رسول اللہ ﷺ کے جسم اقدس کے مختلف حصوں سے ہیں۔ المجامہ ان بال مبارک کو کہتے ہیں جو سر اقدس سے نہیں لیے گئے یعنی داڑھی مبارک کے بال (ہم اپنے تجربے کی بنا پر دو مختلف بالوں کو بآسانی علیحدہ کر سکتے ہیں جو سر مبارک یا داڑھی مبارک سے ہوں)

4: نوسیہ : وہ بال مبارک جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی ٹوپی میں یا پگڑی / عمامہ کے نیچے اپنے سر پر رکھتے تھے۔

5: گولڈن رنگ کے بال مبارک : 2 عدد، یہ نہایت نادر بال مبارک ہیں اگرچہ روایت میں اس رنگ کے بالوں کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا لیکن یہ ہماری دانست کے مطابق اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ سیاہ بال مبارک جب سفیدی میں بتدریج تبدیل ہوتا ہے تو یہ چھ مراحل سے گزرتا ہے۔ سیاہ، گہرا بھورا، ہلکا بھورا، گولڈن، گہرا، ہلکا، سفید۔

احتمال ہے کہ یہ گولڈن رنگ کے بال مبارک کچھ ایسی تبدیلی کے مراحل کے دوران لئے گئے ہوں گے۔ معجزاتی طور پر یہ گولڈن ہی رہتے اور اسی رنگ میں اس کی لمبائی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سبحان اللہ

6: مستج (Mastaj : 5) عدد (اسناد کے ساتھ) ایک بال مبارک رسول اللہ ﷺ کے دائیں ہاتھ مبارک سے ہے جب کہ باقی چار عدد داڑھی مبارک سے ہیں۔

7: جُبہ شریف (Jubbah)

8: بُردہ شریف (Burdah : 2) عدد، دونوں مختلف اسناد کے ساتھ محفوظ ہیں۔

کچھ نسل المبارکین Nasal-Mubarakeen نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا وہ بُردہ آپ نے زیب تن فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا " نعم " یعنی ایسا ہی ہے اور یہ بُردہ سیاہ رنگ کا ہے۔

9: الکبریٰ شریف

Soak:10 قمیض مبارک کا ایک ٹکڑا جو کاٹن کا بنا ہوا ہے بد قسمتی سے اسے اچھے انداز سے محفوظ نہیں کیا گیا تھا۔

11: بال مبارک سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

12: بال مبارک سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

13: بال مبارک سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

14: بال مبارک سیدنا علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ

(علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے جب ان سے دریافت کیا کہ میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ چاروں خلفائے راشدین نے اپنے بال لوگوں کو تقسیم کیے تھے، الشیخ الخزرجی نے جواب دیا کہ بہت سے اصحاب کے پاس خلفائے راشدین کے بال موجود تھے، یہ عین ممکن ہے کہ خلفائے راشدین نے اپنے بال تقسیم نہیں کیے ہوں لیکن یہ بھی عین ممکن ہے کہ جس شخص / اشخاص نے آپ خلفائے راشدین کے بال مونڈھے ہوں اس نے انہیں اپنے پاس رکھ لیا ہو اور محفوظ کر لیا ہو)

15: بال مبارک سیدنا حضرت امام الحسن ابن علی رضی اللہ عنہ: 131 عدد

16: بال مبارک سیدنا حضرت امام الحسین ابن علی رضی اللہ عنہ: 64 عدد

17: بال مبارک سیدنا حضرت امام الحسین رضی اللہ عنہ: 1 عدد، مختلف سند کے ساتھ

18: بال مبارک سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

19: انگوٹھی / مہر: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

امر واقعہ ہے کہ مہر نبوت رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کے زیر استعمال رہی لیکن چونکہ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی پتلی تھی اسی لیے شروع میں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مہر نبوت اپنی انگلی میں رکھی لیکن چار ماہ بعد انہوں نے اپنی انگلی کے سائز کے مطابق نئی مُہر بنوالی۔

یہاں میں ایک اور بات واضح کر دوں کہ وہ چند 'آثار النبویہ' جن کی شہادت ہمیں سند کے ساتھ نہیں ملتی ہم ان کا بالواسطہ تجزیہ کرواتے ہیں چوں کہ یہ مُہر رسول اللہ ﷺ سے منسلک نہیں بتائی جا رہی تھی اسی لیے ہم نے اس کے تجزیہ کے لیے اسے لندن کی ایک بہت پرانی اور بڑی لیبارٹری میں بھجوایا جہاں مختلف دھاتوں کا تجزیہ ہوتا ہے، تاکہ اس مُہر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا تجزیہ ہو سکے کہ یہ دھات کتنی پرانی ہے۔ لیبارٹری والوں نے اس مُہر کا تجزیہ کر کے بتایا کہ اس قسم کی دھات تقریباً 900 سال پہلے مفقود ہو چکی ہے، چوں کہ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ مہر سال 7 ہجری میں بنائی تھی تو لیبارٹری کا تجزیہ اس کے اصلی ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

20: مکحل (Makhal)۔(Kohl container) کوک (Kook) لکڑی کے کور میں، یہ سرمہ دانی سیدنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے۔

21: نعالِ سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، جو کہ اہلِ بیت خاندان سے حاصل ہوا، اس نعال پر ابھی بھی کچھ چمڑا (Leather) موجود ہے۔

22: بال مبارک سیدنا حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ، دوسری سند کے ساتھ

23:Soak ، سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ (مختلف اسناد کے ساتھ)

24:War hat ، سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ اسے اپنے سر پر رکھ کر پھر عمامہ پہنتے تھے۔

25: بُردہ، حضرت سیدنا جعفر الصادق رضی اللہ عنہ

علامہ اوکاڑوی: آپ ذخیرہ شریف یا دیگر موئے مبارک کو کیسے غسل دیتے ہیں؟

الشیخ الخزرجی: فضیلۃ الشیخ نے کتاب کے ایک باب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ اس میں غسل شریف کی پہلی تقریب کی تفصیل درج ہے۔ غسل کا مقصد بال مبارک سے پانی کے ذریعہ برکت حاصل کرنا ہے۔ ہم اسے ہر سال 23 رمضان کو غسل دیتے ہیں۔ ہم بال مبارک کو بالواسطہ غسل دیتے ہیں یعنی بال مبارک ایک کپڑے میں لپٹے ہوتے ہیں ہم اس کپڑے پر ایک خاص انداز و ترتیب سے زم زم کا پانی بہاتے ہیں یہ پانی کپڑے سے ذفیرہ شریف کو لگتے ہوئے گزرتا ہے۔ یہ سارا پانی ہم دوبارہ اکٹھا کر لیتے ہیں۔ زم زم کے بعد ہم اسے عام پانی سے غسل دیتے ہیں کپڑے کے باہر سے اور اگر ان میں کوئی بخور (Bakhoor) کا سایہ نظر آئے تو ہم اسے زیتون کے صابن سے غسل دیتے ہیں۔ اس کے بعد ہر بال کو نہایت احتیاط سے باری باری پکڑ کر مشعل کی صورت کر دیا جاتا ہے۔

(اس موقع پر علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے سراہا اور کہا کہ چونکہ الشیخ الخزرجی کو اللہ تعالیٰ نے اہم فریضہ اور ذمہ داری سونپی ہے، اس لیے اللہ نے ان کو فہم اور سمجھ بھی عطا کر رکھی ہے کہ وہ آثار النبویہ کی حفاظت و نگہبانی احسن انداز سے کر سکیں)

الشیخ الخزرجی نے اپنی گفت گو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ کتاب کے اگلے باب میں موئے مبارک کے جار میں لگنے والی ویکس (Wax) کو تبدیل کیسے کیا جاتا ہے اور اسے الغالیہ (Al-Ghaaliyah) میں کیسے مکس (Mix) کیا جاتا ہے، کا تذکرہ ہے۔ الغالیہ (Al-Ghaaliyah)، چار خوشبوؤں کا مرکب ہے، جو رسول اللہ ﷺ استعمال فرماتے تھے۔ ضمناً ایک بات یہ کہ چھوٹے سائز کے ذفیرہ شریف کی تقریب غسل الگ ہوتی ہے۔ اس کے لیے تاریخ 27 رجب ہے۔ یہ تقریب صرف 100 سے

200 خاص لوگوں کے درمیان ہوتی ہے لیکن بڑے ذفیرہ شریف کی تقریب 23 رمضان المبارک کو ہوتی ہے۔

الغالیہ خوشبو کو جب میں نے تیار کر کے مدینہ کے کچھ لوگوں کو ایک قلیل مقدار میں تحفۃً بھیجی تو انہوں نے اس کی تصدیق یوں کی کہ ایسی ہی خوشبو تو رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک سے آتی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا مجھے خواب کے ذریعہ اسے بنانے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ میرا جواب نفی میں تھا کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگرچہ یہ وفق امر العظیم من جانب اللہ ہے لیکن یہ بالواسطہ خواب نہیں ہے۔

ایک مشہور تاجر عبد الصمد قریشی کی جو متحدہ عرب امارات میں خوشبویات کا کاروبار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ میں ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا دبئی سے جدہ کی طرف جہاز میں، میں نے ان کے ہاتھ پر تھوڑی سی "الغالیہ" خوش بو لگادی، وہ اس خوشبو سے اس قدر مسحور ہوئے کہ مجھ سے پے در پے سوال کرنے شروع کر دیئے کہ میں نے اسے کب سے اور کہاں سے حاصل کیا؟ جب میں نے انہیں بتایا کہ یہ خوشبو میں نے خود تیار کی ہے تو انہوں نے کہا کیوں نہ ہم اسے باہمی تجارت کے طور پر تیار کریں؟ کیوں کہ ایسی خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی لیکن میں نے ان کی پیش کش مسترد کر دی۔ اگرچہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے خاص اجازت ہے کہ میں اس خوشبو اور غسل (موئے مبارک) کے پانی کو بھی بیچ سکتا ہوں لیکن ہم ان کو صدقۃً لرسول اللہ ﷺ فری تقسیم کرتے ہیں اور اگر ہم اس خوشبو کو بیچنا ہو تو ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس سے حاصل شدہ آمدن کہاں استعمال کرنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس آمدن کو استعمال کرنے کے تین مختلف ترجیحات بتائی ہیں لیکن ابھی تک ہم اسے فری تقسیم کرتے ہیں۔

' الغالیہ ' خوشبو میں استعمال ہونے والے تمام اجزائے ترکیبی کو کتاب میں تفصیل سے درج کر دیا گیا ہے یہ اجزاء نہایت قیمتی ہیں۔ ایک کلو گرام ' الغالیہ ' کو تیار کرنے پر قریباً 2 لاکھ درہم (55 لاکھ پاکستانی روپے) مالیت کی رقم بنتی ہے اس میں استعمال ہونے والے اجزاء مثلاً عود اور وَرد بہت قیمتی ہیں۔ سالانہ زیارت کے موقع پر خاص شرکاء اپنا پرفیوم (خوشبو) لے آتے ہیں اور ہم اس میں برکۃً عرق شریف شامل کر دیتے ہیں۔

علامہ اوکاڑوی: آپ کب تک اس کتاب کی تدوین مکمل کر لیں گے اور کب اسے شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

الشیخ الخزرجی: ان شاء اللہ بہت جلد، اصل میں پچھلے ہی ہفتہ ہمیں دو مزید ' آثار ' وصول ہوئے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ کچھ مزید آثار ان شاء اللہ عنقریب ہمیں ملیں گے لہٰذا ہم ان کو اسی کتاب میں درج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

علامہ اوکاڑوی: آپ اس کتاب کو کتنی زبانوں میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میری رائے بس آپ اسے عربی کے علاوہ انگلش اور اُردو میں بھی شائع کروائیں؟

الشیخ الخزرجی: ان شاء اللہ ہم اس کتاب کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کروا کر شائع کروائیں گے جن میں انگلش، فرانسیسی، روسی اور ہسپانوی زبانیں شامل ہیں۔

علامہ اوکاڑوی: میری رائے ہے کہ آپ اس کتاب کو ترجیحاً ان زبانوں میں شائع کریں جو دنیا بھر کے مسلمانوں میں اکثریتی زبان کے طور پر استعمال ہوتی ہیں؟

الشیخ الخزرجی: ان شاء اللہ ہم ایسا ہی کریں گے۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ " الکبری الشریفہ " کا آثار ہم تک کیسے پہنچا؟ میں کالی کٹ (کیرالا۔ انڈیا) میں سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لئے شیخ ابو بکر کے ہمراہ گیا۔ کانفرنس کے بعد ہمیں حدیث کے

موضوع پر ایک اور کانفرنس میں شرکت کرنا تھی جو بنارس (ورانسی۔ انڈیا) میں کچھ دنوں بعد منعقد ہونا تھی۔ اس دوران میں اپنے ایک شیخ محمد حفیظ سے ملنے حیدر آباد چلا گیا۔ میرے ہمراہ جامعہ الازہر کے کچھ اساتذہ بھی تھے۔ ایک زائر جو وہاں پر ٹھہرا ہوا تھا اس نے ہمیں بتایا کہ شیخ صاحب سوئے ہوئے ہیں۔ قریباً 7 بجے صبح وہ میرے کمرے میں آئے اور مجھے بتایا کہ انہوں نے ابھی ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشار فرمایا کہ ' الکبری شریف ' احمد الخزرجی کو دے دو۔

میں یہ سن کر بہت خوش ہوا اور ساتھ ہی یہ سوچنے لگا کہ ' الکبری شریف ' کیا ہے؟ چوں کہ انڈیا اور متحدہ عرب امارات کے ٹائم میں ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے۔ میں نے بے چینی سے انتظار کیا تاکہ متحدہ عرب امارات میں صبح کے 7 بجے مَیں وہاں کے علما سے رابطہ کر سکوں اور یہ جان سکوں کہ الکبری شریف کیا ہے؟ میں نے مِصر کے علما سے بھی رابطہ کیا تاکہ اس کے متعلق معلومات حاصل ہو سکیں؟ مصر کے علما نے مجھے بتایا کہ اگرچہ ان کی معلومات میں ایسا کوئی حوالہ نہیں ہے تاہم مجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ " امرۃ الاحمد بالکبری " اس لیے یہ یقیناً آپ کی طرف آئے گا۔ میں اپنے ہوٹل میں واپس آگیا۔ میرے سیکریٹری نے مجھے بتایا کہ کچھ دنوں کے بعد مجھے اپنے ایک دوست سے ملنے ایک دوسرے ملک میں جانا ہے۔ اسی رات مجھے یوں لگا کہ جیسے میرے دورۂ انڈیا میں کوئی کمی رہ گئی ہے کیا یہ اس لیے ہے کہ میں اس دفعہ ممبئی نہیں گیا؟ کیوں کہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ دورۂ انڈیا میں ممبئی جائے بغیر واپس آؤں؟ چنانچہ میں نے اپنے سیکریٹری کو بتایا کہ میرا پرانا شیڈول تبدیل کر کے میرے لیے ممبئی جانے کے ٹکٹ کا بندوبست کرو۔ میرے سیکریٹری نے بڑی دشواری

سے ایسا کیا کیوں کہ اسے ممبئی کے لیے براہ راست فلائٹ نہیں مل رہی تھی تاہم ہم شام پانچ بجے تک ممبئی کے ہوٹل میں داخل ہو چکے تھے۔ ہم نے وہاں مختلف دوستوں سے فون پر رابطہ کیا تاکہ شام کا کھانا اکٹھے کھا سکیں۔ اسی دوران مجھے ایک شیخ صاحب یاد آئے اور اسی وقت میں نے ان سے ملنے کا ارادہ کیا۔ ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے "واسطے " کے طور پر ان شیخ سے ملانے کے لیے لے گئے تھے۔ میرا دوست ان شیخ صاحب سے کچھ حاصل کرنا چاہتا تھا اور شیخ صاحب نے کمالِ مہربانی سے میرے احترام میں انہیں وہ عطا کر دیا تھا حالانکہ اس سے پہلے وہ شیخ صاحب اس شخص کو بہت مرتبہ انکار کر چکے تھے۔

ہمیں ان شیخ صاحب کا پتا لگانے میں کچھ دیر ہوگئی کیوں کہ وہ ہسپتال میں گئے ہوئے تھے۔ ہم نے رات کے کھانے کا پروگرام ملتوی کیا اور ان شیخ صاحب کو ملنے ان کے گھر چلے گئے۔ جیسے ہی میں ان کے گھر ان کے کمرے میں داخل ہوا وہ خوشی سے چہک اٹھے۔ خزرجی، خزرجی۔ السلام علیکم کیف حالک۔ کیسا ہے؟ شیخ؟ ٹھیک ہے؟ پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے، میں نے کہا کہ شیخ صاحب براہ مہربانی اپنی جگہ بیٹھے رہیے اور خود کو تکلیف مت دیں لیکن انہوں نے فرمایا کہ نہیں آپ میرے ساتھ آئیں وہ مجھے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے آئے یہ کمرہ قریباً 2 میٹر چوڑا اور ڈیڑھ میٹر لمبا تھا۔ اس میں صرف دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک بڑی اور ایک پلاسٹک کی چھوٹی کرسی تھی۔ شیخ صاحب نے مجھے بڑی اور آرام دہ کرسی پر بصد احترام بٹھایا اور خود پلاسٹک کی چھوٹی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ہم دو منٹ تک وہاں بیٹھے رہے اور پھر وہ دوبارہ کھڑے ہوگئے اور ایک بڑے بکس تک پہنچے جو وہاں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اس کا تالا کھولا تو اس میں سے ایک اور بکس نکلا۔ انہوں نے اس کا تالا کھولا تو اس میں سے ایک اور بکس نکلا۔ اس طرح وہ یکے بعد دیگرے

بکس اور تالے کھولتے رہے اور آخرکار ایک بکس سے رسول اللہ ﷺ کی ' زلف شریف ' نکال کر مجھے عطا کر دی پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ مجھے چار ماہ سے تلاش کر رہے تھے تاکہ یہ امانت مجھ تک پہنچا سکیں۔

شیخ صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ زلف شریف ان کے پاس 8 سو برس سے محفوظ ہے۔ سیدنا غوث الاعظم حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عہد سے اور ان کی عطا کی ہوئی سند کے ساتھ ان کے خاندان کے پاس ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں مجھے ہدایت کی کہ میں ' زلف شریف ' کو الشیخ الخزرجی کے حوالے کردوں ۔ اسی وجہ سے میں آپ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اس آثار کے مجھے حوالے کرنے کے بعد وہ بہت مطمئن ہوگئے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ شیخ الخزرجی؟ کیا آپ کو ' الکبری شریف ' چاہیے؟ جبّہ شریف جو رسول اللہ ﷺ نے " الاسراء والمعراج " کے موقع پر زیب تن فرمایا تھا؟ یہ الکبری شریف ترکی سے حاصل کیا گیا تھا۔ یہ سلطان حیدر علی ٹیپو کے پاس محفوظ تھا جو کہ میسور کے حکمران تھے۔ ان کے بعد یہ سلطان فتح علی ٹیپو کے پاس منتقل ہو گیا۔ سلطان فتح علی ٹیپو انگریز فوج سے بہت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے جو میسور پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔

1799ء میں انگریز فوج نے میسور پر بالآخر قبضہ کر لیا۔ الکبری شریف کو ٹیپو سلطان کے ایک قریبی رشتہ دار نے مسجد سے حاصل کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیا تاکہ یہ نادر آثار انگریزوں کے ہاتھ نہ لگ سکے۔ یہ آثار ان کے خاندان کے پاس قریباً 150 سال سے تھا وہ ہر سال ربیع الاول کے موقع پر اس کی زیارت کا اہتمام کرتے تھے۔ اس دوران انڈیا کی آبادی روز بروز بڑھتے ہوئے بہت زیادہ ہوگئی اور یوں اس آثار " الکبری شریف

، کی زیارت کا اہتمام و انتظام مشکل ہوتا چلا گیا۔ لہذا پچھلے 80 برسوں سے کسی نے بھی الکبری شریف کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ ہی عوام کو زیارت کروانے کے لیے کھولا گیا۔ صرف دو ہفتے قبل اس خاندان نے فیصلہ کیا کہ وہ اس آثار الکبری شریف کو اس کے حوالے کر دیں گے جو اس کے بدلے ایک بہت بڑا اسلامک کمپلیکس تعمیر کرے گا، جس میں ایک مسجد، ایک قرآن اسکول شامل ہو، یاد رہے یہ فیصلہ اسی دن ہوا جب ہم کیرالا میں دو ہفتے قبل پہنچے تھے اور ہمیں الکبری شریف کے بارے میں خبر ملی تھی۔

علامہ اوکاڑوی: ماشاء اللہ یعنی ایک خود کار انتظام کے تحت یہ آثار شریف آپ تک پہنچ گیا؟

الشیخ الخزرجی: ان شاء اللہ عنقریب ہمیں امید ہے کہ کچھ مزید آثار ہم تک پہنچیں گے جن کا تذکرہ ہم اس کتاب میں کریں گے۔

علامہ اوکاڑوی: آپ ان آثار کو محفوظ بنانے کے لیے مستقبل میں کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

الشیخ الخزرجی: اس سلسلے میں ہم بہت زیادہ کام کر چکے ہیں اور اس کا ڈیزائن پہلے ہی بن چکا ہے۔ اصل میں ہمارا ارادہ " مرکزی بینک " کی طرز پر ایک بہت بڑی عمارت تعمیر کرنے کا ہے۔ اس عمارت کی مضبوطی کے لیے بہت زیادہ لوہے اور بجری کی دیواریں بنائی جائیں گی تاکہ آثار النبویہ کسی قسم کی چوری سے محفوظ جگہ پر رکھی جاسکیں۔ یہ ہال نما کمرہ خاص طور پر مرکزی بینک کے لاکر روم کی طرز پر بنایا جائے گا جو کہ زیرزمین تیسری سطح پر ہوگا۔ آثار شریف دھات کے بنے ہوئے x80x305 میٹر بڑے بکس میں رکھے جائیں گے اور ان کے اندر فکس کر دیئے جائیں گے تاکہ کسی بھی قسم کی چوری سے محفوظ

کیا جاسکے۔ اس قدر مضبوط عمارت کو زیرزمین ہی بنایا جاسکتا ہے لہذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسے اوپر کی منزل کی بجائے زیرزمین تعمیر کیا جائے۔

علامہ اوکاڑوی: علامہ اوکاڑوی نے الشیخ الخزرجی کو کچھ مفید آراء اور مشورے دیئے تاکہ " آثار النبویہ " کو محفوظ بناتے ہوئے ان کی تکریم میں کوئی کمی نہ رہ سکے۔ الشیخ الخزرجی نے علامہ اوکاڑوی کے مشوروں کو سراہا اور پسند کیا۔ اس کے بعد علامہ اوکاڑوی نے الشیخ الخزرجی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے بڑی توجہ اور محبت سے ان کے سوالوں کے جوابات دیئے اور ان تک معلومات کی رسائی کی۔ علامہ اوکاڑوی نے کہا کہ چونکہ یہ تمام اہم معلومات ایک کتاب کی صورت میں اکٹھی کی جارہی ہیں جو کہ ایک بہت بڑی کاوش ہے۔ یہ کتاب ' آثار النبویہ ' سے منسلک تمام سوالات کا جواب حاصل کرنے میں مدد ومعاون ثابت ہوگی۔ علامہ اوکاڑوی نے مزید فرمایا کہ چونکہ آپ (الشیخ الخزرجی) سے پہلی ملاقات ہے لہذا میں نے صرف بنیادی سوالات ہی زیر بحث لائے ہیں اور آپ کو زیادہ سنا ہے اور میں اس بحث میں محظوظ ہوا ہوں۔

الحمد للہ مجھے رسول اللہ ﷺ اور ان کی ذات سے منسلک ہر چیز سے محبت ہے۔ میری نظر میں " آثار النبویہ " کی بہت قدر ہے اور یہ میری خواہش ہے کہ آپ کے پاس جو بھی آثار النبویہ محفوظ ہیں وہ کسی بھی قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہوں۔ اس سلسلے میں مزید کچھ ضروری سوالات ہیں جو اگلی نشست میں کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسی خندہ پیشانی سے ان کا جواب دے کر رہنمائی فرمائیں گے؟

الشیخ الخزرجی: ان شاء اللہ جو معلومات درکار ہوں میں ان کا جواب دینے کا ذمہ دار ہوں اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

انٹرویو کے بعد الشیخ الخزرجی نے علامہ اوکاڑوی اور ان کے رفقاء کے ساتھ رات کا کھانا کھایا اور خوب مہمان نوازی کی۔ الشیخ الخزرجی بلاشبہ ایک بھرپور شخصیت کے مالک ہیں جن میں عاجزی اور انکساری بدرجہ اتم موجود ہے۔ انہوں نے " آثار النبویہ " کے بارے میں مکمل معلومات پہنچانے میں تمام سوالات کا خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ انہوں نے علامہ اوکاڑوی کو موئے مبارک میں لپٹے ہوئے کپڑے اور غسل شدہ پانی کے قیمتی تحائف بھی پیش کیے۔ انہوں نے علامہ اوکاڑوی کو اپنی مطبوعہ کتب بھی تحائف میں پیش کیں۔ علامہ اوکاڑوی نے الشیخ الخزرجی کی کتاب دوستی اور علم سے محبت اور مسلکِ حق کے لیے خدمات کو بہت سراہا۔

الشیخ الخزرجی کے ہاں باقاعدگی سے ذکر اللہ و نعت النبی کی محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ان میں جید علمائے کرام کے لیکچر بھی ہوتے ہیں۔ الشیخ الخزرجی نے علامہ اوکاڑوی کو مدعو کیا کہ وہ چند روز بعد ہونے والی مجلس میں لیکچر دیں لیکن ڈاکٹر اوکاڑوی کو اپنے وعدوں کی تکمیل کے لیے واپس پاکستان آنا تھا اس لیے انہوں نے اگلی بار کا وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ وہ ضرور ان کی مجلس میں شرکت کریں گے۔

آخر میں الشیخ الخزرجی نے علامہ اوکاڑوی اور ان کے رفقاء کو بڑے تپاک سے رخصت کیا۔ وہ خود چل کر مہمانوں کے ساتھ گھر کے صدر دروازے تک آئے اور اس وقت تک کھڑے رہے جب تک علامہ اوکاڑوی کی گاڑی اس علاقے سے باہر نہیں نکل گئی۔

آج کے اس پرفتن دور میں ہر کوئی خود کو صراط مستقیم کا راہی و داعی شمار کرتا ہے۔ حضور نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے:

خیر کُمقرنی ، ثُمَّا لّذِینیلُو نَھُم، ثُمَّا لَّذِینیلُو نَھُم (صحیح بخاری)

تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اَصحَابی کَالنّجُومِ بِاَیِّھِمُ اقتَدَیتُمُ اھتَدَیتُم

میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

حضور نبی رحمت ﷺ کے ان فرامین سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کامیابی و کامرانی اسی کا مقدر ہے جو صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے والا اور ان کا سا عقیدہ رکھنے والا ہو۔ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی رحمت ﷺ کے تبرکات مقدسہ کی بھی حد درجہ تعظیم فرماتے اور برکت حاصل کرتے تھے۔ ان نفوس قدسیہ کا یہ سلسلہ تبریک بعد وصال نبوی بھی ظاہری حیات مبارکہ کی طرح جاری رہا۔

زیر نظر کتاب میں سراج العلما، سند الفضلا، حضرت علامہ ابوالذکاء سراج الدین شاہ محمد سلامت اللہ رام پوری علیہ الرحمۃ (جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر اور دوستوں میں سے ہیں) نے حضور نبی رحمت ﷺ کے موئے مبارک اور دیگر آثار مبارکہ کی برکات اور صحابہ کرام کے حصول برکت کا تذکرہ کیا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس موضوع کو 80 دلائل سے مزین فرمایا ہے، جن میں صحابہ کرام کا مختلف مواقع پر حضور نبی رحمت ﷺ کی ذات مقدسہ اور تبرکات کریمہ سے برکت حاصل کرنا، اور دینی و اخروی کامرانیوں کا سامان کرنا بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کریم مصنف علیہ الرحمۃ کی کاوش مخلصانہ کو قبول فرما کر ہر قاری کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔

آمین بجاہِ النبی الامین ﷺ

کتاب محل
دربار مارکیٹ لاہور
(0321-8836932 – 0300-4827500)